

Library
of the
National Archives of Pakistan

ازالہ شبہات

مصنفہ

جناب قاضی محمد نذیر حسین فاضل

تاخر اشاعت لٹریچر و تصنیف

فائش

دارت اشاعت لٹریچر و تصنیف صدائے احمد پاکستان رتوبہ

صفحہ	مضمون
۲۶	کے دعویٰ مسیح موعود سے کوئی تناقض نہیں دکھتا۔
۳۳	حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مسیح موعودؑ کے بیان میں تناقض پانچاٹھ کے طعن کی تردید۔
۴۰	دشمن میں مسیح کے نزول کی حدیث کے بارے میں حضرت کی جرح کا جواب۔
۵۵	مجتہد صاحب سرہندی کی عبارت کا حوالہ۔
۵۶	مسیح موعود علیہ السلام کی اس عبارت کا مفہوم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں کو خدا کیسے دیکھا ہے یہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آسمانی دستے بلکہ لکھنا جانتے تھے۔
۵۸	حضرت مسیح موعودؑ پر اپنی نبوت کے متعلق قدرتی امکانات قابل اعتراض امر نہیں اور آفت محمدؐ کے اظہار والا الہام اس بالکشتات کے بعد بھی قائم ہے۔
۶۲	اللہ کا مذہب کہ نبی سے آخری قرل کا تسک کا جواب ہے۔
۶۳	اجتہاد و غلطی و اجمال پیشگوئیوں میں ممکن ہے۔
۶۴	کبھی نبی کی اجتہاد و غلطی میں ایک قسم کی وحی چھٹی ہے جس میں شیطان یا باطل کا ہونا ہے اس غلطی کو وحی جلی یا شکرہ درہ کر دیتی ہے۔
۶۵	شاید تذاہرین کو الہام جلی ہے ایسے نسخے کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کا پہلا اجتہاد مستحب شیطان کا نتیجہ نہیں۔
۶۶	آفت محمدؐ کے اظہار والا الہام میں وجود وحی جلی پر سلسلے کے متبعین سے یاک بھی ہے اور غلطوختا بھی نہیں۔
۶۸	گفرد ایمان کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت کا نقطہ نگاہ۔
۷۰	پندرہویں صدی کا امام مسیح موعودؑ مجدد اسلام ہے۔

صفحہ	مضمون
۸۱	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حرکت عیسائیوں کے ممالک کے متعلق ایک نکتہ۔
۸۲	ہر حکومت کی ذمہ داری پر معترضین کی طرح کا جواب
۸۶	اولی الامر کی اطاعت ایمان کا تقاضا ہے۔
۸۹	دین و سیاست میں خلیہ فاضل
۹۱	حکومت کی ذمہ داری کے بارے میں انبیاء کا طریقہ
۹۲	۱۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کو ہجرت حبشہ کے حکم کی وجہ۔
۹۲	۲۔ صحابہ بن حبشہ کا منہاجی شہاب حبشہ کے دشمن سے لڑنے کی آزادی
۹۳	۳۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے شاہی قانون نہیں توڑا۔
۹۵	انگریزوں سے آزادی کس طرح حاصل ہوئی
۹۷	حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کون سے بہت تڑپے
۹۸	حضرت سلیمان علیہ السلام نے مکہ سپاہیوں پر کیا کی۔
۹۸	انعام بخت۔ فتویٰ بزازیہ کا حوالہ کہ کارہیوں کی حکومت دار السلام
۹۸	حق دارانہ ہے۔
۹۹	مرقاۃ حسین احمد مدنی کا فتویٰ۔
۱۰۰	مولوی ابوالاعلیٰ مودودی کے نزدیک ملک انگریزوں کی حکومت کی وقت دارانہ نہیں تھا
۱۰۳	نفاذات کی بحث
۱۰۷	معترضین کا آدھوں کی حمایت کرنا
	حضرت محمد الدین ابن عربی کی حاتم لاد کے چین میں پیدا ہوئی مشکوٰۃ کا مصداق
	مسیح موعود علیہ السلام کیسے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے اس مشکوٰۃ کا مصداق

صفحہ	مضمون
۱۷۰	کلام میں تفسیر کے رد میں دوسرے مسکوت بہ معترضین کی جہت کا جواب
۱۷۱	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چار بیوت کی ایک مولود علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام
۱۷۲	الکافی دینی ائمہ عز کے برادران میں اس کی تفسیر میں کوئی تباہی نہیں
۱۷۳	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان میں خدا کے سرکاری لفظ کو نہ لکھنے کا مفہوم آیت
۱۷۴	کہ تم کو ان سے پہلے سے پہلے لکھا گیا ہے کہ وہ جنت میں
۱۷۵	تو فی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ادا لہذا ہم کی ایک عبارت
۱۷۶	کے بعد اس کے کہ تم کو لکھا گیا ہے کہ وہ جنت میں
۱۷۷	مسیح موعود کا بیات مسیح کا یہی تعبیر تھا ہے، آج کل کے لکھنے کی بدولت میں
۱۷۸	یہ تصور غلطی کے تحت لکھا گیا ہے کہ اس کو کوئی ایسا فائدہ ہو نہیں سکتا
۱۷۹	مسیح موعود علیہ السلام نے پہلے حضرت ملک پر سرگز بہات قرآن کی ایک آیت
۱۸۰	مفسرین کے نہیں کی کہ انھوں نے پہلے انداز میں مسلمان کی نفی کے اشارے سے
۱۸۱	پہلے وہ لکھا ہے کہ یہ
۱۸۲	آیت و حکم فی الازل میں تفسیر و تفسیر الیٰ عین کی تفسیر کے بارے
۱۸۳	میں ازل اور کلام کا تفسیر عبارتیں عبارت ہیں اور ان پر مسلمان کے ساتھ یہاں
۱۸۴	جو کہ پہلے انداز میں مسلمان کا قائم نہیں ہوا علیہ السلام کی اصالت آج تک
۱۸۵	مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقت میں کیا اختیار کئے ہیں اور حقیقت میں کیا
۱۸۶	مسیح موعود پر اپنی عزت کے بارے میں تدبیریں لکھا ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
۱۸۷	پر اپنی شان کے تدبیریں لکھا ہے کہ مبالغہ ہے

صفحہ	مضمون
۲۱۸	خاتم النبیین کے تحت مضمون کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیت
۲۱۹	بعض آیات قرآنیہ میں تعلیق
۲۲۰	آیت قرآن میں آخذ فی کتاب الرسل لیسے کہ یہ آیت کا تفسیر میں
۲۲۱	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقوال میں جو مسرت سے پیش کیے ہیں
۲۲۲	کوئی متیقن نہ تھی موجود نہیں۔
۲۲۳	مہاجر کے مسئلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شریعت میں کوئی
۲۲۴	تبدیل نہیں کی۔
۲۲۵	جہاد سے دوسرے مضمون کا قریب آخر
۲۲۶	وفات مسیح پر بحث ذکر کرنے کے لئے حضرت مسیح کی بیانات ساری
۲۲۷	مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ کسی سازش اور غور سے نہیں
۲۲۸	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے محدث اور امتیاز کے دعویٰ میں کوئی
۲۲۹	حقیقی حقائق نہیں۔
۲۳۰	محدث کے عمومی اصطلاح معنی۔ حدیث و سنت کی تفسیر۔
۲۳۱	مسیح موعود کی طرف سے محدث کی آخری حد تک اجنادی تعریف
۲۳۲	معنا نبوت ہی ہے۔ آپ اس وقت اصلاح میں نہیں صرف تفسیر میں
۲۳۳	نہی کو ہی جانتے تھے۔ آپ نے تفسیر میں اور مستند نبوت کا دعویٰ
۲۳۴	نہیں نہیں کیا۔
۲۳۵	نہی کو محدث اور محدث کو نبی کہنا جائز ہے۔
۲۳۶	نقطہ نبی کو یہ پیرایہ محدث اختیار کرنے کی وجہ
۲۳۷	کامل اتنی نبی بھی محدث کی طرح مشکوکہ نبوت محدث سے توڑنا

صفحہ	مضمون
۲۵۰	کرنے کی وجہ سے فاقہ البیتین کی تحدید سے باہر ہے۔
۲۵۱	معروف اصطلاحی تعریف نبوت کیوں قابلِ تسلیم قرار پائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اپنی شان کے بارے میں پہلے بیان سے مختلف انکشاف دہی گئی تھی سے ہوا۔ جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی شان کے بارے میں تدریجی انکشاف دہی گئی ہے۔ ہذا۔ لہذا عقیدہ میں تبدیلی کو حقیقی منافی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ جو احتیاج تفسیر میں کر رہا تھا ہے۔
۲۵۲	آئندہ انبیا الٰہ مسیح
۲۵۴	دائیمہ الٰہی والی آیت کی دونوں تفسیروں میں مجازی وادائی کی مراد ہے۔
۲۵۹	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اترال سے ایک آیت کی دو تفسیروں کا ثبوت۔
۲۶۲	کفر و ایمان کی بحث
۲۶۶	انسیاء معصوم ہیں۔ مگر بادشاہ معصوم نہیں
۲۶۸	نیر مسلم حکومت کا دفاع واری سے طاقت کے معنی یہ ہیں کہ قانون سلطنتی نہ کی جاسکتا۔
۲۶۹	یہودیوں اور عیسائیوں کو دلی دیتا ہے دلی آیات کا مطلب۔
۳۰۱	حضرت یوسف علیہ السلام نے ملکی قانون نہیں توڑا تھا۔ نہ شاہ مصر ان کے حق میں دستبرد دار ہوا تھا۔
۳۰۲	اسلام القرآن کی تفہیم دار

صفحہ	مضمرات
۲۱۵	حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشگوئی کی وثیقت
۲۱۶	۱۰ جو قسم کے عذاب ایک وقت میں نہیں آتے ۲ کی سطر بابت
۳۱۵	عزل محمد کو اور زراعتیاں
۳۱۶	ان، نقد اشترک من العنق و منقذ انفسہم و انفسہم
۳۱۷	کی تفسیر
۳۱۸	میر تقی کی آیت ستر طین
۳۱۹	۱۰ میں بھی اور اسی میں مشرق
۳۲۰	مبارک لکھنؤ لی عکسنا انفس الا فکاه تیل
۳۲۱	حضرت مسیح مولود علیہ السلام نے حیات طیبہ کا عقیدہ
۳۲۲	وہی انہی کا دوست بنی میں عجوبہ ۱۔
۳۲۳	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس بارہ میں انہی کا دل
۳۲۴	ہر حق صحتی اہل کتاب کے طریق پر عمل کرتے تھے
۳۲۵	مستطاب

۱۰۰۰
۱۰۰۱
۱۰۰۲
۱۰۰۳
۱۰۰۴
۱۰۰۵
۱۰۰۶
۱۰۰۷
۱۰۰۸
۱۰۰۹
۱۰۱۰

حُبَّتْهُمْ دَاخِصَةً عِنْدَ رَبِّهِمْ

از الهم و شبهات

کاش

نظارت اشاعت از پیر تصنیف صدیقی احمدی

جلد اول

مصنف : مولانی محمد رفیع الرحمن صاحب
 مآثر : حضرت اس حدیث کی تفصیل
 طب : طب سید احمد علی صاحب
 مطبع : محمد نواز کسٹلر سس ٹائمز
 تقویم : ۱۴۰۱ھ - ۱۳۸۱ھ
 تاریخ اشاعت : دسمبر ۱۳۸۱ھ

بسمِ ربِّ الرحمنِ الرحیم

عرشِ حال

کچھ عرصہ پہلے ایک صاحبِ مسئلہ تھے جنہیں احمدیہ عربیہ مدرسہ امامہ
 جہ میں حضرت کج خدمت میں اپنے کچھ سوالات تھے جو بات کا دیا جا تا ہے کہ
 اس طرح دوسرے سیر پر ہوا۔ دوسری بات کی حالت کر کے ہوتے ہیں کہ
 اس کا جواب ہرگز نہ تھا کہ سائل کی بات دیکھنی سے بعض رہا
 کے ہو سکتا ہے۔ اس کا جواب مرتبہ کر کے جو ایک سو بار کے ۴۴ سوال
 پر مشتمل ہو تو سننے کے بعد ہوا گیا اس پر سائل سے ایک سو چار
 تنقیدیں رہیں۔ اس میں کئی سے سوالات دے کر دیکھتے ہیں کہ
 وہ تو میرے لئے تھے تاہم میں نے یہ دیکھ کر کہ وہ سوالات
 پر اس کا جواب تھا۔ گویا یہ ایک کتاب ہے جس میں جو بات ہے
 میں نے لکھے تھے کہ سوالات کی طرف سے ایک شخص ہو سکتا ہے جس
 میں نقل و نقل بھی ہوا جو پڑھے سیر کئی سے سوالات بھی کر دئے
 گئے تھے اس کا جواب بدو، عریضہ مرتب کر کے سائل کو بھی دیا گیا ہے
 اس سائل نے اپنی پہلی جگہ میں بعض سوالات جو پڑائے ہی دہرائے
 تھے جو علم طور پر ٹوٹ کر رہے تھے اس کا جواب احمدیہ مدرسہ میں لکھی مار
 آگیا ہے۔ لیکن ان کے بعض سوالات ان کے اپنے ہمارے نہیں تھے۔ ان کی

ہر طرح سے علم میں تاثیر یہ ملتا تھا کہ وہ درحقیقت مخفی کر رہا چاہتے ہیں۔ مگر
 ان کی عیبد کی جستجو میں ان کا مشاد مکمل کر رہا ہو گیا۔ کہہ سکتا ہوں ہو گیا
 کہ وہ حوالہ دہات قطع و برید سے پیش کرتے ہیں۔ وہ یہ ایسی بات اٹھال
 کر رہے ہیں جو ایک اثبات قیاس ہی استعمال کر سکتے ہیں۔ ان کی آخری سچی
 سے تو یہ بات پورے طور پر مکمل ملتی ہے۔ مگر ان کا مقصد انھیں یہ بھی بلکہ اپنے
 انکار کی وسیع علم، پھر بھی ہم سے اقامت کتب کی صورتوں سے مسلسل
 مراجعت ختم نہ کیا اور ان کی آخری سچی کہا جوتو یہ بھی صحیح ہے۔
 ہر آپس میں بی مصلحت ہیں ایسی جماعت کے نزدیک ان کی تصدیق و تائید
 کی خاطر گئی ہو۔ صورت برتاؤ کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ ہماری جماعت
 کے لوگوں میں سے خواجہ استفادہ کریں گے۔ اور اس میں یہ بہت سی
 مسائل سوئی کہ اس قسم کے سوالات کے جوابات کس طرح دینے
 چاہئیں۔

تقدیر

و السلام

قیامی محمد نذیر

طاعت و تہجد و تسبیح

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَكُونَنَّ لَهُ شُكْرًا

عُقُولِ خُصْمِ فَضْلِ دُرِّ حُسَمِ کَمَاتِ

تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَلَا تَمُوتُوا إِلَّا بِلَاغٍ



المشايخ الكرام في دار الحديث الشريف

سید کے سولات حضرت امام جعفر علیہ السلام کی طرف سے ہمارے دفتر میں پانچ روپے دیا جانے کے لئے موصول ہوئے۔ ان سولات کے جوابات پانچ روپے ہمارے ہیں۔

آپ سے حضرت ابن مسعودؓ کا یہ اجماعیہ علیہ السلام میں آئوں کو غلط ثابت کر کے کہ کرسسٹن کی ہے اور آپؐ کی بعض عمریات سے آپؐ یہاں فرمایا کرتا ہے کہ اس میں میں تم سے جتنے دور یہ کہ غلط سمجھا گیا ہے کہ یہاں سے روایات آپ کے متفقہ اسرار میں کوئی حقیقی تصدیق موجود نہیں رہا۔ یہ اختلاف تو قرآن کریم کی بعض آیات میں بھی موجود ہے۔ لیکن محققین کے رد میں ان میں طعن ہی جا سکتی ہے۔ یہی طعن حضرت ابن مسعودؓ سموتیہ کی نثرات میں جہاں آپؐ کو اختلاف نظر آیا ہے ان میں بھی طعن ہی جا سکتی ہے۔ سوائے کہ اترت اس میں جوتا ہے کہ آپ کے ساتھ قرآن میں یہ ظاہر اختلافات کی جہت میں ذیل میں پیش کرتے ہیں تا کہ آپ کو سمجھ آئے کہ ان میں تطبیق دینے کی ضرورت ہے

یہ لفظ ابتداً مستشرقین و لوگوں کو حیران کرتا چلا آیا
 ہے۔ کیونکہ یہاں ہر کچھ معلوم ہیں تو ماضی مسیح کو مستحق سے
 کیا ماسبت ہے اور دمشق کو مسیح سے کیا ماسبت ہے
 درحقیقت یہ دو نام عداوت و کینہ طبعِ اولیہ روحانی حریفی
 کا مجموعہ ہے۔

سوال ۱۔ برعکس لوگ میرے ہوتے چتے آتے ہیں ان میں سے کون
 ایک کے نام و درجہ کی وہ عبارتیں جن سے ان کا حق اس ہونا معلوم
 ہوتا جو مذکورہ حالت میں فرماتیں۔ اور یہ بھی لکھیں کہ وہ محقق کس
 زمانہ میں گزرے ہیں؟

دمشق کی حدیث و حضرت مسیح موعود و نصیر اسلام کی کتاب
 الجواب اراک و ازم کے حاشیے کی بنا پر آپ نے ان محققین
 کے متعلق تاریخی ثبوت مانگا ہے جو اس بات سے پریشان رہتے ہیں۔
 کہ دمشق میں مسیح کے نزول کی کیا ماسبت ہے اس کا یہ کئی طرح
 سے دیا جا سکتا ہے۔

اول۔ یہی نزول کے متعلق باپ مختلف روایتیں آئی ہیں
 میں تحقیق دینا حال اور حدیث نہیں ہذا اعلیٰ اور اعلیٰ اور
 کو پڑھ کر آپ بھی پریشان ہوں گے۔ ان روایات میں مقلدِ رسول
 باپ کے بیان ہوئے ہیں۔ چنانچہ ابن ماریہ کے حاشیے پر جو نزول مسیح
 کے بارے میں ایک طویل بحث بیان ہوئی ہے اس کا متعلق اقبالیہ

ج غل ہے ۔

۱۔ بعد وود فی بعض الالہ دیت ج دیسی علیہ
عشلاہریہوں سبب لوسدس و فی ردا بے
بالاد و فی رواہہ محسکرو لوسدس و لہ
اعلمہ ۔ یہ بابہ صنف ۲ سٹکا سستہ

۲۔ حدیث بن عباس میں : ہلأ قیوہ پر برہن سہان
ہوا ہے ۔ ویک الکراہۃ

۳۔ مسلم میں عباس بن موسیٰ : میں نے یہاں عند
عبارۃ لیدنا سرقی و عشق کے ساتھ دود
ہمکے ہیں ۔

کراں دو عبارت کی موجودگی میں محققین کا یہی دہائیہ بن ہوا تھا
عطف نام ہیں ؟

حدیث : میں نے بت تو یہ ہے کہ بعض محققین نے سبب اس قدر
حال ہوا بیت میں تطبیق دیت ہو سکتا ہے بیت المقدس کو دمشق کے شرق
میں یہاں ہے ۔ جو واقعات اور متبادلت کے بالکل خلاف ہے ۔ اس
بے کہ بیت المقدس ، دمشق سے جنوب مغرب میں ہے ۔ کہ مشرق میں ا
رکھتے ہو نقشہ سرور جو رس لا ستم ثروت از مولوی برہن علی صاحب
سورودی ، پس کیا یہ بعض محققین کی حیرانی اور رہنمائی کی قوت نہیں ؟
بیت المقدس ، دمشق سے مشرق میں قرار دیا جانے کی عبارت

حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

قُلْ لِمَنْ لَدُنَّ كَسْبُهُمْ وَهُدًى رُفُفُ

وَأَعَادِيَّتِ الْخَنَازِ عَمْدُ السَّيْرِ بِهَرَلِ

مَدَنِي لِمَدَنِي وَفِي دَعْوِيَّتِهِمَا لَأَرْفُفُ

وَدَعْوِيَّتِهِمَا لِمَدَنِي وَفِي دَعْوِيَّتِهِمَا

قُلْ حَرَمٌ مَرُورٍ لِمَدَنِيَّتِهِمَا لِمَدَنِيَّتِهِمَا

لِمَدَنِيَّتِهِمَا - هُوَ أَرْحَمُ دَعْوِيَّتِهِمَا لِمَدَنِيَّتِهِمَا

لَا تَبْجِزُ مَدَنِيَّتِهِمَا مَدَنِيَّتِهِمَا

حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

موسم - ہر موسم کی ہر بات کی ہر بات

جب کہ کہیں آپ کہیں ہر بات کی ہر بات

موسم کی ہر بات کی ہر بات کی ہر بات

جو کہ ہر بات کی ہر بات کی ہر بات

کہ ہر بات کی ہر بات کی ہر بات

تو کیا آپ کہیں ہر بات کی ہر بات

سلسلہ احمدیہ یا ان غلط سلسلہ اگر آپ سے تحقیق کریں

سے ہی ذمہ داری ادا نہیں کی اب شہادت برہان فرمائیے

فرمائیے

چھٹا دھڑ - ہر بات کی ہر بات کی ہر بات

مذہب اسلام پر جانور و کھنکھتوں پر جو تحقیقیں علم طبع و فطرت سے
 ہی ہو رہی ہیں وہ تو اس قدر بری قوت میں آ کر رہ گئی ہیں کہ
 ہر ایک سرور و سربلندی میں جب کہ خدمت مولیٰ صاحب فیض
 لا استنداد حرمہ الذی علیہ السلاموں میں ہمارے رہ رہے ہیں
 ہمارے ہیں اور یہ علم انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مل سکے
 نہ یہ اطلاع اگر یہ ہو کہ اس میں سے اس قدر قوت ہو تو سب
 حیات کے ہونے کے لئے اس میں قوت لیا کریں کہ برہمن نے بھی قوم
 کو اللہ جانے پہنچانے یہ بات آپ مرقی کے مستند ثابت ہیں
 کر سکتے ہیں

سوال نمبر

۲۔ جو دھرموں میں کی ۵ ماہیہ میں بت سمجھیں آج کل
 ۱۹۵۰ء کیسے ہو خود دھرمی سے سرچ سے کیا اور ۱۹۵۰ء کی

سہی کا نام ہو گا۔ سمجھو دھرمی سے طبع (ال)

مسئلہ ۱۔ ان اہمیت کے لئے کہ حوالہ سے دیا گیا ہے میں جو دھرموں
 میں کی ۵ ماہیہ میں جو خود دھرمی سے طبع (ال) میں جو دھرموں میں
 دھرمی سے طبع (ال) میں جو دھرموں میں جو دھرموں میں جو دھرموں میں
 حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ طریقہ میں کیا کہ حرم

الجواب

میں جو دھرموں میں جو دھرموں میں جو دھرموں میں جو دھرموں میں
 واقعہ کے وقوع کے پیش نظر کی حاکمیت جو دھرم سے حضرت باقی سلسلہ احمدیہ

کے یہ ہستی کا فرما ہے کہ مسیح موعود کا ظہور خود دھوپِ ہدیٰ میں ہونا چاہیے
تھا دستِ ہاد کی صورت ہمارے نزدیک یوں ہے :-

والف، مسیح موعود ہر حال میں مجتہدین اسلام میں سے ایک مجدد
ہے۔ در حدیثِ ابن کے معنی جو حدیث ہے اس کے لحاظ یہ ہے۔ اَللّٰہُ
یُحِبُّ الْمُتَذَكِّرَ ذَاتَ عَلَیِّ رَأْسٍ حَقٌّ مَّا تُدْعٰی مِنْ مُجَدِّدٍ
لِہَادِیَاتِہَا رَاجِعٌ رُفُودِہٖ اِس سے ظاہر ہے کہ مسیح موعود در حدی
موجود کی تحصیل کو بھی ہر حال کسی ہدیٰ کے سر پر آنا چاہئے۔ یہ نہ کہ
وہ بھی ایک مجدد اسلام ہے۔

اب، مسیح موعود کا کام بخاری و مسلم وغیرہ احادیثِ ہوتیہ میں
بَدْرِ الصلیب کے الفاظ میں کسرِ صلیب بیان ہوا ہے اس سے
ظاہر ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں صلیبی مذہب کو صلیبِ حاصل
ہوگا جس کو ہڈ سے کی ضرورت نہیں آئے گی۔ یہ نہ کہ نہرِ ہدیٰ میں
کے آخر میں صلیبی مذہب دنیا میں غائب ہو چکا تھا اس لئے بلِ مَدِیْنَتِ
کو اس سے مل کر یہی نتیجہ نکلا ہے کہ جو دھوپِ ہدیٰ میں مسیح موعود
کا زمانہ تھا اس پر صلیبِ مسیح موعود کو ہی صحیح بخاری میں (ما مکتوم
منکم) اور صحیح مسلم میں (فما تمکم منکم) اور سندِ احمرین (میں خلد
میں اسامائہ) ہدایا حکمِ عدل قرار دیا گیا ہے۔ پس وہ اتن
میں سے اتن کا امام ہے پس مسیح موعود کی وجوہات پامنا ہونے کے مراد
ہیں۔ اس حدیثوں کی رو سے مسیح موعود اور امامِ ہدیٰ ایک ہی

مشخص ہے۔

حضرت محمد بن یونس سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ما مضى لفت و ما سنا من وادعون** **سبعاً يبعث الله لهدى و ستم من قبل ربهم** کہ جب ۱۰ سال گزر جائیں گئے ہر مرد تناسل سے ہدی کو معصوم کرے گا اس حدیث سے ظاہر ہے کہ ہدی ۱۲۸۰ سے پہلے نہیں آسکتا۔ ۱۹۴۰ سال کے بعد اس کا ظہور ہوگا اس سے بھی مستلزام ہوتا ہے کہ وہ شخص جو ہدی معصوم ہے ۱۲۸۰ کے بعد جیسا کہ چھویں ہدی کے آثار میں ہر حال میں نمودار ہونا چاہئے۔ و قد کی نہادیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے حضرت ہدی معصوم کو پانچویں ہدی کے نزوح میں بھیجے گا۔ اس لئے اس و ہدی کے نزوح پر دو ہول حدیثوں کی شرح مجتہدین والی حدیث کو ملا کر یہی ہو سکتی ہے کہ مسیح موعود کو پانچویں ہدی کے نزوح میں آجائے پہلے کہو نک و قد و نزوح و نصو کی صحیح تشریح ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۱

(۳) مرگورینٹ کی بین داری۔ یہ ایک واقعہ ہے کہ مسلمانوں کو خدا اور رسول کا حکم ہے کہ میں مرگورینٹ کے مانتے ہوں و خدا ہی سے اس کی طاقت لڑی۔
و کتب الخط و طبع ان من طبع من

سوال :- قرآن مجید کی وہ امین اور وحدت پرستی میں جس
 عبادت میں ملکہ مسلمانوں کو ملکہ ہو کہ وہ اس پرست کے
 تخت پر ہی ہوں جس کی عبادت سے عبادت کریں ہیں کی
 جانتے ۔

۱۔ یہ عبادت کی ہے عبادت کا حکم و پست و پست و پست ۔
 قرآن و پست ہے تو قرآن و وحدت کی رو سے وہ قرآن و پست
 جانتے ۔

۲۔ چنانچہ اس کی تہ میں قرآن مجید میں اس کو اقداس
 اور اولیٰ نامہ ملکہ بھی وہ صاحب درجہ مسلمانوں کو ملکہ
 کو ملکہ دیا گیا ہے رکھنے میں یہ ہے ۔ ملکہ سے اپنا کب
 مراد دیتے ہیں ؟ جہاں ملکہ مراد صاحب و پست سے ملکہ
 ملکہ کے متعلق ملکہ ملکہ وہ اپنا ملکہ ہے وہ ملکہ ملکہ
 نہ میں سے ہی ہوگا ۔ یعنی تو اس قوم سے کسی دوسری قوم
 سے ۔ اس قول میں کہ ملکہ ہے ملکہ اور پرہیزگاروں کی
 طرح خود کرنا یہاں ہی کہی اور ملکہ ملکہ ہے ملکہ ہے
 کہ ملکہ ملکہ عینی ابن عربی صاحب انجیل صاحب ملکہ
 میں ہو سکتے تو غیر مسلموں یا عیسائیوں کی حکومت کس طرح
 مسلموں کے لئے ادنیٰ الامور ملکہ ہو سکتی ہے اور ملکہ
 صاحب نے کس نبی اور انگریزوں کی امانت کا حکم دیا ؟

اس کے دوسرے حصہ میں آپ سے سوال شدہ کے معنی
اجواب پر لکھ دے کہ احادیث اور احکام میں تو ثابت ہے وہ ہیں

کو معلوم ہے۔ اس لئے آپ اذان و اقامت سے ایسے حریمات
 منع فرمائی ہیں۔ جس سے محسوس ہوتا ہے کہ وہ دوسری سے اعلیٰ مرتبہ
 کا حکم ثابت ہوتا ہے۔ میں یہ سوچتا ہوں کہ یہ شخصیت احمدی
 علماء و اہل حق پر جس حد تک ہنس سکتا ہے۔ آپ کا آخری مقررہ محسوس
 ہونے کی وجہ سے ہے۔ یہ بھی غلط فہمی ہے کہ وہ نہیں سمجھتے کہ
 سے پہلے عبارت میں آپ نے احادیث اور احکام میں اذان و اقامت کے لئے اشارہ
 سے اذان و اقامت کے لئے حریمات کا بیان کیا ہے احادیث کے لئے نہیں۔
 یہ جواب آپ کو کیوں پیدا ہوا کہ ہم احادیث دکھائیں گے کہ
 حکم۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ غیر مسلم کی حکومت کی احادیث کی اعجازت
 کو تسلیم کرتے ہیں۔ وہ دوسری سے اعلیٰ مرتبہ کا حکم تسلیم نہیں کرتے۔ تب
 ہی آپ کو یہ مطالبہ پیش کرے کہ ضرورت میں آتی ہے کہ آپ کو جائز
 کا ثبوت کر دیا جائے۔ مگر وہ دوسری سے اعلیٰ مرتبہ کے کہہ کا ثبوت دیا
 جاتے۔ اب ہمارا سوال آپ سے یہ ہے کہ آپ کے نزدیک اسلام میں
 غیر مسلم حکومت کی اعجازت کا ثبوت کسی آیت اور حدیث نبوی میں ملتا ہے
 ہے یا نہیں؟ اگر ملتا ہے تو آپ پر فرما ہے کہ وہ آیت و حدیث پیش
 کریں جس سے اعجازت کا ثبوت ملتا ہے۔ اگر جواب میں آپ یہ کہیں کہ
 میرے نزدیک تو اعجازت بھی ثابت نہیں تو پھر ہمارا سوال آپ کا یہ ہوگا

کہ گنہگار غیر مسلم حکومت کی بدولت گناہ پر مسلمان کا زمین چڑھا دے یہ کس حد
اور حدیث سے ثابت ہے؟ پھر اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ آپ کے نزدیک
ثابت ہے اور یہی اسلام کی تعلیم ہے۔ یہ پھر یہ غیر مسلم حکومت کے حکام
پہلی حکومت میں مسلمانوں کے وجود کو نظر ناک و خود کشیوں کے ذریعہ
ظلمت کی اجازت یا بدولت دونوں میں سے جو امر آپ قرآن و
حدیث کی روش سے ضروری سمجھتے ہیں اس کی سبب بنتے ہیں۔ آپ
اسلام کا ہم جاننے والے سکھو۔

ہمارے نزدیک تو آیت طیعوا ذلہ و اطیعوا الرسول
و اولی الامر منکم میں وفاداری سے پیروں کی خاطر ہے۔ اللہ کی احکام
عین و صورت کی طاعت بھی درودنی الامر کی خاطر بھی نہ اطعوا
مگر گناہ سے جدا اول الامر کی حق و وفاداری سے ہی طاعت کا حکم
ہے کیونکہ ان کو سزا و سزا میں کرتا ہی امر کا معظا عام ہے
اور امر و انہی سے ہر وہ شخص ہے جس کے سرور میں وہ مسلمانوں کے
عمر و بقا کی قربانی کی ہے۔ وہی اول الامر کے معظا کے معظا ہے
نہی و نہی کی طرف سے نہی و اطعوا۔

و بہہ صلاہ بہہ ذی ذلہ و اول الامر

ہمارے گناہ سے یہ عید ملے و عمرہ آج ہی فرمائی ہے (۵۵۴)

اول الامر کا معظا عام ہے جس میں سے کسی شے کا کوئی امر

ہر وہی شخص سے اور اسی طرف سے اس کا یہی اول الامر میں نالی ہے

و حضرت علیؑ، شہیدِ کسم سے سی خورے کے سرور کے منتظر رہے۔
 کہ وہ موصوف سے سی ایک گروہ ہے، تا رہ گھا بنے آپ کی مراد یہ
 کہ وہ لوگ صبح کی وجہ سے جوں میں جوں کے کھڑے ہیں اور موصوف کے
 دماغ واقع ہوئی۔ ان سے یہ ایک جھانک کی طرح ہو گئے اور ان
 کا کمر اور قوت، ایک ہو گئی۔

اس میں کہ منہم کا عطا اور مہالہ و مسہب کے عطا و عظم
 یہودیوں کے لئے صلیح کر کے کی وجہ سے، مستعمل ہوتے ہیں۔

حضرت علیؑ، شہیدِ کسم سے سی خورے کے سرور کے منتظر رہے۔
 عطا و عظم کی ایک چیز کر کے و رہا و رہا۔ ان میں
 بیٹے کا واپس کا، و عطا و عظم کی عطا و عظم کی عطا و عظم کی
 تقصیر سے رہا و عطا و عظم کی عطا و عظم کی عطا و عظم کی
 عطا و عظم کی عطا و عظم کی عطا و عظم کی عطا و عظم کی
 آپ تو خود بھی رائج رقبہ نہ رہا، اور ان کے عطا و عظم کی
 اس کی آپ کا اہل بیت۔ عطا و عظم کی عطا و عظم کی عطا و عظم کی
 قشریت سے گئے تو عطا و عظم کی عطا و عظم کی عطا و عظم کی
 کر سکتے۔ اس پر آپ ان کے عطا و عظم کی عطا و عظم کی عطا و عظم کی
 نہیں ہو سکتے تھے۔ اس لئے آپ نے ان کے عطا و عظم کی عطا و عظم کی
 کی عطا و عظم کی عطا و عظم کی عطا و عظم کی عطا و عظم کی
 میں داخل ہو گئے۔

دین مسلمانوں سے اسے پراسنل نام کی آرا دی کے ساتھ قبول کر لیا
تھا۔ اس لئے، انگریزی حکومت سے سمجھا رہا تھا کہ وہ عاقبت اہل
مسلمانوں کو دبا رہے۔ اور پراسنل نام کی آرا دی کے حصول کے
بعد عداوت جس کی۔ اور انگریزوں سے آرا دی بھی کبھی طریق سے
جاسکتی۔ کہ ہوت ہے۔

آپ کے سواں کہ دوسرے وقت۔ ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ میں حب
انجیل اسکا سکھ نہیں ہو سکتے، تو غیر مسلموں یا انگریزوں کی حکومت
کس طرح مسلموں کو سکھانے والی الاصل ہو سکتی ہے!

اس کے جواب میں یہ دو عقیدے ہو کہ اولاً اسلام منکم میں منکم
یعنی جو دین سے نزدیک ہے تو مسلمین، یعنی امت محمدیہ کے افراد
ہیں۔ دوسرا غیر مسلموں میں جو حکیم وقت ہوں، اب غیر مسلم امت یہ
ہے کہ عداوت جوئی حلیف انعام ادا نول ہیں عریم حکم
و اما انکہ وہ سکھ رہا، میں مسکھت مراد حقیقی منکم ہے
یا حکم منکم یا اس کو تثلیثی برابر ہے کہ اس جگہ منکم سے مراد
انکہ منکم ہیں بقول خدا منکم ہے، و امت محمدیہ کا درد جو اس پر
حالیہ نزدیک قوانین سے تعدات سبب علیہ سلام کی دین کا تاب
ہو، قرینہ یہ ہے جو اس امت کی آئینہ کو رہا ہے کہ اس جگہ منکم
سے جو اس امت محمدیہ کا ہی فرد ہے۔ لہذا یہ جو نگہ حضرت عیسیٰ، عیسیٰ علیہ السلام
منہ و انہما عینہ کے حسب کتبہ فی صحائف انبیاء و عیسیٰ سبھا

لصوت و صورت زمر اس - ثباً میں وہ پس نہیں آسکتے اس لئے حدیث
 بتا رہی ہیں کہ مریم سے بطور اسکا یا ابن مریم مراد ہے، چوں کہ حقیقت
 کے اور مسکن سے مراد ممکن مسکن میں بتدقیق مسکن ہے۔
 ماسواہن کے آپ کو تو یہ سوال کرنا ہی میں چاہیئے تھا۔
 و خود ہی سمجھ لیتا چاہیئے تھا کہ یہاری طرات سے اس کا کیا جواب
 ہوتا ہے آپ نے اولی نامر منکم کے معنوں میں لکھا ہے۔

”جہاں ناک میں گفت ہوں قرآن مجید میں مسلمانوں

نراشد و رسول اور اولی الامر مسکن، یعنی وہ

صاحب الامر جو مسلمان ہوں کی طاقت انکم و آپ“

مہربان آپ کے نزدیک منکم کے میں جگہ حقیقی معنی میں ہیں تو حدیث

جوئی رہی بحث میں اما منکم منکم کے الفاظ سے کیوں قوت کا فرد

مرد میں لپٹے۔ اور پہلے تشریح معنوں کو نظر نہ رکھ کے اصناف

کراۃ سے تھوڑے ہیں۔

مذاب : ہمارے دور آپ کے درمیان عمل امتلاف اس

بات میں ہے کہ حضرت علیؑ اسلام زندہ ہیں مافات باگئے ہیں۔

اگر آپ کی حیات ثابت کر دیں تو اما منکم منکم میں بھی منکم

کے جملے سے نسیم کئے جائیں گے ہیں۔ ورنہ میں پس آپ کو اصل بحث

کی طرف راہ چاہیئے۔ تاکہ مستند بحث کی حقیقت کو سمجھیں ہیں

کوئی ابہام باقی نہ رہے۔ ورنہ اصل بحث طلب مسئلہ و بات حتم

صبح کا ہے اس کی طرف آئیں۔

جہاں سے نزدیک قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی
ومات روز بروز کی طرح ثابت ہے۔ بالخصوص صبح صبح علیہ السلام
کے اس بیان سے جو قرآن مجید میں ان الفاظ میں موجود ہے۔ و
کننت علیہم شہیداً ما دمت فیہم ناماً تو قیبتی
کننت انب الرقیب علیہم۔ میں ان لوگوں کا نگران ہوں
وقت تک رہا جب تک میں ان میں موجود تھا اور جب توڑنے
مجھے و مات دے دی۔ توڑ ہی ان کا نگران تھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام
علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ، یہاں ہی بیان میں قیامت کے روز و مات
و کننت علیہم شہیداً ما دمت فیہم فلما تو قیبتی
کننت انت الرقیب علیہم۔ میں جس طرح تھا تو قیبتی
کے الی فلا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بیان میں آپ کی و مات
کو ثابت کرتے ہیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بیان میں
خلق تو قیبتی کے، اتفاقاً ان کی و مات پر لفظ فرشتہ آیا۔

سوال نمبر

۴۔ قرآن مجید کے حکم۔ راہ اور یاد رکھو کہ قرآن کریم
میں پانستھ کے قریب حکم ہیں ۱۰۰ اور ۱۰۰ مقتداؤں
حاشہ ۱۰۰ طبع اول۔ روحانی خزائن علیہم السلام جلد ۱۰

۱۲۔ قرآن کریم سے ثابت ہوئے کہ تمام پرانے لوگوں نے

انسان کو قتل کرنا پڑا ہے وہ تھوڑے ہیں۔ ایسا ہی

اس کے مقابل پر اسرائیل علیہ السلام کے پر بھی تھوڑے ہیں

وردی حاتی خزائن جلد ۱۰، ایضاً المصنف ص ۹۶

۱۳۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہر شخص قرآن کے ساتھ

حکم میں سے ایک ٹھوٹے سے حکم کر بھی لے سے وہ بات

کا دہرہ رہنے والا ہے چہ پر بند کرتا ہے

کشیارح ص ۲۵ طبع دہلی ص ۲ طبع برکات

سوال ۱۴۔ قرآن کریم کے حکم ہیں، پانچ سو سو سو

سے سو سو اور اگر حکم دے دیں جو سنے رہتے ہیں تو اس کے

میں اور کسی بھی کسی نیا پر موت ہے

سوال ۱۵۔ قرآن مجید سے کیسے ثابت ہے کہ جس احکام پر

اشد مل مشاء انسان کو قتل کرنا چاہئے

تعد رقیہ تھوڑے

حکم کا معنی اسطرح ہے۔ جو فرض واجب

الجواب استحب، عزیمت اور نیت وغیرہ کے لئے استعمال

ہوتا ہے۔ قرآن کریم کے سولی اور فرض احکام جو عبارتہ شخص کے

محاکمے مندرجہ میں پانچ سو کے قریب ہی ہیں۔ وردی حاتی طبع دہلی

میں اور اسوں پر قرآن مجید احکام ملتا رہا ہے سو ہیں۔

محکم کا لفظ بھی اصطلاح میں صرف درجن حکام کے لئے ہے یہاں
 نہیں ہوتا جو امر و نہی کے پیشہ پر مشتمل ہو۔ سو مسخرت ہائی سلسلہ
 احمدیہ کی مذکورہ بالا تینوں عبارت میں سے پہلی عبارت میں اصولی
 احکام مراد لیں جو امر و نہی کتب و حرم و غیرہ پر مشتمل ہیں۔ اور
 دوسری عبارت میں فرائض و روایات مراد لیں۔ اور تیسری
 عبارت میں مجموعہ اصول و فروع مراد لیں۔ تو آپ کی ان میں عبارتوں
 میں ان وجوہ سے کوئی تضاد اور قصور موجود نہیں۔ بعض ضروری
 حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔ جو اس مضمون پر مشتمل ہیں کہ آیات الاحکام
 پانچ سو ہیں۔ اور آیات قصص و مہل سے توست سے احکام
 مستنبط ہوتے ہیں۔ بعض نے آیات المحکمات پانچ سو و ردی
 ہیں۔ جو ائمہ اہل کتاب ہیں اور جو مرد علی احکام کے لئے جو ان کے مستنبط
 ہوتے ہیں سر لکھ مان گئے ہیں۔

مذہبات آیات الاحکام و عسائلة ایتہ و ہدا
 ذکر و الفنا الی وغیرہ و تبعہم و ہداری و
 نصرت و ہدایہ المصطفیٰ و ہدایہ و ایتہ آیات
 القدر و الامثال و غیرہ یکستندستہا
 کتبہ من الاحکام و ہدایہ فی سور القرآن
 ہدایہ مہدیین محمد بن عبد اللہ و ہدایہ محمد بن عبد اللہ
 ہدایہ محمد بن عبد اللہ و ہدایہ محمد بن عبد اللہ

ہونگے یہ دھاتیہ تھیں اور ہی صحت طبع اولیٰ شب یہیم،
 (۲) تب ۲۴ فروری ۱۹۷۱ء کی رات کو میں وسط بیمار
 میں ایک بجے کے وقت ایسا سمجھتا ہوں کہ لڑکے لڑائی
 اخبارات سٹول وغیرہ کو بھی اقرار کرا پڑا کہ زلزلہ
 ۳ اپریل ۱۹۷۱ء کے زلزلہ کے برابر تھا۔
 تحقیقات الیوم طبع چہارم،

سوال ۲۶۔ پچھ فروری ۱۹۷۱ء کا زلزلہ بہت ہی طبعیت اور ہر پری
 ۱۹۷۱ء سے کم بھایا ایسا سمجھتا ہوں کہ ۳ اپریل ۱۹۷۱ء کے زلزلہ کے برابر
 ۲۷ اگر ۲۴ فروری میں وسط بیمار ہوتا ہے تو ہندوستان میں
 بیمار کا سلام کب شروع ہوتا ہے۔ درحتم کب؟
 (۳) اشد تھانے نے عربیہ صبح کو پانچ زلزلوں میں کتنے زلزلے
 دکھائے۔ باکیا کچھ دکھایا تھا چکا ہے اور کیا کچھ باقی ہے؟

راست، طبعیت الیوم و تحقیقات الیوم سے زلزلہ
 سے متعلقہ جوڑا عمارتیں تب سے پتلی کی میں کن
الجواب
 میں دراصل کوئی تعداد موجود نہیں۔ تب آج کے ساتھ دو دیگر زلزلوں
 کا پھر مطالعہ کریں۔ ان دو عمارتوں میں ۲۴ فروری کی رات کے
 زلزلہ کو، باوجود اس کے کہ اپنی رات میں میر سمول و شدید ہونے کے
 حضرت مسیح کو خود عبد السلام سے اچھے خبر میں دیا نہیں سمجھتا کہ
 اسے پانچ موجودہ شدید زلزلوں میں شمار کرنا ہے۔ گواہی کے مستحق ہیں

کے الٹ پٹیلوئی موجد دھنی ہیں جس سے بی دات میں غیر معمولی قرار دیا گیا
 ہے۔ یہ زلزلہ موجب استعمار اور اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کے بعد درجہ درجہ ہوا کہ
 ۳۰ اپریل ۱۹۰۵ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پٹیلوئی کے مطابق
 ۲۵ فروری سے پچھلے تھیں۔ سنا تھا۔ جتنا کہ یہ سیگلوئی یہ فروری
 ۱۹۰۵ء کی رات کے زلزلہ سے تندرستی سے ہوئی ہوئی ہوئی ہوئی ہوئی ہوئی ہوئی ہوئی
 مسیح موعود علیہ السلام سے ان پانچ زلزلوں میں شامل ہیں فرماتے
 کہ ایک دوسری پٹیلوئی میں موجد دھنی۔

۱۰ پانچ مذکورہ زلزلوں کی پٹیلوئی میں سے پہلے زلزلہ کے متعلق
 سطرہ، موصوفے موصوفے کے آخر سے فرمادیا ہے، جبکہ بعض دوسروں پر
 جتنے ہی آتے ہیں چنانچہ "پنا الوصیۃ" میں فرماتے ہیں:-
 "اور چنانچہ حضور میں میں دوسروں کا جتنہ نکلا شروع
 ہو جاتا ہے اس لئے اسی طرح سے خوب کے ان شروع
 ہوں گے۔ وہ نہ مٹی کے آخر تک دو دن رہیں گے۔"

۱۱ اور حسب کتاب اہل کلمات سے یہ ظاہر ہے کہ پانچ موجد دھنی
 میں سے پہلے زلزلہ کے متعلق ظاہر سے بیمار کا موسم حضرت بانی سلسلہ
 احمدیہ کے نزدیک جوڑی کے آخر سے شروع ہوتا ہے اور مٹی کے آخر
 تک خطرہ نہایت کم ہیں۔ پانچ موجد دھنی کی رات کے زلزلہ کو عین وسط سار
 نہ قرار دینے کے لئے ظاہر معلوم، عین اسباب سے یا میں دو دن
 بیمار ہے۔ اور ۲۵ فروری کو مٹی کے آخر سے عین اتنا بیمار یا دو دن بیمار کا

دن ہے۔ اس عبارت میں عیسٰی کے بعد وسط پڑیئے۔ وسط پڑیئے
وسط کے معنی درمیان کے ہوتے ہیں اور وسط کا وسط اور مکہ دوران
یا اثراء کے حصوں میں مستحکم ہوا ہے۔

(ج) اس تحقیق کی روش سے پتہ چلا کہ اس میں سے حضرت عیسیٰ موعود
علیہ السلام کی زندگی میں کوئی نہ لہ نہیں آیا اور ملاحظہ ہو حقیقتاً اس
مستحکم حاشیہ جس سے ظاہر ہے کہ اس وقت تک عرب بن نہ گئے
آچکے تھے۔ جو ان موعودہ پانچ لہوں میں شامل ہیں۔ قرار دیئے گئے۔

سوال نمبر

پہر حضرت عیسیٰ کے پرندوں کی پرواز ۱۔ ۲۔ اور یہ
مادر کھتا ہے کہ اس پرندوں کا پرواز کرنا قرآن شریف
سے سرگزشت نہیں ہونا۔ بلکہ اس کا ہوت اور نہیں کرنا
جیسا کہ مشہور ہے۔ ”وہ لہ او نام حاشیہ شریف
ہے ازل۔ ردھالی خدائے عظیم سوم شریف“

روان اور حضرت عیسیٰ کی چاہاں ماوہم کہ معجزہ کے طور پر
نہ ملے۔ کرنا قرآن سے ثابت ہے مگر میری مٹی کی
مٹی تھے۔ ردھالی خدائے عظیم شریف

سوال ۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پرندوں کا معجزہ کے طور پر نہ
کرنا قرآن سے ثابت ہے یا نہیں؟ کیونکہ پہلی عبارت کی روش سے

برگزینوں اور دوسری کے درمیان ثابت ہے۔

آپ نے حضرت مانی احمدیہ کی دو عبارتیں نقل
الجواب کی ہیں جن میں سے عبارت اول میں پرندوں کی پرانہ
 اور حرکت اور دوئے قرآن حمید ثابت ہیں قرآن کی کئی اور عبارت دوم
 میں ان کی سکون پر وار، بس قرار دی گئی ہے۔

سودا صبح ہو کہ ان دونوں مذکورہ عبارتوں میں کوئی تسبیح
 نہیں ہے جس عبارت میں پرانہ و حرکت کی نفی کی گئی ہے اس میں
 پرانہ و حرکت حقیقی اور واقعی مراد ہے۔ درود دوسری عبارت میں
 معجزہ کے طور پر پرانہ تسلیم کی گئی ہے۔ جو مارحی صبح نہ کہ حقیقی۔
 کونکو حقیقی پرانہ حیات حقیقی کو چاہتی ہے جو گوشت و پوست و
 خون رنگ والی حیات و صورت میں ہو۔ در یہ کیفیت معجزہ والی
 پرانہ کو حاصل نہیں سکتی۔ لہذا پرانہ کی نفی بھی جہاں دیکھو ہے۔
 اور اثبات بھی جہاں دیکھو ہے۔ اور جو مختلف ہوسے کی وجہ سے
 تسبیح کی سطر مفقود ہے۔

اگر میں جگہ پرندوں کی حقیقی پرانہ بیان کرنا چاہتا تو حضرت
 مسیح علیہ السلام کو نہ تے خان میں عدا کا ہر ایک قرار دے پڑے گا۔
 اور نہ قرآن کی آیت قل اللہ عالم کل شے و اللہ واحد
 القہار در عدا پرانہ کے خلاف ہے۔

سوال کے

۱۔ اللہ تعالیٰ اور حضرت عیسیٰ کے درمیان سوال و جواب
راۓ اسوس کہ بعض علما کہتے ہیں کہ توفیق کے ہی سے

ہی و کتاب دینے کے ہی تو پھر یہ دوسری تاویل پیش
کرتے ہیں۔ کہ آیت حسا تو قیستی میں جس توفیق کا
ذکر ہے وہ حدیث غلطی کے نزاع کے بعد واقع ہوئی۔
لیکن تعجب کہ وہ اس قدر تادیبات و کبک کرنے سے رو
بھی شرم نہیں کرتے۔ وہ ہمیں مانتے کہ امت مسلمہ
تو قیستی سے پہلے یہ آیت حسا تو قیستی سے پہلے
بعد ہی نزاع توفیق لایا ہے اور ظاہر ہے
کہ قتال کا صیغہ بھی لایا ہے اور اس سے دور آدمی
ہے جو محاصرے واسطے بھی لایا ہے جس سے ثابت
ہوتا ہے کہ یہ نصہ وقت رسول آیت رسالہ میں
نصہ تھا نہ زمانہ استقامت کا "و لا احم قضا و مہد"

صحیح اولیٰ۔ روحانی خزائن جلد سوم صفحہ ۱۲۵

۲۔ حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ سوال حضرت
عیسیٰ سے عالم پرزخ میں ان کی وفات کے بعد کیا گیا
تھا نہ کہ تیارست میں کیا جائے گا۔ پس میں آیت کی

تفسیر کو، کثرت سے تشدید و تسلیم سے منہ دہی کھول دیا
پھر اگر کوئی تفسیر سوچے کہ سنسکرت شک میں رہے تو اس
کے، بیان اور اسلام پر افسوس اور تائب نہ کریں تو اور
کیا کریں۔

۱۔ اور اسلام تحت دوم بیستم حق قول در معانی لغوی
جلد سوم ص ۵۰۰

۲۔ قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ فوت
ہونگے ہیں۔ اور پھر دوبارہ دنیا میں ہرگز نہیں آئیں گے
جب کہ اللہ تعالیٰ ہی کل زبان سے فرماتا ہے قطعاً
لو فیقتلکم است لرفیقہ عیسیٰؑ علیکم السلام
آئیں گے کو محافظ کر رہے یہ ہے کہ توافقی خیال
کو حضرت عیسیٰؑ سے جو جھے گا کہ تو نے ہی پر عیسیٰؑ
حق کہ مجھے، اور میری ماں کو خدا کرے۔ رات و روزی
پرستی کرتا، نہ سچے کا ہو رہے، یہ حقیقت الٰہی ہے۔
۳۔ طبع پنجم۔ نیز سنی طریقہ میں بھی وہ مستقبل
مراد لیا گیا ہے کہ زمانہ ماضی،

سوال ۱۔ حضرت عیسیٰؑ کے سوال درجہ زمانہ ماضی کا قند ہے
یا قیامت یعنی مستقبل کا؟ کیونکہ پہلی دو وجوہات کی روش سے
قیامت کا قصہ نہیں ہو سکتا اور تیسری کی روش سے سمجھ نہ

(۲) مرزا صاحب کا یہ کہ کہ صلیب باہمی سے پیسے ادا نہ ہو سکتے
عام طور پر نہیں ٹیکرف میں دیکھنا۔ اسے کبھی رست
معلوم نہیں ہوتا۔ دیکھئے رست پہلے پہلے۔ ختم اور آخر اور
آپ پر بحث یہی نسبتاً قوتیہ حق سے ہے اذ قال اللہ
کا ترجمہ تودہ نزد بھی باہمی کی سب سے مستعین کے ت کر گئے
ہیں، آپ کا کیا خیال ہے؟

اس نسبت کے معنی کے بارے میں غلط فہمی کے رد کے
الجواب اذ ذلک احتمال ہے۔

۱۔ کہ حضرت نبی علیہ السلام سے یہ سوال جواب عالم پر رخ
میں ہو چکا ہے۔

۲۔ کہ یہ سوال وجوب قیامت کے روز ہونا اور غلط فہمی
والفہم، ارادہ اور نام یہی مصرب ہونی سبب اس نتیجے کے کہ اول
کو لیا ہے جو تو اعداد پر یہ کہ میں مطابق ہے۔ یہی سبب باہمی پر اذ
داخل ہو، تو اصل زان، باہمی کے لئے مفہم ہو جاتا ہے۔ اس سے کئے
نشر کا ہے کہ کسٹج کی وثاق ہو چکی ہے کہ کہ اپنی ذات باہمی کے
عالم پر رخ میں ذکر کر پئے ہیں۔

۳۔ کہ کئی مفہم کے رد کے، اس حلقہ اس بات کا اختتام ہے کہ
یہ سوال وجوب قیامت کے دن ہو گا۔ وراذ قات کا دستاں بصرہ
باہمی بطور پستی گونی کے ہے، اس لئے ایسے مفہم کے مستحکم کی رہے

ہیں معترض باقی مسند احمد کو ان احتمالی معنوں پر بھی بھت کرنا چڑی
 ہے آپ نے ان معترض کے لحاظ سے بھی ثابت کر دکھایا ہے کہ جب
 قیامت کے روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہنچے ہوں گے تو اس سے بھی
 ان کی وراثت سے ثابت ہے جس پر ان کے بیان کے مطابق وہ کسب
 علیہم تہید، قدامت فیہم سابق، توفیقہ سی بدت
 اب اس توفیق علیہم مشاہدہ ناظر ہیں۔ کہ ان کی قوم ان کی
 مدحی میں نہیں بلکہ ان کی وراثت کے مد بخڑی۔ قیامت کے دن
 تک انہیں اپنی قوم کے بٹکار کا مشاہدہ ہی علم میں ہوگا۔ اس کے متعلق
 لامعی اس بات پر ریش دلیل سے کہ وہ دوبارہ قوم میں نہیں پہنچیں گے
 اصل ان وعدہ فرمائی ہے کہ لفظ اذنا ہی پر داخل ہو کہ اصل کو
 زائد ماضی کے لئے مخصوص کر دیتا ہے۔ یہاں چرکے پیشگوئی آ کر دیکھ
 منتقل کے معنوں کا بھی احتمال ہے کہ یہ وعدہ دیا تھا ان کے لئے
 معنوں کی بناء پر بھی آپ نے ان معنوں کے اعتبار سے و لوی کے
 لئے ثابت کر دکھایا۔ کہ اس اجنبی کی صورت میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ
 السلام کی وراثت سے ثابت ہے جس پر آپ کے کلام میں کوئی غلطی نہیں۔
 ملکہ آیت کے و لوی معنوں کی توجہ سے آپ سے پہلے یہ مسند
 کر دکھ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وراثت پہنچے ہیں
 مگر می! آپ سے فرمائیں تمہیں خدا تعالیٰ پر اذنا میں جو ہے یا
 صورت میں مستقبل کو ماضی دیکھ کر و لوی آیات میں رہیں ان میں

قرآن کے لوگ سے مستقبل مرد سہا سہتا ہے اور یہ نہیں چاہتا ہے
 مستقبل کی صورت قرار دے دی جائے۔ تو چاہے اس کا وعدہ ہی
 سے کہ اس کا جی بڑا دھچکا ہو اور وہ فعل برہان بھی کہے کہ
 قرار دیتا ہے۔ یہ اس قاعدہ کے تحت ہے کہ جس سے وہ
 تو ان وعدہ کو ہی ملحوظ رکھتا ہے، اس کی اس کے بعد بات یہ
 مستقبل کے معنوں کے لئے ہے۔ اس قرآن سے ہی پتہ چلتا ہے
 چاہے اگر آیات میں سے اس کی ایک آیت ہو تو وہ واقعہ
 علیٰ اشارتہ لہو یکتب سورۃ و کتب پات
 وہی و کتب من بعد ان سورۃ و کتب پات
 و عوتوی اور التبارک و تعالیٰ و وہی اور دوسری آیت
 (۱۴) و عوتوی اور التبارک و تعالیٰ و وہی اور دوسری آیت
 یا لحق ف یوایس و ریت و وہی و وہی و وہی
 کہہ کر تکثیر و تکرار سورۃ التبارک و تعالیٰ و وہی
 اور علیٰ و قیس و قرآن ہے۔ و تبارک و تعالیٰ و وہی
 ذکر عوا و لا موت و نہوا من مکان قریب اور یہ
 آیت (۲۵) ہے عتدایت و عتدایت کے الفاظ و قیام و وہی
 دائی لہم التبارک و تعالیٰ و وہی و وہی و وہی
 یہ من قیام و عتدایت و عتدایت و وہی و وہی
 میں وہ تبارک و تعالیٰ اور قیام و عتدایت و وہی و وہی

سوال نمبر ۵

۸۔ یا جوج ماجوج ۱۔ (۱) اور یا جوج ماجوج کی سببت تو عیسٰی ہو چکا ہے یہ دنیا کی دو بلند اقبال تھیں ہیں جن میں سے ایک، انگریز اور دوسرے روس ہیں۔
(۲) اور اہم حضرت دوم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اولیٰ۔ (۳) اور اہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴)

(۲) ان یا جوج و ماجوج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترجمہ عیسٰی یا جوج ماجوج عیسٰی ہیں، وہ تین طبقہ ہیں یہ حضرت (۳) عیسٰی کہ قرآن شریف میں عیسٰی عیسیٰ کے لقب کے ذکر سے ایسا ہی یا جوج ماجوج کا ذکر ہے اور اس آیت میں کہ ہم جن کو جہنم پہنچا دیں، وہ ہمیں پہنچا دیں، ان کے قیدی کی طرح اشارہ ہے کہ تمام زمین پر ان کا حمل ہو جائے گا وہ اگر اقبال اور عیسٰی نہ تھے اور ماجوج ماجوج تھے عیسٰی تو یہ کہیں بھی تو عیسٰی کے وقت وہ سرحدوں کی تو وہ عیسٰی کا جس پر وہ عیسٰی ہے مگر انہیں سے عیسٰی طور پر یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یا جوج ماجوج کا لقب بھی درج عیسٰی آیت کا عیسٰی ہے کہ درحقیقت الہی صلی اللہ علیہ وسلم کی صلی اللہ علیہ وسلم (۴)

سوال ۱۰۔ باجوج باجوج دو قومیں ہیں یا ایک؟ کبیر کہ پہلی جہاد
کی رُو سے دو قومیں ہیں، دوسری جہاد کی رُو سے صرف ایک ہے۔

سوال ۱۱۔ یہ فیصلہ کس نے اور کس بنیاد پر کیا تھا کہ باجوج باجوج
دو بلند اقبالی قومیں انگریز اور روس ہیں؟

باجوج باجوج درالسد حال، فتنہ عیسائیت ہونے
الجبواب

اور قومیں ہیں۔ اور مسیح موعود کے زمانہ کے فتنہ کی پیداوار اصل بگڑی
موتی عیسائیت ہے۔ اس بگڑے ہوئے عیسائی مذہب سے ہی ہزار
ہو کر روس نے نہ صرف اپنے مذہب کو ہی، بلکہ ترک کر دیا۔ ملک دوسرا
سلاویہ کا ہی مذہب سے انکار کر دیا۔ اور دہریت، ہتھیار کروں۔ پس اس
کے فتنہ کی طرح بھی عیسائیت ہی ہوئی۔ اس لئے فتنہ کی طرح کے لحاظ
سے تو یہ ایک ہی قوم، درالسد حال ہیں۔ اور اسی عیسائیت کے
فتنہ سے دوسری دوسرا سی ہلاک پیدا کر دیئے ہیں۔ اس لحاظ سے
۔ دو قومیں ہی ہیں اس میں سے ایک کا ہلاک ابھی ہر عیسائیت
سے چھٹا ہوا ہے۔ دوسرا ہلاک اس سے ہزار ہر چکا ہے۔

الفتنۃ الدجال کے لفظ میں عیسائیت کے مذہبی فتنے کی حالت

مسمو اشار ہے۔ اس لئے مسیح موعود کا کام صدیوں میں کسرا عیسائیت بیان
ہوا ہے۔ اور باجوج باجوج کے، لفظ میں الدجال کے دوسرا سی
ہلاکوں کا ذکر ہے اس لحاظ سے یہ دو قومیں ہیں۔ لفظ ہی کے معنی

عدوت میں بڑا لگا ہے۔ لیکن حرج عباد اللہ
 لازم ہے۔ ان رحمہ اللہ۔ پس جس دھیلے وہ ایک آدمی
 وہ جس دھیلے داتا میں ہے۔ فائدہ ہو ہم؟

سوال ۹

۱۔ انجیل کی دوسری قسم کھانا کس سے ہے؟ (جس
 عیسائی قسم سے یہ قسم کھانے سے اس کی کہ
 میرے مذہب میں قسم کھانا نہیں تو مرزا صاحب
 کے تھلا۔ وہ باب بھیٹا خدا کر رہے ہیں۔ رہیں
 رہیں میں قسم کھانا کھاتے ہیں۔ اسسٹنٹ چارپا
 جسے سر مختص کرتے ہیں نہیں ڈرا۔ اور قسم کھانے
 سے بھی کار کیا۔ لائن عیسائی مذہب کے سارے
 بزرگ قسم کھانے سے ہیں۔ اہانتیہ حقیقت کوئی نہ
 طبع اول ملتا ہے قسم)

۲۔ اور قرآن نہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ ہر قسم
 نہ کھانا بلکہ بیوہ قسم سے نہیں روکتا ہے۔ کیونکہ
 مصر صورتوں میں قسم بیوہ کے لئے ایک دریغ ہے
 رکتی روح مثلاً جمع اول۔ مثلاً طبع موجودہ

سوال ۱۰۔ عیسائی مذہب میں عیسائی بھیں کی دوسری قسم کھانا چاہئے

یا جاننا؟ - مزید کے لئے قسم کھاتے ہیں کہ
 انجیل پر عمل کرنا چاہتے ہیں کہ حقائق؟

مصدقہ مسیحیہ، وہ دیکھ اسلام کی زندگی میں عیسائی
الجواب | یہ سب کچھ اس لئے قسم کھاتے کہ مسیحیہ پر دیکھتے
 تھے اس لئے آپ نے کہا خدا ان کے اس خیال کے پیش نظر ہم
 کے ہر سے ہیں قرآن اہم کہ نصیب ہاں کی ہے۔ وہ درحقیقت
 انجیل کا مصدق بھی قسم کھاتے سے مطلق مع کرنا نہ تھا۔ لہذا مسیح
 باقی سلسلہ احمدیہ سے عجب قدر آغوش کیے اس آرام کو روکیا کہ انجیل
 ہمیں قسم کھاتے سے مسیح کوئی سے پس آپ کے سامنے میں کو آتا نقص
 ہیں۔

انجیل کی رو سے قسم کھانا منع ہے یہ بھی راسخہ خبر ہے۔
 بنا پر اور حقیقت میں انجیل کی رو سے قسم کھانا جائز ہے ہم
 صراط کے وقت چنانچہ آپ سے بتایا کہ خود حضرت مسیح اور
 یونس اور یطرس سے نہیں کھائی ہیں۔ مگر صراط میں یہ ہیں
 کی وجہ اور شرائط مختلف ہیں۔ مگر ہم اس قسم سے

سوال نمبر ۱۰

۱۰۔ مرنا عبا حب اور دوسرے مسیحیہ نے
 حضرت عیسیٰ مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا بھی

وحمزہ نہیں کہ صرف شیش ہونا میرے بہنئی ختم ہو گیا ہے
 بلکہ میرے زہ پاکہ ٹکڑے ہے گناہ شدہ راتوں میں میرے عیسے
 اس پر بھی نفس مسیح آج نہیں۔ ہاں اس رہائے کے
 لئے ہی نفس مسیح ہوں وہ رہائے و نظر کے طور
 سے در بھی طہ میرے کہ نہ کچھ میرا ہی نہیں کہ نفس
 مسیح بہت سے ہو سکتے ہیں بلکہ ایک ہی ہو سکتا ہے
 مسیحا پاپا جانا ہے۔ کیونکہ آنکھوں کے لئے اندر عیسایہ علم
 فرماتے ہیں۔ کہ دنیا کے اجیزیک، قریب نہیں کے دجال
 جدا ہوئے اب طہ میرے کہ جب جس دھماکا آتا
 سر دی ہے تو بھگم لگن دھماکا۔ جس مسیح بھی
 آئے پاب نہیں۔ جس اس مومن کی روتے ملے ہے در
 بالکل ملے ہے کہ کسی رات میں کوئی، بس مسیح بھی جانے
 جس بہ مدتوں کے نفس طہ میری اس طہ دیا سکھیں۔
 کیونکہ یہ عاجز اس۔ ہاں حکومت در، دشابہت کے
 ساتھ نہیں آیا۔ در ویشی اور غربت کے با میں آیا ہے
 اور جبکہ۔ جہاں ہے تو بھر عہد کے لئے انگوں ہی کہ
 ہے۔ ممکن ہے کسی اقب اب کی ہے مر بھی پوری ہو جائے۔
 در راہم عتہ اول سبب مسیح اول۔ روتہ لی سرائی
 جلد موسم رتہ۔ سرائی منظر یہ عیسایہ اس دس در کا سرائی

حکم جو حقیقی عدالت و عدالت پہاڑ، تسلط میں عدالت کی طرف
کی جانب سے داخل کی گئی تھی ص ۱۴۲

(۲) صحیح اور راست طرف اس ستر ہے کہ بہت شخص عیسائی
عبداللہ ص کے نام پر آئے واکمیان کیا گیا ہے جو نہ
رہے گا۔ اور نہ خون کرے گا۔ اور عرب اور مسکینی دور
علم و پر ہیں شاید سے اس کو حق کی طرف بھیجے گا۔
کشف الہدایۃ طبع اول طبع طبع چہارم،
وہا میں میرے سوا دوسرے مسیح کے لئے میرے رہا کر کے بعد
قدہ رکھے کی نگاہیں۔ اگر فکر کرو در علم شہر کرو
پس میں صاحب ناں ہو جو اور میرے بعد کوئی نہ نہ
میں اور سے قبول، وہ کو نہ رہا، نہ ہو گا جس میں ہم نے
ذریعہ اور حیا مسیح کو تیار دئے

ترجمہ خطبہ لہامیہ ص ۲۲

سوال :- خدا صاحب کے بعد ان صاحب مثل مسیح آیا ممکن ہے یا نہیں؟
جس عبارت "امکن" بھی تو تم ہے یا نہیں یا عبارت مستوح
جوہل ہے۔ اگر مستوح ہو چکی ہے تو عدالت میں کس مقصد کے لئے
میں کی گئی؟ جتنی اگر مرزا صاحب کے بعد اس کی مثل مسیح کا
ان ممکن نہیں عیساکہ دوسری اور تیسری عہد کے ہوئے تو پہلی عہد
کو جو، یہے میں مسیح کے آئے کہ بائبل میں قرار دیتی ہے۔ عدالت

۱۔ عد میں اس سے پیش کی گئی کہ ہم اعلان کو ملتے ہیں۔

ایک وطن کا جواب

سے اپنی دوسری جگہ میں پھر اس کے اس میں تھری مراد وطن
کے لیے لکھا ہے۔

۲۔ تعلقات احمدی ہیں۔ چلی مراد صاحب کو چاہیے کہ
۱۔ یہ — اس نرم کی مراد، شاید یہ ایک عبارت بادشاہ سے
۲۔ یہ — یہی عبارت حضرت مانت — یہ — یہ احمد صاحب کی میں
کر کے دوہوں میں باتیں دل سے کی کہ کشش کر ہے۔
اپنے اس وطن کے رد میں واضح ہو کہ بسے دونوں عبارتوں میں
فخر میں فرما۔ اور ان میں جس سلسلے شام سے حساب لکھیں، اس پر
جائے کا اعتراض کر دیا ہے، جمہوریت — ہے کہ طبع کا لفظ (دو بزرگوں
کی عبارت میں الٹ الٹ معلوم کا حامل ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کی عبارت میں جو غرضی تہیت و سارسلٹ اس دسویں لفظ سے
بادنہ بعد کی تعبیر میں لکھا ہے کہ ہر رسول مطہر و دھام سے
کے لئے بھی جاتا ہے۔ اس شخص کے لئے میں جیسا جاتا کہ دوسرے نبی
کا طبع اور ترویج ہو۔ اس شخص کی حدت و مراد میں سے ہے اتنی بھی ہوتا ہے
ورنہ اس طرح پر نہیں لکھی۔ (اذا م اذام حقہ دوم مداد طبع اول،

اسی بنا پر کہ میں مطیع و ذابیع کا معنی، امتی کے معنوں میں استعمال
 ہوتا ہے۔ یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ کوئی ہی امتی نہیں ہوتا۔ اور جس تک
 صاحبزادہ مرزا پرشاد احمد صاحب کی عبارت کا تعلق ہے جو اپنے ال
 کتاب تبیین ہدایت سے پیش کی ہے اس میں تابع ہی سے غیر امتی
 تابع ہی مراد ہے۔ ماردن علیہ السلام ان معنوں میں مرکز حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کے امتی نہ تھے، جن معنوں کی دوسرے ایک مسلمان رسول کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
 امتی آپ کی بیرونی راوی اطاغوت کے بعد ہی کامل حاصل کرتا ہے پس
 صاحبزادہ مرزا شہر احمد صاحب نے ماردن علیہ السلام کو تابع ہی قرار دیا ہے
 لیکن موسیٰ کا امتی قرآن میں دیا۔ پس مطیع اور تابع کی دو چیزیں ہوں
 ایک تابع امتی کی، اور دوسری شیب ماردن کی ہرستوں ہی ترجمے
 ماردن امتی ہی نہ تھے کیونکہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی بیرونی سے
 توفیق حاصل ہونے کی، موسیٰ علیہ السلام نے اپنی مکرری مکرہوں کو کرنے
 ہوتے جب وہی کی کہہ رہے معافی ماردن کو نبی ماردن جانتے کیونکہ
 اپنے لئے افسوس ہیں۔ وہ اس کی دوسری شیب لگی، اور خدا تعالیٰ نے فرما دیا
 سند او شیب سؤلٹ بموسیٰ۔ پس ماردن حضرت موسیٰ کی
 تیری سے ہی نہیں بنے۔ قرآن مجید کی آیت وہاں اسٹ میں سؤل
 میں بتے پیسے کی گدی سے ہیں، وہ صرف مطاع سے ہیں ان معنوں میں
 مطیع۔ جتنے کسی دوسرے ہی کی پیروی سے انہوں نے تقابہ ہوتے ہیں۔

مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک اس کی ہوتی راہ راست
درمستقد بھی نہیں حضرت ہارونؑ، حضرت موسیٰؑ کی شریعت کے تابع
تو تھے۔ یہی ہوتی اس کی مستند تھی۔ یعنی وہ اپنی ہی رہتے تھے۔
حضرت مانیؑ سلسلہ محمدیہ انتہی ہی ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے کلام میں تابع اور مطیع کی مثل ایک سوں کے لئے نہیں ہونے کی تھی
ہوئے کی صورت میں یہاں ہوئی ہے۔ دراصل مراد ہزارہا شیر محمدؑ
کے کلام میں حضرت ہارون علیہ السلام کے لئے تابع نہ تھے کہ اثبات سے
مراد غیر امتی تابع ہے۔ کیونکہ وہ مستقل ہی تھے۔ اسی طرح اگر حضرت
موسیٰؑ لکھتے ہوتے اور وہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع
ہوتے اور اتنی رہتے تو پھر اس کی پوری شکل کامل طور پر ہارونؑ کی
جتنی جو موسیٰؑ کی نسبت سے ہارونؑ کو حاصل تھی۔ پس حضرت مسیح موعود
علیہ السلام اور صاحب ہزارہ ہر رتیر احمدؑ حب کے کلام میں کوئی امتی
میں۔ سطحی نظر سے جو اختلاف نظر آتا ہے۔ درحقیقت اس کی بہت
الگ ناک ہے۔

”یہ سے یہ طعن بھی کیا ہے کہ۔“

”ہر صاحب میں لوگوں کی طرف دعوت ہوتے اس کے
مذہب نہیں بلکہ مطیع ہیں کہو سے۔“ دراپنی طاعت
یقین دلائے رہے اور قرآن و حدیث سے اس کی کافراہ
حکومت کی دنیا داری سے اعلیٰ علت کو حکم قرار دیتے رہے۔“

دلی ملامت کی تشریح میں ہم بتا چکے ہیں کہ مسعودی نے مسعودی
 کی طاعت کا حکم طبعی بقدر طبعی : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 میں موجود ہے لیکن لاطیف مدد بخشوں کی مدد سے اس کا
 لی ملامت کے ساتھ مسعودی طبعی ہے : میں نے اس کا حکم
 مسعودی طبعی ہے : میں نے مسعودی طبعی ہے : میں نے
 لکھ دیا ہے جس کے نام کی مدد سے اس کا حکم ہے : میں نے
 اس کے حکم میں مسعودی طبعی ہے : میں نے اس کا حکم
 لکھ دیا ہے کہ اس کا حکم قرآن و حدیث کے ساتھ طبعی ہے
 ہے : میں نے اس کا حکم قرآن و حدیث کے ساتھ طبعی ہے
 لکھ دیا ہے کہ اس کا حکم قرآن و حدیث کے ساتھ طبعی ہے
 لکھ دیا ہے کہ اس کا حکم قرآن و حدیث کے ساتھ طبعی ہے
 لکھ دیا ہے کہ اس کا حکم قرآن و حدیث کے ساتھ طبعی ہے

و عَزَّ ذَٰلِجَلَالُهُ ۝

فشیقہ قدوسہ مرحومہ رحمہ اللہ : محمد ذوالفقار علی خان صاحب دہلی لکھنؤ

خدا کے فضل اور اس کے مہربانی سے

مکمل ہوا۔ لا حول ولا قوت الا باللہ

بسم اللہ

آپ کے ہر خط کا جواب دینا میری عادت ہے۔ لیکن اس بار

میرے پاس وقت نہ تھا۔ اس لیے اس کا جواب نہیں دے سکا۔

آپ کا نام ہے محمد ذوالفقار علی خان صاحب دہلی لکھنؤ
میں نے اس کا جواب دینا چاہا تھا۔ لیکن اس بار

میں نے اس کا جواب نہیں دے سکا۔

میں نے اس کا جواب نہیں دے سکا۔

میں نے اس کا جواب نہیں دے سکا۔

آپ سے ہمارے پتے معلوم ہونے پر ہم خوش ہوئے۔ اس کا مطلب

کرنے اور حوالہ دہات چیک کر کے پرسمنے یہ تاثر دیا ہے کہ چاہے
 کے پیش کرنے میں عطا نہیں بلکہ دیگر معاہدہ احمدیت کی طرف اب
 بھی اس کو قطع دیر سے پیش کرتے ہیں۔ اور مسیحیت کا نام کو یہاں
 ہیں۔ اس لئے آپ کے بارے میں ہمارے اعداد کو مسیحیت
 ہے۔ لہذا سروری سمجھا گیا کہ اس کے بارے میں اور الہامیہ
 کے حوالہ بھی چیک کر لیا جائے جو آپ نے پیش کیا تھا۔ اگر آپ کے
 میں کے میں ہمارا جواب غلط ہے ہے نہیں ہو چیک کر کے
 پر اس کی پوری حقیقت معلوم ہوگی ہے۔ کہ حضرت مسیح برمود علیہ
 السلام نے اسی اور اس زمانہ کے ملک بزرگ کی حیرانی و راز
 محقق لوگوں کی اس بارے میں خاموشی سے کہ مسیح کو دشمن سے کہا
 منافقت ہے اور دشمن کو مسیح سے کیا خصوصیت یہ مسیح جانے
 کہ اس بارے میں دشمن کا لفظ اپنے دشمنوں کو حیران کرتا
 پیدا آیا ہے۔ چنانچہ روبرو حوالہ کی پوری عبارت بولے کہ
 "اب یہ بھی حدیث ہے کہ مسیح کا خدا ہر مسلم کی
 حدیب میں وارد ہے۔ حق مسیح ہیں، جو خدا ہے
 کہ حضرت مسیح و مسیح کے سارے سہیل ترقی کے ہیں اور
 یہ لفظ اپنے دشمنوں کو حیران کرتا خدا آیا ہے
 کیونکہ ہر ایک معلوم نہیں ہوتا کہ مسیح کو دشمن سے
 کیا منافقت ہے۔ اور دشمن کو مسیح سے کیا خصوصیت۔

اب شریعہ کو جو کہ مسیح کے مفسر میں اُرسے لگا ہوا ہے یہ
 مسئلہ میں ہے جو لگا ہوا ہے اور کافی مریدوں کو کہہ رہا ہے
 میں ہوں یہ کہ مسیح کے روح کی جگہ ورنہ وہ منورہ
 رسول اللہ کے جہت سے یہ منکر و متفق ہیں کہ انہی میں
 حوی کی مت میں جس کی وجہ سے تمام مکہ منکر کہ تھوڑا کہ
 یوں کے کہ یہ منکر کو مخصوص کیا ہے جس سے اس جگہ
 جو یہ مسئلہ کے طور پر توفی مرید متعلق میں جو
 طور پر ہے یہ مسئلہ اور یہ مسئلہ میں ہے کہ اس میں
 یہ مسئلہ میں ہے کہ وہ مسئلہ میں ہے کہ اس میں
 میں مسئلہ میں ہے کہ وہ مسئلہ میں ہے کہ اس میں
 مسئلہ میں ہے کہ وہ مسئلہ میں ہے کہ اس میں
 کہنے کے وہ مسئلہ میں ہے کہ وہ مسئلہ میں ہے کہ اس میں
 میں مسئلہ میں ہے کہ وہ مسئلہ میں ہے کہ اس میں
 میں مسئلہ میں ہے کہ وہ مسئلہ میں ہے کہ اس میں
 میں مسئلہ میں ہے کہ وہ مسئلہ میں ہے کہ اس میں

در دادہ ام میں ہے کہ اس میں ہے

اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے کہ اس میں ہے
 میں مسئلہ میں ہے کہ وہ مسئلہ میں ہے کہ اس میں
 میں مسئلہ میں ہے کہ وہ مسئلہ میں ہے کہ اس میں
 میں مسئلہ میں ہے کہ وہ مسئلہ میں ہے کہ اس میں

میں مسئلہ میں ہے کہ وہ مسئلہ میں ہے کہ اس میں

گناہاں میں جہ اور شکر و مسیح سے کیا حصول تھا۔
 اہل گناہوں کے مسیح کو غصہ میں رہنے کا یہ
 مورد میں نہ اہل ہوگا۔ اور ان میں سے کسی کو
 مورد میں نہ

میں دھنسنے کے لئے طے کیے مسیح کے لئے یہ جس قدر
 و جس قدر ہوئی وہ بدیہہ و مسیح کی۔ ان کے لئے جس قدر
 مسیح کو بدیہہ و بدیہہ کی بدیہہ و بدیہہ کی بدیہہ
 یا اس کے میں انکشاف کے لئے تو ان کے لئے بدیہہ کی بدیہہ
 کے لئے تو ان کے لئے کہ باوجود وہ بدیہہ کی بدیہہ
 ہو کہ بدیہہ کی بدیہہ کی بدیہہ کی بدیہہ کی بدیہہ
 طے کیے بدیہہ اور بدیہہ کی بدیہہ کی بدیہہ
 مسیح کو طے کیے بدیہہ کی بدیہہ کی بدیہہ
 کہ بدیہہ کی بدیہہ کی بدیہہ کی بدیہہ کی بدیہہ
 بدیہہ کی بدیہہ کی بدیہہ کی بدیہہ کی بدیہہ
 کے ساتھ کہ بدیہہ کی بدیہہ کی بدیہہ کی بدیہہ
 میں باوجود کہ بدیہہ کی بدیہہ کی بدیہہ کی بدیہہ
 بدیہہ کی بدیہہ کی بدیہہ کی بدیہہ کی بدیہہ
 بدیہہ کی بدیہہ کی بدیہہ کی بدیہہ کی بدیہہ
 بدیہہ کی بدیہہ کی بدیہہ کی بدیہہ کی بدیہہ
 بدیہہ کی بدیہہ کی بدیہہ کی بدیہہ کی بدیہہ

کی تحقیق کا اصل عنوان قائم کر کے، مسلمان کا دوسرے کے متعلق پرانی نہیں
گھڑی ہیں کہ

مطہر دہاں دس کر لیں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ دس
کا دس دس کر لیں ہیں جوگی۔ دوسرا کہتا ہے کہ دس دس
میں پاکستان کے قریب جوگی۔ تیسرا کہتا ہے کہ
کوٹہ میں جوگی چڑھا کہتا ہے کہ دس دس دس دس
پانچوں کہتا ہے جہاں مائیدوں کی موجودگی میں
جوگی چٹا کہتا ہے لاہور کراچی سے علاقوں جو بہ واقع
سے سب انہیں کی باتیں سنے کے بعد دیا تو مٹھی
جوئی ہوں تیرہ سے کے بعد ایک بزرگ گویہ چاہیں
وہ ان میں کہ خط کر چکی پر جہاں جو رہی ہے کیا نہ
مطہر دہاں دس دس دس دس دس دس دس دس دس
کہ جی سے کہ دس دس دس دس دس دس دس دس دس
ڈول دای۔ دس دس دس دس دس دس دس دس دس

خیال سے؟

محرم ادا کے۔ دس دس دس دس دس دس دس دس دس
دس دس دس دس دس دس دس دس دس دس دس دس
دس دس دس دس دس دس دس دس دس دس دس دس
دس دس دس دس دس دس دس دس دس دس دس دس

معاویہ صہب پڑھ کر بولی بزرگ میں سے کسی رو دین کو سنا
میں سمجھ لکنا۔ اسے یہ کہنے کی ضرورت پیش آئے کہ بھلا کرو، چچی برون
لو، حیران ہیں، یہاں سے اپنی لاکھوں روپے کی چیزیں تو ان کے
بارے میں حیرانی کا سوا کچھ نہیں رہتا ہے۔

صہب میں اس نے اس کے بعد یہ سوال کر دیا کہ اگر کوئی
شخص جسے کہ خطیب مقدس سے ملنے لوگوں کو حیران کر دے
یہ ہے تو کیا آپ اسے درست سمجھیں گے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم سے اسے سمجھ میں نہیں آئے گی۔
جو لوگ جیسے مسیح کے قابل چلے آئے ہیں ان کے لئے جس میں کوئی
چہ بھرائی نہیں۔ کیونکہ بیت مقدس قبلہ دل ہے۔ اس لیے
وہ یہاں سے ان کے لئے کافی ہے۔ کہ وہ سب مقدس ہیں۔ اس لیے
میں تھرتھرتا ہوں۔ اس لیے مقدس اور دوسری حد یہ کہ ان کے لئے
وہ بزرگ ہم پر ہمارے لئے ہیں۔ وہ وہ دشمن کے مسیح
کے دل کا بولی سے سب اور صحت میں ہیں۔ اس لیے وہ وہ
رویاں تو وہ مسیح کی تین۔ یہ ان کے ہاں میں حیران کر دے
موجود ہے ان حضرت مسیح موعود سے دشمن ان حدیث کی ترقی رہی
سب سے جتنے بھروسہ کرتے ہیں۔

صہب میں اس نے کہا کہ اس سے کہہ دو کہ میں کوئی مال
نہیں کہہ دو لا پہلا سونے پیدا ہوگا اس سے کہہ دو کہ میں کوئی مال نہ

گڑبڑاتی ہے، جو آپ کو مدد اٹھائے، اور آپ صلی عبادت جاری رکھے
 پہاڑ کے سونے کی اجڑی ہوئی ہو گئی ہے، ہاں جیسی ہے اس
 علماء نے ہاں میں کیا، یہ سوال ان کے ہر ایک بھی میں سے ہے
 مدد میں نہیں ہوا ہے۔

مہر کے آپ نے بات کو رسم برائے الزام قرار دیا ہے تو اس
 پر آپ سے بلاوجہ ایک بیا حیرتیں گہرا پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ عارف
 دیکھے، ملاحظہ فرمائی، وہ آپ کا ایک بیا حیرتیں گہرا پڑتا ہے
 یہ یہ حقیقت انہوں نے نشہ کی عبادت مستفی کر کے ہیں جس میں مذکور ہے
 سرچھدی کے مصلحت یہ نہیں ہے کہ۔

نہایت میں تک کے مصلحت اور دستاوردی و یہی
 ہے مصلحت میں یہ یہ مصلحت تک مصلحت میں یہ یہ مصلحت
 جس شخص کو تیرے میں یہ یہ مصلحت میں یہ یہ مصلحت
 وہ میں کہنا ہے۔

اس عبادت پر تک کو یہ مصلحت ہے کہ یہ بات ہے کہ یہ مصلحت ہے
 لکھنے کے لئے اور پھر اس کے عبادت میں اصل کے مصلحت ہے
 عبادت پر وہی طرف سے مصلحت کردہ تھا، وہ عبادت میں مصلحت ہے کہ یہ عبادت
 کا رتہ مصلحت لیا ہے جس میں انہوں نے مصلحت لایا مصلحت میں یہ بھی عبادت
 مصلحت کے، مصلحت کلام کے عبادت کر کے وہ جس کے عبادت وہ اس
 قسم کا عبادت مصلحت کرتا ہے اس کا نام عبادت رکھا جائے گا مصلحت ہے،

حضرت دلی سلسلہ احمدیہ کی خدمات پر، چند خطروں میں اس کا
 بچہ کو وہ وحی خفی ہو۔ علیہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول
 کہ ہر کسی نے اپنی قوم کو دتہا ل سے ڈرا یا ہے وہی خفی ہی ہے۔ دیا
 ہوا حق سے حلال ہے۔ اب ہر بھی مصعب بن عمیر سے محسوس
 تاریخ سے عزت ہے۔ یہاں پر مسلمانوں کے لئے مسلمانانہ ساری اس
 بات کو کہہ کر کہ یہ دنا چاہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو انہی
 تھے اور مرد صالحیت پڑھے ہوئے تھے۔ مگر میں سے ہر ایک اس
 روڈ تو ہمیں جوں ہی نکلے تو پڑھے ہوؤں کے لئے انعام کا دروازہ
 بند ہو گیا۔ تب تو تپ کا طغیان و درست ہو گیا۔ لیکن اگر ہم
 درود پڑھے ہوئے کے لئے بھی کھلا ہے۔ تو آپ کے توحید اور
 اتحاد ہوئے کا فرق میں کر کے ہے۔ ہمارے ہی توحید خدو ہمیں پہچان
 ہم آپ کی سچے پیسے بدھیر ہیں کہ آپ احقران کے لئے
 اعتزاز کی سچے ہوئے۔ مارن ٹم رکھنا چاہتے ہیں۔ حضرت ہار سلسلہ
 احمدیہ کی معتزلی بارہوں کو بھی کس طرح پر سمجھے گئے لئے ہر شہیں
 ہیں۔ جہاں سے کث کے سلسلہ میں آپ سے جبر مروت سلائے
 اول سے حضرت دلی سلسلہ احمدیہ کا یہ قول محل کب سے کہ
 "تعدت منی القدرہ وسلم سے خود اپنے ماقہ سے
 بعد رول اس سبب مل گیا بھالاس اتی
 رسولی امیہ لیخصہ حمیفنا" دیا کے بڑے بڑے

سید ملکیت بخرو بہار سے زابل تدریجی زر کی باہر کی انگشتاب
 ی کوں عامل خرماں مر ہیں پیدہ ہر اسب ہر ہدی سے اپنے کتوات
 میں سو سے کے حصول کا ایک طریق یہ بھی ممکن ہے کہ ولایت کا مقام
 طے کر کے پھر مقدم ثبوت سے ۔ اور یہ طریق مدد ملے سے
 ملک کے اعلیٰ کے ساتھ ملے رکھتا ہے ۔ اول کی اصل غارت بہت ۔
 ”راہ دیگر قدرت کہ توسط رسول ہی کیا جائے“

حصول کیا جائے عبرت میسر کر دے اور دقت شہا بہ
 است و اقرب است بوصول کوئی حالت نہ ہو
 آنا سادہ شدہ ہیں و وہ اسب از اسب سے گرم
 مسیحا معلوم و اسلام و اصحاب و امتیں شہادت و
 وراثت ۔ (مکتوبات) اولیٰ با علیہ ولی مکتوب میرزا

میں سے ہر کی زر کی خارج ہے خود بھی ، خشت خستہ ہر جہاں کی ہمارے
 رتبہ کا یہ کہہ کہ خستہ ہائے کوئی کی غلطیوں کو درست کرے ۔
 کوئی دیکھی نہیں باک سے معنی ہاں ہے ۔ ہر آپ کے پیش کو دروازہ
 حاصل خستہ ہیں ہیں ۔ کیونکہ سب کو کوہ علیہ السلام کے سہارا کو کہ
 آپ ہی میں منکم ہائی مکتوب ہے ۔ انہی میں سے سنہ خود ہیں و حجت سے
 بدل دیا ہے ۔ میں اس سے حالت کے بعد آپ کا یہ کہہ کہ ہاں ہے کہ
 ہر صاحب کے تھوڑے ہی ہونے میں کیا شائبہ رہا ۔ ہاں لیجئے کہ انتہا
 کو مرزا صاحب کی غلطیوں کو درست کرے کہ کوئی دیکھی نہیں تھی ۔ ایک

۱۔ اصل حاصل سے جس سے آپ کو توبہ کر لی تھی اسے دیکھ کر، مسلمان کا
 شک سے بھرپور میں یوں سے کہ قتل و غارتگری، دھوکہ دہی، دغا
 دہی، لاشعزہ قیام، ڈاکوئی، غارتگری، غارتگری، غارتگری، غارتگری
 و سب سے بڑا آپ کو توبہ کر لی تھی اسے دیکھ کر، مسلمان کا
 کہ کھانا کھا کر، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر
 (اورشہداء الفجر) الیٰ وغیرہ، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر
 انہی کے پاس میں نے لایا ہے

یعنی سب سے بڑا آپ کو توبہ کر لی تھی اسے دیکھ کر، مسلمان کا
 فعل مستعمل ہوں، جو خدا تعالیٰ نے اس کے لیے کیا ہے، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر
 پہلے کے متعلق مسوخی ہو کر، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر
 یہ سب ان کے کھانا کھا کر، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر

پہلے سے ایک تیسرے مسئلے میں، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر
 اور دوسرے مسئلے میں، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر
 برپا ہے۔ اس میں کھانا کھا کر، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر
 اس وقت تا، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر
 کے نام و رتبہ کسی شخص سے آپ پر، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر
 تھیں کسی شخص سے ہی جو غائب ہے، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر
 بھی مراد ہوئی۔ چنانچہ اسی کتاب کے مسودے میں لکھا ہے کہ یہاں
 آپ سے اُمت کے کھانا کھا کر، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر، کھانا کھا کر

حضور اپنی فطرت کی ماضی طاہر فرمایا۔ یہ کہ یہ تعلیم جوئی کا نہیں ہے
اور کہ یہ تعلیم یاد از ہر ذہن نہیں تھا، چنانچہ کہ ہستی گویوں پر انجمنوں
دیاں لاف و زور کی اصل حقیقت حوالہ عدا کو دے۔ قہر حقیر میں
مہر قہر مت ڈالو۔ ورنہ حقیر کا طریق احیاء رکھو۔

دوسری بات صغیر، ۶۹، کی تھی کہ یہ ہے اور حوالہ کی
سبب، ۱، یہ ہے پیش کی ہے جس میں یہ تھا ہے کہ
فطرت کی اس میں وہی اسی پیشگوئیوں میں جو ہے۔
اس کو اقلیت کے لئے خود ہی کی مسالمت کی وجہ سے ہم
اور ہمیں یہ ہے کہ یہ ہے، اور مسالمت کی وجہ سے ہم
کچھ بھی نہ ہیں۔

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا
کہ ایک مدت دہائی رہے ہو گئے، لیکن نہ
معدنہ صغیر مرتبہ ہوئی، نہ حوالہ کی ہے، اور نہ
شاہ پر ہو کہ یہ ہے، اگر ان حضرات میں سے کسی
بنامہ ورنہ حوالہ کی حقیقت کا یہ ہو جو نہ ہو
ہوئے کسی سوئے کے شگفتہ ہوئی ہو۔۔۔ اور
اسے ان میں اثر دے کہ وہ کچھ جو بیان میں معلوم
ظاہر ہو رہا ہے، نہ ہی موت پر کچھ نہ ہے، نہ ہی نہیں مگر
قرآن اور حدیث پر غور کر کے اس سے یہ ہو جائے کہ

کہ ہمارے مسیتہ و محوئی صلی علیہ وسلم کے بعد قلب و منہ و ر و اہل و
 قلعہ و در و پڑھو سہاقتہ کہ وہ اپنی شریعت و ساری ساری
 ماموریہ و سب و کچھ سہاقتہ وہ ہرگز و پورہ یا نہیں رہے
 تھے نکلا اور وہ اس کا کرکٹ سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ
 نو جوانی میں منہ نام کو خدا سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ
 ماموریہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ
 سہاقتہ کہ

انہیں ہی کی سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ
 و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ
 اور یہ اس و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ
 یوں موحیئے سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ
 سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ
 وہ کریہ سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ
 و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ
 سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ

و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ
 اس سے پہلے عبادت یوں تھے ۔

و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ
 کہ اس ادنی و درتہ کی سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ و سہاقتہ

احتیاجی غلطی کو روحی مسئلہ کہہ دینا چاہیے۔ دور کی حیات بہت تاکہ ۱ بارہ
 شیطانی وحش کا احساس نہ ہو سکے۔ آپ کی اس مہارت کو جو درست
 نہیں جانتے، کیونکہ ہر احتیاجی غلطی کا وہی مسئلہ ہے دور گزار اور
 نہیں وہ غلطی وحش غلطی سے بھی دور ہو سکتی ہے۔ کیونکہ وہ غلطی
 غلطی وحش غلطی سے بھی دور ہوتی ہے۔ اور وہی مسئلہ ہے اس سے
 ہر احتیاجی غلطی کا وہی دور دور ہونا چاہیے نہیں بلکہ غلطی
 پر غلطی وحش غلطی میں داخل مشغول ہو۔ اس غلطی کو اب غلطی وحش
 کا وہی وحش سے دور کیا جاسکتا ہے۔ بعد میں غلطی کا دور دور
 کو دور وحش سے تفریق سے بیکار کر دینا وہی وحش وحش
 دانست محضت غلطی سے بیکار کر دیا ہے اور ثابت کر دیا ہے وحش
 شیطانی غلطی، درست احتیاجی غلطی سے غلطی محضت غلطی
 کی وحش وحش شیطانی نہ غلطی وحش غلطی وحش اور سم استے کا وحش
 کی طرف سے آئی ستم برحق وحش استے وحش وحش وحش
 علیہ السلام کو غلطی وحش استے کے باوجود وہی غلطی وحش
 مسکریں۔ کیونکہ سر ہی پر غلطی وحش استے اور وحش
 مسکریں علیہ السلام کے خود ہی غلطی غلطی غلطی
 درہن الحدیث میں مسکریں الامام سے کئی سال بعد ابی کتاب کتاب
 کے علوم پر پڑی ہے۔

”وَجَاءَ عَلَى هَذَا أَنَّ الْقَوْلَ النَّبِيِّ مُحَمَّدٌ“

عَلَى وَجْهِ تَكْمَلٍ لَا تَدْعُهُمْ بِحَمْدِ كَلَامٍ
 عَلَى سَوِيَّةٍ رَأَيْتُمْ لِأَبْلَغٍ بِتَقْدِيرٍ
 كَدَلِ جَاوِزٍ أَنْ تَقُولَ إِنَّ الْمَحْدَثَ
 نَبِيٌّ سَاءَ عَمَلٍ مَتَّعُوا دَلَالَةَ طَائِفَةٍ
 أَتَى أَنْ أَمْرُهُمْ نَبِيٌّ بِالْمَقُولَةِ -

ترجمہ: اس بناء پر جائز ہے کہ سجدہ کہیں۔ یہی اصل وجہ تفسیر محدث
 ہونا ہے کیونکہ وہ اس کے تمام کلمات کا ہم ر سطح طور
 پر بالفعل جامع ہوا ہے۔ اور کسی طرح یہ بھی جاری ہے کہ ہم
 کہیں کہ یہ شکیب محذوب یعنی متعدد یہاں کے ساتھ ہے۔ یہی
 ہے یعنی یہ کہ محدث، سجدہ ہی ہے۔

اور اس سے پہلے اسی تفسیری کتاب کی تفسیر ہر امرت میں بھی تفسیر ہر امرت

ہے

عَلَمَ أَرْسَلَكُمُ تَحْلُفُ سَتَى مُحَدَّث
 وَأَمْرُهُمْ نَبِيٌّ بِالْمَقُولَةِ
 الْمَوَاجِزُ الْمَقُولَةُ -

کہہاں جو حدیثیں ہر امرت سے ہے شکیب محذوب ہے
 اور محدث نبوت کی قسموں میں ہے ایک قسم کی موت کے
 کی وجہ سے نہیں ہے۔

پس جبہ نبی کو محدث کہہ جائز ہوا۔ تو حضرت مسیح علیہ السلام

ایسے محدث ضرور ہیں جو کہتی ہیں میں نے یہودیہ اور مسیحیت سے
 جدا ہوا ہوں۔ یہ سب باتیں تو اس کو توڑنا مشہور کرنا یا جاننا یہ محدث
 مسیح ضرور علیہ السلام ہیں، انہما کے کہ ان سے بعد بھی ان کو محدث
 کہہ جا رہے ہوتے ہیں۔ جب کہ سلف سے پہلے محدث کہنا صحیح ہے
 رہتا ہے۔ میں محدث اللہ واسے السلام ہیں اگر وہ سب باتیں
 یہودیہ سے جدا ہوتا ہے تو، اللہ سے آپ سب سے جدا ہو کر رہے ہیں
 جو انہیں کہتا ہے۔ میں یہودیہ سے جدا ہوں۔ محدث اللہ کے بعد بھی
 اب شخص ہیں جو اللہ سے جدا ہے سے ہم کلامی کا تہرہ رکھتا ہے۔ ان
 بعد ان میں محدث کا لفظ یہی برحق ہے کہ سب سے پہلے حضرت مانی
 علیہ السلام پر ان اصول میں محدث، اللہ کا لفظ اب بھی مطہر ہے
 خدا ہی!

کثیر و ایمان

آپ کے لیے غریب خطا کے حد پر مرزا صاحب کو۔ مسئلہ ۱۱
 انہیں کہ دیکھیں کہ ان کے ذہن میں کیا ہے
 مرزا صاحب سے برحق یہ ہے میں ان سے جدا
 ہے۔ یہی سب ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ
 جو کہ انہیں کا وہ نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ اللہ کے
 پہنچتا ہے۔ وہ انہیں سے جدا ہے کہ انہیں کے لیے ہے کہ

اپنے دلوں کے آنکار کر کے والے کو ڈرکتا یہ صرف
 ان میوں کی سناں ہے جو خدا کے کی طرف سے شکر
 وہ ہم ہم پر ہلاکت ہے۔ لیکن اگر وہ نہیں ہیں ان
 معیت میں متامل۔ جو یہ دلوں کو کاتے سے محروم
 قرار دیا اور بھلا کہ "ب" دیکھو خدا کے میری دلی اور
 جہر کی تعلیم اور یہ ہیں معیت کو نوع کی تہی قرار دیا ہے
 اور تا کہ اس میں اس کے اس بود رہے ہے خدا!
 ہے ڈب ڈب پتہ کچھ شخص سے مراد خدا عیب کی و نہ لے ن
 عمر و دس میں نہ قص کی طرف دل کی نور را احاطہ
 سے ڈنوس قص سے و غار کہہ رہے ہیں تہا میں کو
 لے لے ملو لکھ "عجیب بات سے کہ آپ کا ذکر کے
 والے اور رہا ہے واسے کو وہ نام کے سناں ٹھہرتا
 ہیں۔ نہ خدا کے ردیکے ایک ہی قسم سے کہہ لے
 حریفہ میں نا تا وہ کسی وجہ سے نہیں، تا کہ وہ ہے
 معیت کی قرار دیا ہے مگر اسے حساب فرماتا ہے و
 میں، ضمیر میں، انتہی علی اللہ ملک ب
 و کذب بیاپا ہے جسی ژے کا و دہی میں بہ
 خدا پر افترا کرتے والا و دوسرے خدا سے کلامی تہا
 کرتے و لہ میں حکم میں سے ایک مکتب کے ردیا

خدا را ابراہیم کہتا ہے کہ میں ضرورت میں نہ صرف میں کا
 بلکہ براہ کفر ہو۔ اور اگر تھی سعری نہیں تو لا مشہد
 وہ امر اس پر پڑے گا: (حقیقۃ الوحی مکتبۃ المدینہ)
 آپ سے کہہ رہی ہیں کہ اس تشاقق کو کہہ ہی رہی
 کہ دکھائیں۔ اور یہ بھی لکھیں کہ ایسا بڑا کافر دائرہ
 سلام سے خارج ہوتا ہے یا نہیں۔ اگر دائرہ اسلام
 سے خارج ہیں ہوتا۔ تو کیا دائرہ اسلام سے خارج
 ہونے کے لئے اس سے بھی بڑا کافر ہوئے کی ضرورت
 ہوتی ہے جسکے قرآن کا فیصلہ ہے کہ اس سے بڑا کافر
 نہیں ہوگا۔

۱۔ آپ نے قرآن میں بتلویہ کا حوالہ دیا ہے کہ یہ
الْأَحْوَابُ آپ کی عیسیٰ کریمہ و جبرائیل سے آگئے لکھا ہے۔
 لیکن صاحب التشریفات کے ماسوا حسن قدس سرہ اور
 محدث ہیں۔ کہ وہ کسی بھی حدیث الہی میں اس کی
 رکھتے ہوں و شریعت مکتبہ انبیاء سے سرگزرد ہوں،
 ان کے اسرار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔ بلکہ بہت
 منکر جو ان مقررین الہی کا انکار کرتا ہے۔ وہ اپنے اسرار
 کی شہادت سے دل میں سخت دل ہوتا ہوتا ہے یہ تنگ
 کہ تو پر ایمان اس کے اندر سے شعور ہوتا ہے۔

وہی ہے جو ان کی عیسیٰ کریمہ سے آگئے لکھا ہے۔

انسان میں سوچنے اور جاننے سے اور بیان مفقود ہوجانے کا اسلوب
 لا بیان ہونا یا نہیں ایک وہ موضوع ہے۔ جس کا اب درمستوبہ لا بیان ہو کر
 بہات سے محروم میں ہونا، اگر محروم ہو گیا اور یقیناً محروم ہو گا۔ تو
 سنی لوح کی عبارت کا اس سے کیا تعلق ہے۔

(۲) حقیقتاً لوح کی عبارت آپ نے پیش کی ہے اس کے سپرد
 سے ہرگز یہ ثابت نہیں کی گئی کہ جس نے ریاقت اسلوب و رشتہ لوح کی
 عبارت سے تعلق ہو سے کی طرف توجہ دلائی تھی۔ پس اس کا رد پر کو یہ
 سب اس سے ملتا ہے جس سے ملتا ہے جس سے ملتا ہے جس سے ملتا ہے
 اس سے ملتا ہے جس سے ملتا ہے جس سے ملتا ہے جس سے ملتا ہے

بہت سے مسائل کا سرور۔ یہ ہے کہ۔

مصور حادی سے ہزاروں جگہ ٹھہر رہا ہے کہ کھڑو
 اور بل تبدیل کو کا رکھنا کسی طرف بھیج نہیں۔ اس سے
 ہی پر ہے کہ فلا وہ ان موضوع کے جو آپ کی تکفیر کر کے کا
 بی جا ہیں۔ صرف آپ کے سامنے سے کوئی کام نہیں
 ہو سکتا۔ لیکن بعد حکیم مانو کو آپ سمجھتے ہیں کہ یہ
 شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے وہ اس نے مجھے قبول
 نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے اس مانو اور یہی
 کتابوں کے بیان میں ہے کہ جس سے یہی ہے آپ ترقی
 ، مغلوب و غیرہ میں لکھ چکے ہیں کہ میرے سامنے سے

گوئی کافر ہیں، اور وہ اس پر پھٹتے ہیں کہ سب ہمارے
سے بہتر ہیں، مگر

وہیئتِ لڑائی نہ تھی طبعِ ادلی،

مگر میں اس طرح ہوا کہ آپ سے ملنے کے لیے مسیحیوں کو دیکھ کر اسلام
کی طرف سے بدلہ لیا کہ جو معاملہ پر قحط گئے ہمارے تھے تو یہاں سے
وہ بھی آپ سے پورا دل سے نہیں کہا۔ آپ نے ہر مسئلہ کو دیکھ کر سب سے
آگے جہاد کے لیے مسیحیوں کو غور و خیر سے دیکھا ہے۔

میں نے کہہ دیا ہے کہ میں بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے
خدا کے نام سے کہہ رہے تھے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے کہ وہ رسولِ لہجہ
میں سے کہتا ہے کہ میں نے یہی سہنت ہے کہ وہ اس کی مشورہ
کو چاہتا ہے۔

یہ ہے کہ ہر جگہ کہتے ہیں کہ یہ مسیحیوں کا ہے کہ
کہ یہ مسیحیوں کے لیے ہے کہ یہ مسیحیوں کے لیے ہے کہ یہ مسیحیوں کے لیے ہے
کہ یہ مسیحیوں کے لیے ہے کہ یہ مسیحیوں کے لیے ہے کہ یہ مسیحیوں کے لیے ہے
کہ یہ مسیحیوں کے لیے ہے کہ یہ مسیحیوں کے لیے ہے کہ یہ مسیحیوں کے لیے ہے
کہ یہ مسیحیوں کے لیے ہے کہ یہ مسیحیوں کے لیے ہے کہ یہ مسیحیوں کے لیے ہے

مگر میں نے ان کو دیکھا ہے کہ یہ مسیحیوں کے لیے ہے کہ یہ مسیحیوں کے لیے ہے
کہ یہ مسیحیوں کے لیے ہے کہ یہ مسیحیوں کے لیے ہے کہ یہ مسیحیوں کے لیے ہے
کہ یہ مسیحیوں کے لیے ہے کہ یہ مسیحیوں کے لیے ہے کہ یہ مسیحیوں کے لیے ہے
کہ یہ مسیحیوں کے لیے ہے کہ یہ مسیحیوں کے لیے ہے کہ یہ مسیحیوں کے لیے ہے
کہ یہ مسیحیوں کے لیے ہے کہ یہ مسیحیوں کے لیے ہے کہ یہ مسیحیوں کے لیے ہے

تہم بیان میں لائے اور ان کو کچھ ہفتے عرصہ تیار

رہا۔ وہ دن بھی بھاری دھواں ہوا اور دھواں بھی بڑا

تھیں سو کھانڈے سب بڑے کھانڈے اور کھانڈے میں

رکھ کر پھر وہ ٹکٹ خد کے رشتہ دار کو کہہ کر کہہ کر

کہہ کر لکھ کر پھر وہ ٹکٹ خد کے رشتہ دار کو کہہ کر کہہ کر

اور خد تو اسے ہر روز نشان دیکھ کر رہے ہیں وہ

میں ملتا ہر چہ وہ بھی پیری تھی۔ اس کے بال نہیں آتے

اور وہ اس کے ہاتھ لگا کر کہہ کر کہہ کر کہہ کر کہہ کر

میں وہ بڑے بڑے اور اس کے ہاتھ لگا کر کہہ کر کہہ کر

اور اس کے چہرہ فرم سے۔ وہ بڑے بڑے اور اس کے

کہہ کر کہہ کر کہہ کر کہہ کر کہہ کر کہہ کر کہہ کر

میں وہ بڑے بڑے اور اس کے ہاتھ لگا کر کہہ کر کہہ کر

اور اس کے چہرہ فرم سے۔ وہ بڑے بڑے اور اس کے

کہہ کر کہہ کر کہہ کر کہہ کر کہہ کر کہہ کر کہہ کر

میں وہ بڑے بڑے اور اس کے ہاتھ لگا کر کہہ کر کہہ کر

اور اس کے چہرہ فرم سے۔ وہ بڑے بڑے اور اس کے

کہہ کر کہہ کر کہہ کر کہہ کر کہہ کر کہہ کر کہہ کر

میں وہ بڑے بڑے اور اس کے ہاتھ لگا کر کہہ کر کہہ کر

اور اس کے چہرہ فرم سے۔ وہ بڑے بڑے اور اس کے

اس طرح ہمارے اہل بیت میں سب سے پہلے یہی کیا۔ بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان صحیح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اللہ کے کلام میں ناقص ہونے کا ڈر ہے کہ اللہ کا ایک کلمہ کہ میں نے سنا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ یہ حق ہے خارج اس سے کہ جیسے منقول ہیں کہ وہ بالکل ممکن ہی نہیں۔ عین حق و شدت۔

اب رہا سوال کے سوال کا حامل۔ سو سال پہلے میں نے انکو یہ سب سے پہلے کو غلط کو ثابت کر دیا تھا ہے اور صرف وہاں سے ان کے مسائل پر یہی نکالتا ہے کہ وہ آپ کے بعض علماء کو ان کی دوسرے کا حق نہیں دے سکتے مثلاً عبدالحکیم حنفی کو بھی ان کی حدیث میں وہ مسلمان ہیں کہ ان کا کو اس کے خلاف میں کرتا ہے۔ اور دوسروں میں نہ ان کو محسوس کرتا ہے کہ ان کو ان کے عقوبت کی حدیث کو بھی اس بات کی تائید میں پیش کرتا ہے کہ آپ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کا حق نہیں ہو جاتا۔

اس سائل کے جواب میں حضرت شیخ ابو عبد اللہ السلام اس کے اس فرق کو سن کر یہ حیران ہیں کہ مجھے کافر کہنے والے کو تو وہ کافر بنا ہے اور یہاں سے اسے بڑا کافر میں جانتا۔ اور اس شخص کی وجہ یہ بتانی ہے کہ جو بھی مجھے نہیں دانتا وہ مجھے معتز کا قرار دیتا ہے اور معتز علی اللہ اور مکذیب آیات اللہ کو خدا ہے۔ خطبہ معنی بڑا کافر کہتا ہے۔ پس بات تو دراصل یہ ہوئی کہ آپ کو نہ تھا کسی کافر کے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا انکار ہے پس آپ کے کلام میں
اس جگہ کوئی تناقض موجود ہی نہیں۔
مگر یہ ثابت ہے کہ یہاں ہوں تو صحیح طور پر سمجھنے کی۔ یہ
میں تفاق کا اعتراف پیش کر رہا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان دو توہم کی وضاحتوں پر
محل کے سول پرست کا اظہار سنی ہے کیا ہے کہ تہا نص موجود ہونے
کی نفی کرے۔ اور سائل کی اس صراط فسی کو دور کریں، کہاں تہا رسول
میں تفاق ہے۔

فلا منہ کلام ہے کہ حدیث مسیح موعود علیہ السلام کا کلام کرے
وہی مسئلہ ان موجب حدیث سنی تہا کے ۲۲ دقوں میں واصل
ہیں۔ چو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تاریخ ہی میں ملے تھے جی
ہیں۔ اسی سے آپ کا اظہار پانچوں مرتبہ کرے وہی مسئلہ تہا کی
ہوں تھے، درست کے، اور جوتے ہوئے ان تہا یہ کہ سب سے بڑا
کہہ ہوگا۔ کیونکہ مذہب یا نہ تہا کو بھی معجزی علی اللہ کی طرف سے
تہا سے ظہور بھی انکسور ہو رہا ہے۔ اور جس طرح ہم نے
سینے نبوت سے قائم ہوتے ہیں۔ بعد اسلام وہ رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کا صریح انکار کرے وہی انکسور الہی ہو گا۔ اور مسلمان
مسیح موعود کا انکار کرے وہی انکسور الہی ہو گا۔ وَاِنَّكُمْ لَسَمَّ
بِالنَّبَاۃِ وَظَنَۃِ الْمُرَجَّعِ وَالْمَصَابِیۡ۔

چودھویں صدی کا امام

آپ سے محدثتِ مسیح موقوفہ مدنیہ سلام کی ایک عبارت ان الفاظ میں لکھی گئی ہے۔

”اے اہلِ دین! تمہارے لیے ایک امام مقرر کیا گیا ہے جس کا نام ہوگا۔“
 ”میرے بیٹے! وہ چودھویں صدی کا امام ہوگا۔“

ہم سے آپ کو جو یہ میں لکھا گیا ہے، مستحب الیٰ مشغول ہے اور ہم مسیح موقوفہ مدنیہ سے مقررہ چودھویں صدی کے سر پرستے اور چودھویں صدی کا امام ہونے کا حوالہ دیا ہے۔ مگر یہ سبب طے کرنے کے لیے یہ معلوم ثابت ہے کہ یہاں پہلے تھا کہ یہ حشید اللہ کو مدد دے گئے ہوئے تھے۔ یہی کوئٹہ کی کوئٹہ کی رستہ دیکھ کر آپ سے بھگت برائے بھگت کو دیا گیا۔ کھانا چاہا ہے۔ اور پھر یہ سب کر دیا ہے کہ کس محدث میں یہ ہے کہ مسیح موقوفہ مدنیہ کے سر پرستے تھا۔ ہاں مسیح موقوفہ مدنیہ میں سے ایک شخص ہوگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سے ایک مسیح موقوفہ مدنیہ سلام میں۔ گویا آپ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ ہو کر رہے تھے۔ بلکہ مستقل ہی کی حیثیت میں نازل ہوئے تھے۔ اگر یہ بات جو اس صورت میں ہے۔ ہمارے سامنے ہے کہ یہ کچھ ہو سکے ہیں کہ یہ مسلمانوں کو انجیل کی خدمت دیں گے۔ اگر ایسا نہیں بلکہ ان کی خدمت دیں گے۔

اس عنوان کے تحت آپ نے یہ سوال کیا ہے۔ عینی
بحث سے نام لیا یا مریم مسیح موجود، پیش مسیح، اما حکم مسیح
 امام مہدیؑ کا حکم خدا لا۔ مسی اللہ ایک شخص کے تحت
 نام بالذات میں یا ایک سے زیادہ اشخاص کے یہی کیا پیش مسیح
 اور پیش مسیح صفت سے ہو سکتے ہیں، کون نام ہمارے یہ قانون سے
 بکارت ہو سکتا ہے یا ہمیں گرو نہیں تو کیوں نہیں؟

اس کے جواب میں عرض ہے کہ اگر باطنی آئندہ کوئی پیش مسیح
 آئے تو حق ہمارے سے بکارت لے گا وہ مستحق ہو گا۔ وہ ہمارے کا امتداد
 کرے گا۔ ہمیں اس بحث میں بڑھنے کی ضرورت نہیں۔ لہذا آپ کا یہ
 سوال غیر ضلع اور قبل از وقت ہے۔

اس عنوان کے تحت آپ نے حضرت
ہر گورنمنٹ کی ونداری | پانی سلسلہ احمدیہ کی عبارت پیش
 کی ہے۔

ابو ایک دفعہ میرے کہ مسلمانوں کو خدا و رسول
 کا حکم ہے کہ جس گورنمنٹ کے ماتحت ہوں وہ واری ہے
 اس کی اطاعت کریں۔

جناب من! اس کی اجازت تو آپ کو بھی مستمم تھی۔ اس کے حکم ہوتے
 سے، نکالنا ہم نے بیت فراموش کے لفظ و آئی لا امر حکم سے آپ
 کو شکستہ سمجھا دیا۔ پھر لا طاعۃ لمخلوق فی معیۃ الخاسر

پس عیسائیوں کے دوا کی اطلاع ملتی تھی مگر عیسائیوں نے اسلام کے
 شکر سے آپ پر کوئی پابندی نہیں، اصل بات یہ ہے کہ عیسائیوں کا وہی سرگرم
 تھا، اور اس کی رہی پائیدار رہی رہی گئی تھی۔ یہی تھی، اس کے صحابہ
 کو یہ کوئی گریہ نہیں تھی، عیسائیوں کے لئے یہ بات دسے ہی اگر یہ اس
 ملک میں تھیں اور وہاں چل رہی تھی، یہی تھی، اس کے صحابہ ہر گز
 یہ مسلم حکومت اسی کو کہہ رہے تھے کہ یہاں وہاں وہاں کی باتیں
 تھے، وہاں وہاں تھے، یہی تھی، یہاں وہاں تھے، یہی تھی، یہاں
 اعلیٰ حاکم کا حکم دے دیا، مگر عیسائیوں کے لئے یہی تھی، یہاں
 ہلدا اٹھوا اٹھ رہا

چنانچہ اس آپ پر اسلام کے لئے یہاں کے رہنے والے
 عیسائیوں کے لئے یہاں رہنے والے تھے۔

انہی عیسائیوں کے لئے یہاں رہنے والے تھے
 یہاں رہتے تھے، یہاں رہتے تھے، یہاں رہتے تھے، یہاں رہتے تھے
 اسلام میں یہاں رہنے والے تھے، یہاں رہتے تھے، یہاں رہتے تھے
 کی وجہ سے یہاں رہنے والے تھے، یہاں رہتے تھے، یہاں رہتے تھے

یہاں رہتے تھے، یہاں رہتے تھے

حاجب میں! اگر حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ کے مطیع رہے
 تھے تو خدا نے یہ کہیں دیا یا نہ دیا، لیکن خدا کا فیصلہ
 ہے، کہ وہ اپنے مہمانوں کو اپنی ماؤں کے مطابق اپنے پاس

اول الامر مومنین میں سے جو غیر مسلم حکومت میں رہے
 مسقط ہو جائے اور غیر مسلم نہ رہے۔ یہودی اور عیسائی جو مسلمانوں کے
 کی آیت میں مطابقت نہ لائے، اُن کے لئے تَقَاتُ وَتَقَاتُ تَقَاتُ کی شرط
 کے مطابق اس سے پورا ہی ذکر لینے کے بعد اسے ذلیل اور تسلیم کر لیا
 جائے گا۔ کیونکہ آیت میں ادلساء کا لفظ جو ذلیل کی جمع ہے غلام
 رکھتا ہے۔ اور اس سے دوست بھی مراد ہو سکتا ہے اور وہی مراد ہے۔
 اس سے آپ کو انکار نہیں ہو سکتا۔ ہاں سچا ذکر لینے کے بعد ان کے لئے
 دوستی اور نہ کی دلائی جائے گی۔ پس اگر غیر مسلم حکومت میں رہے
 تو انہیں نہ کرے کسی دین و مملکت اور نہ معاشرتی مسائل کی
 مبادی و طلاق و ورثہ کے اسلامی مسائل میں داخل نہ دے۔ نہ ان کی
 حکومت تسلیم کی جائے گی۔ کیونکہ اس صورت میں اِلَّا اَنْ تَقَاتُوا
 تَقَاتُ تَقَاتُ کی شرط پوری ہو جائے گی۔ اور مسلمانوں کی حکومت میں
 پس غیر مسلم حکومت میں جیسے ظلم سے بچاؤ ہو جائے۔ بدشعری کا
 معاشرہ نہ رہے۔ یعنی دین و مملکت اور نہ معاشرتی امور میں جو غیر مسلم
 حکومت کی اطاعت نہ ہوگی۔ اسی آیت سے حد ہو سکتا ہے لیکن
 نہ بار ہے کہ غیر مسلم کسی مسلمہ کا عبودیت کا دورہ نہ کرے۔ یہی ہے کہ
 کہ جو اس کا تعلق معاشرتی امور سے ہے۔ اور قرآن مجید مسلمہ کے
 غیر مسلم کے خلاف ہی آئے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس مسئلہ میں نہ
 اِلَّا تَقَاتُوا تَقَاتُ تَقَاتُ کی صورت ہی ہے۔ کہ ایک مسلم

تپے دوس طرح کا ہو سکتا ہے، اصلاح آپ کو ضرورت : داد دینے کا مطلب
 میں سے معاملہ کے تقاضوں کی تسکین نہ کرنا ہی نہ داد دینا ہے اور جب اس مسئلہ حکومت
 مسلمانوں سے اسی کی رافعہ کے سبقت میں ہے تو کہہ دیجئے مسلم حکومت کی امانت
 سے جان بچا کر آپ کے لئے احتیاج میں کوئی ایسا سر نہیں رہی۔
 اور حوالہ میں ایک متری کی حکمت یہ ہے اور جب غیر مسلم حکومت کی یہ دیکھنا
 قبول کر لیا اور محویہ یہ کہ تو یہ امر اہل اسلام کے لئے ہرگز
 دینے پر کسی طرح ہونا کہ اس کے ساتھ کہ یہاں رہیں گئے۔ اور
 مسلم دنیا میں سے حفاظت اس صحت میں مسلم دنیا کے لئے کوئی
 عزیز مسلم مسلم دنیا کے لئے

دین اور سیاست

اس میں کچھ سبب ہیں یہاں پہلے مسلمان حکومت قائم ہوں
 وہاں مسلمان ہی موروثی رہی موروثی در پائے میں وہاں سے رہیں
 کسی غیر مسلم قلم کار کی ضرورت میں رہی تو غیر مسلم بہت دور
 میں جہاں اسلامی حکومت ہو جو غیر مسلم حکومت ہو۔ مسلمان بھی
 اس صورت کے تحت رہت ہوں یا تعلق کے جو وجود میں آئیں وہاں
 وہی موروثی مسلمان ہی ہو رہیں غیر مسلم موروثی موروثی موروثی
 وہاں وہی موروثی موروثی موروثی موروثی موروثی موروثی
 مسلمان کا فرض ہوگا کہ اس کو سچے سچے سچے اگر غیر مسلم حکومت

دین میں آن، دی دیسی جو۔ تو وہاں سے ہجرت ضروری نہیں ہوگی بلکہ
 سیاسی امور میں حکومت کی اطاعت ہی ضروری ہوگی حسب آیت
 اَلَا اَنْ تَتَّقُوا حَتُّهُمْ نَفْسَهُ دَاۤءِیَ مُسْلِمَانِیْرِ مُسْلِمِ حُکُومَتِ کِی
 دیسی امور میں یہ نفل سے منع ہوں گے۔ چونکہ ساری فاعل کو وہ حد
 خاص دیسی و سیاسی امور میں ہیں تب کہ مسلم نہیں اس لئے کہ یہ
 فرض ہے کہ وہ حد خاص قائم کریں۔ مگر عجیب بات ہے کہ یہ غیر مسلم
 حکومت کی اطاعت بھی بعض صورتوں میں تسلیم کرتے ہیں لیکن بھروسہ کا
 دور کو بھی یہی ہو۔ قرار دے کر آپ کوئی حد خاص قائم کرنا نہیں
 چاہتے۔ ورنہ اس طرح مسلمانوں کو شخص میں ڈنکا نہیں غیر مسلم حکومت
 میں سائنات و زندگی گذر رہے کو گریا ہوا رہتے ہیں۔ اگر آپ کے اس
 طریق پر کوئی عمل کرے۔ ورنہ کسی غیر مسلم حکومت میں نہیں کرے۔
 تو یقیناً غیر مسلم حکومت اپنے مسلمانوں کے وجود کو اپنے لئے خطرہ
 سمجھ کر ملک بدر کر دے گی اور وہاں مسلمانوں کے لئے تبلیغ کا
 دور و دور ہو جائے گا۔ حالانکہ تبلیغ نواں کی زندگی کا ایک اہم
 مفہوم ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو یہ منی رہ کر نہیں سکتا
 خصوصاً جبکہ غیر مسلم حکومت میں سے یہ بھی حاصل ہو
 علیہ کہ آیت اَلَا اَنْ تَتَّقُوا حَتُّهُمْ نَفْسَهُ کا معنی ہے
 کہ اپنا سچاؤ کر لینے کے بعد غیر مسلموں کی دلایت ورنہ کا دلی مرہم
 کر لینا چاہئے

خلافت کلام یہ ہے کہ مسلمانوں کا دلائل، براہِ مسلم ہو ملک و مسلم
 موثر و دلائل سیاسی امور میں اسی حکومت کی اطاعت کی جائے گی۔
 تاکہ صنف اور بد، مسیہ، ہو۔ اس حکومت کے سیاسی امور
 میں، علیٰ غلبہ کاٹل صلابت، سلام میں کھیا جو بیٹھا بیٹھی طاقت کستہ
 معصیت کا ترک نہیں کھی جائے گا، کیونکہ وہ، *اَنْ تَقْتُلُوْهُ*
تَفْسًا کی مترادف ہے، یہاں کرے گا، عرصہ حکومت میں اس کا
 سیاسی دین ہی ہو گا۔ کہ حکومتِ حق کی، طاقت کرے پس اس
 طرح غیر مسلم حکومت اور دے تعلیم قرآن مجید مسلمانوں کی لئے ادا کی
 قرار پائے گی۔ گو یہ صورت، اضطرار کی ہو گی۔ در اس حکومت میں رہنے
 والے مسلمانوں کی کوششیں ہی ہوں چاہیے۔ کہ وہ پیغمبرِ سوم پر زور
 دے کہ غیر مسلم حکومت کو مسلمان بنائیں۔ یہ س کا حادہ کیہ ہے جس پر
 بعض کامد ہو نا چاہئے، تا دین کی، رہی ہی اس کا مفہود نہ جائے
 میں، اسلامی تعلیم میں حد میں بچک رہی ہے، اور یہ امر اس کی تعلیم کے
 کامل ہونے کا ثبوت ہے

انبیاء علیہم السلام کا طرزِ عمل

ہاں میں، ان علیہم السلام کا طرزِ عمل کے شہوں کے تحت یہاں
 پہلا سوں محرم صی کے متعلق یہ ہے کہ کیا اس کو دلی ہی ہے۔ کو۔ نا مل
 حصہ سے قدر عبد و سلم نے دن داری سے علاحد کا حکم دیکر صفا کیا

[illegible]

قریباً یا اس کے مطابق؟

جناب میں! اعلیٰ عدالت کا ثبوت ہی مثبت مزید ہے۔ قانونی رہنمائی
 ہی اعلیٰ عدالت ہے۔ انہوں نے قانون متعلق کی پابندی کی اور عدالت
 بھی پابندی کر دئی۔ اللہ عز و جل اپنی ایک تہ میرے انکی اس خواہش
 کو بھی پورا کر دیا۔ کہاں کا بھائی ان کے پاس رہ جائے۔ عدالت
 دیتا ہے۔ کڈ لٹ کڈ مار لیو سٹ۔ ماکان کیا خد
 اخذاتی دیں اسٹیل ریسورسٹ ایسٹ کی طرح
 ہم سے یوسف کے لئے تدبیر کر دی۔ وہ اپنے بھائی کو قانون
 کے مطابق اپنے پاس میں رکھ سکے۔ پھر اسے قانون کو قانون
 شکنی سے بچایا۔ لیکن آپ سے سٹسمجھ رہے ہیں۔ بے شک
 یوسف پر ظلم ہوا تھا۔ ورنہ کسی طاقت کا ہم سے تعلق ان
 دیا تھا۔ لیکن عدالت نے نے پھر بھی حضرت یوسف کو قانون سے
 بچایا۔ اور قانون شکنی نہ کرنا ہی قانون کی دغا داری ہے۔ اس کا
 التزام تو آپ سے خود خدا تھا۔ لے کر آیا۔ ورنہ تدبیر سے قانون
 شکنی رہے دی۔ کیونکہ یہ بات، اس کی حیثیت کے ساتھ وقت
 حتیٰ کہ قانون شکنی و توغ میں آئے۔

(۳) حضرت یوسف نے یہ خود رو من حکومت کی کسی قانون کو توڑا
 تھا۔ ہی اپنی بھانت کو یہ تبصیر دی تھی۔ لیکن جب ان پر ظلم
 ہوا۔ تو پھر وہ فلسطین سے ہجرت کر گئے۔ ہذا بعد اس دغا داری

سے دامن حکومت کی ادنیٰ غنا کا سوال ہی پیدا نہیں ہوا۔

انگریزوں سے آزادی کس طرح حاصل کی؟

ہم نے لکھا تھا کہ طاقت ندیش اور محمد ارساق انگریزی حکومت کے وفادار رہے۔ درہلوں نے اپنے پرستاروں کی راہی کے حصول کے بعد بغاوت میں کی۔ درہلوں سے آر دی بھی آئینی طریقے سے حاصل کی نہ کہ بغاوت سے۔ ہم اپنے یوں کی صحت پر اب بھی قائم ہیں۔ مگر اب پوچھتے ہیں کہ غریبوں نے ہندوستان کو ہندو آزادی دی تو کیا وہ یوں کے لوگوں کی وفاداری سے متاثر ہو کر دی تھی یا اس حوت سے کہ اگر آر دی نہری تو بغاوت کا نتیجہ اور اب کے برعکس انگریزوں کے غارت خانوں اور مسلم نے جو تحریکیں شروع کی تھیں کیا وہ بھی وفاداری سے طاقت کا اظہار تھیں یا بغاوت؟

جواب عرض ہے کہ مسلم شاہ سے آر دی یہ آئینی طریق سے ہی حاصل کی۔ بغاوت نہیں کی۔ در آئیں کے مدد سے آزادی حاصل کرنا قانون شکنی نہیں ہے۔ جو کہ قانون شکنی نہ کرتا ایک نوجوان کی وفاداری ہی ہے اس لئے مسلم لیگ کی طرف سے عداوت و قلع و قمع نہیں آئی۔ انگریزوں نے اپنے دودھ کے بطن میں ہندوستانہوں کو حقوق دینا چاہا تھا۔ اسی حقوق کا سبب بالآخر آزادی پر پہنچا ہوا۔

و مگر بڑا گواہ کو کوئی خطرہ تھا بھی تو اس کے لئے مسلم لیگ دہرا اور نہیں۔
 جس کا مقصد اس آئینی ضابطہ کا انگریزوں میں جو اصول بنانا تھا۔ اس کا مقصد
 بھارت چاہے جسے مسلم لیگ نے مرکز میں تیس کی طرح بنایا۔ لیکن یہ
 لیگ اور مسیحی + میں بھی کسی نہ کی اگرچہ اس کے جس کو یہ نہ تو غیر
 کے لئے مسیحیوں کو عقیدہ شریعہ پر مبنی تھا۔ یہ تو اس کے بھارت
 صدر اور دہرا میں سے یہاں ہی ہے۔ یہ وہی ہے کہ وہ دہرا کو
 رہا ہے جس کے اثرات ہیں۔ یہ وہی ہے کہ وہ دہرا میں
 اپنی کسی نہ میں سے ہے۔

یہ کہ یہ مسیحیوں اور مسیحیوں کو یہی ہے کہ وہ دہرا
 میں سے ہے کہ یہ مسیحیوں اور مسیحیوں کو یہی ہے کہ وہ دہرا
 میں سے ہے کہ یہ مسیحیوں اور مسیحیوں کو یہی ہے کہ وہ دہرا
 میں سے ہے کہ یہ مسیحیوں اور مسیحیوں کو یہی ہے کہ وہ دہرا
 میں سے ہے کہ یہ مسیحیوں اور مسیحیوں کو یہی ہے کہ وہ دہرا
 میں سے ہے کہ یہ مسیحیوں اور مسیحیوں کو یہی ہے کہ وہ دہرا

ہاتھ کے خلاف تباہ اور مسلسل تباہ

یہ کہ یہ تباہ ہیں اب سے خطہ ہندی تباہ کا ذکر ہے جس
 میں ایک درجن پتے دیئے گئے تباہ جو اس کی دہرا تباہ کرتا ہے اور جس
 میں تباہ پتے دیئے گئے تباہ، اور اس کے خلاف تباہ کی شرح تباہ کرتا ہے

ہے چنانچہ حقائق و حقائق و حقائق کے ساتھ ساتھ اس کا کردار جو ہو سکتا
 ہے وہ اس صورت میں مستند ہے کہ ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ اس کا کردار
 تو یہ ہے کہ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 اور اگر اس میں بھی اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

جناپ میں، میں آپ کے اس عہد کے معنی میں آئے
 آپ حضرت بنی ہاشم و حضرت علیؑ کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 عہد اسلام کے دوسرے عہد کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 مسودوں کا لکھا ہوا ہے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 جسے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 و میں اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 طریق اختیار کیا، ہمارے نزدیک اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اس
 میں کہ حضرت براہیم علیہ السلام نے توڑ دیا، وہ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 علیہ السلام ہی ہیں، براہیم علیہ السلام کے تبار کا حکم تھا، مگر میں یہی
 ہونے لگی ہے، اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 براہیم علیہ السلام اس لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 توڑتے۔

مذاہب و مذاہب کا یہ ہے کہ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

کا سبب حضرت سلیمانؑ کے خط میں، اَلَّا تَعْبُدُوْا عِلٰہًا مِّنْ دُوْنِیْ جَاہِلِیْنَہُمْ حَسْبُہُمْ
 مِّنْ عَذَابِیْ کہ اس ملک و ملے حضرت سلیمانؑ کے خلاف تبارکی ریت
 تھے۔ اور حضرت سلیمانؑ ہی سرحد کو مضبوط کرنے کے لئے نکلے تھے۔
 چونکہ ملک بہت بڑی عدد شخصیت سے آپ کی طرف منسوب کر دی اس
 لئے بڑائی کی دولت سے ہمیں آئی۔ اس میں پڑھائی کی وجہ سے بھی
 مذہبی رہی۔ حضرت سلیمانؑ کی موت ہو ہی اسرائیل کے لئے بھی سفر
 پر عروج ہوا۔ شاہ بھی تھے اس لئے اپنی سرحدوں کا مضبوط رکھنا
 کا فرض تھا۔ یہ وہ دیکھ کر چاہتے تھے اور اس میں وہ کامیاب ہو گئے

اتحاد و محبت

اس محبت کے آخر میں بطور اتحاد و محبت ہم میں دامنِ صلہ کی صفیں چلی
 پھیل کر رہے ہیں جو خیرِ مسلم حکومت کی اطاعت کا بعض شرائط کے ساتھ
 متوی دیتے ہیں اس کے نزدیک جب خیرِ مسلم مسلمانوں کے بعض کاموں
 پر قابض ہوئے تو اس دولت دارِ اسلام خود دارانِ کرب کا سوال پیدا ہوا
 ۱۔ عوی برادر یہ بھی لکھا ہے۔

اِنَّمَا السُّبُلُ اِلٰی مَدِیْنَتِہِمْ اِلَّا بِطَرِیْقِہِمْ
 فِیْہِمْ یَحِیُّ اِیْمَانُہِ الْجَمْعِ وَالْاَعْمَادُ وَالْقَاضِی
 قَاضِی سِوَاہِی الْمَہْمِ وَہِ قَدَرُ اَب
 یُعْجَلُ شَیْءٌ مِّنْ الْعِیْلَةِ بِمَقْصِدِ الْخَلْقِ وَ قَدْ

فَحُكْمًا بِدَلَا قُلُوبٍ مَاتَ هَذِهِ اسْدِيَارِ
 فَيَسِّرَ نَتِيجَ بِلَا وَالْثَنَاءِ كَانِ مَقْدُودِ
 الْاَسْدَارِ وَنَعْدَ اسْتِيعَارِ هُكْمِ عَدَا
 لَادَانِ وَالْجُمُوعِ وَجَمَاعَاتِ وَالْحُكْمِ
 مَقْصُودِ السَّرْعِ وَنَفْتَوِي وَتَدْرِيسِ
 مَتْلُوعِ بِلَا مَحْضَرِ مِّنْ مَّلُوكِ مَحْضَرُ يَأْخُذُ
 مِّنْ دَرَجَاتِ مَحْضَرِ لَاهُفَهِ لَهْدُ

ترجمہ :- وہ ملک جس کے دی کارہوں میں ایسی شے درج ہیں
 ہاں میں ۔ دمس میں کی وہ مادی سے قیاسی ہیں
 اے گا ۔ تو یہ بات قرار داتے ہیں کہ غلت ہو سے کر
 کچھ ماتی رہے تو حکم ماتی رہتا ہے ۔ اور سمجھتے ہیں
 قیاسی ہے کہ یہ ملک تاتاریوں کے اس پروردگار سے
 سے تیل دارانہ اسلام کے ملکوں میں سے تھا ۔ اور
 ان کے یہ سب کچھ کے بعد دن تھا اور ہاشمی
 دور شروع کے میں ہیں حکم درفتوی اور درس و تدریس
 عام تھی ان کے بادشاہوں کو اس سے الگا نہیں
 تھا لہذا تاتاریوں کی سلطنت کے دور اور عرب جو
 کی کوئی وجہ نہیں ۔

۲۴ مولانا حبیب احمد مدنی تحریر فرماتے ہیں :- اور ان کا بیان

اسول رنگ رکھتا ہے کہ ۔

اگر کسی رنگ کا اقتدار علی کسی غیر مسلم حالت کے
 ہندوؤں میں ہو، لیکن مسلمان بھی ہر حال اس اقتدار میں
 شریک ہوں اور ان کے مدد میں اور وہی معاشرہ کا احترام
 کیا جائے تو وہ رنگ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ
 شاہ عبدالعزیز صاحب قدس قدس کے مابین کے
 رنگ بن سکتا ہے اور لا محالہ ہو گا۔ اور اگر وہ
 مترشح مسلمانوں کا اصرار ہو گا کہ وہ اس رنگ کو قبول
 سمجھ کر اس کے لئے سر لوح کی چیز ہو جائے اور جبر بدلتی
 کا معاملہ کریں۔ انہیں حیات جلد ۲ ص ۲۰

۲۰ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کا یہی ملاحظہ ہو۔ اور
 تحریر فرماتے ہیں :-

”بعد دوستانہ بلاستیشنس وقت دور عرب بھاء
 جب انگریزی حکومت یہاں آمدی سلطنت کو
 لاگو کر رہی تھی۔ اس وقت مسلمانوں پر وہ
 تھا کہ ہاتھ اسلامی سلطنت کی حفاظت میں ہائیں لڑتے
 یا وہی میں ناکام ہونے کے بعد یہاں سے ہجرت کر جاتے
 لیکن وہ مغلوب ہو گئے اور انگریزی حکومت قائم ہوئی
 اور مسلمانوں کے لئے اس پر مسلسل لا بد غارتگری تھیں۔“

پر عمل کرنے کی راہوں کے ساتھ یہاں رہنما قیوں
 کہ یہاں اب یہ ملک و راجہ میں ہیں۔
 "سودھہ اول" و "سودھہ ثانیہ" مثلاً یہ کہ وہ مسلمانوں کے
 اسلامی لاہور میں آئے۔

۴۴۔ مولوی محمد حسین صاحب نے مولیٰ اہل حدیث، انگریزوں کی حکومت
 کے متعلق لکھنے میں ہے۔

مسلطہ روم یکا اسلامی، و تہا ہے یکا اسلام
 اور جس نظام کے تحت تہا ہے وہ یہ ہے کہ طبع نظر
 پریش کو فرسٹ کم سماؤں کے لئے کچھ کم فکر کا موجب
 نہیں ہے۔ ورنہ میں کہہ دوں کہ یہ حدیب کے لئے و
 عظمت بجا میں اور آزادی میں فتنہ سازی
 مسلمانوں کے بڑھ کر فکر کا محمل ہے۔

و تہا ہے مسلمانوں کے لئے (۲۴۳)

آگے ۲۴۳ پر لکھا۔

۴۵۔ اہل حدیب ہمد میں مسلمانوں کو رہیں تعلیمت سمجھتے ہیں
 اور ان مسلمانوں کی رہی یا جوئے کو اسلامی مسلمانوں کی
 رہا یا جوئے سے بہتر جانتے ہیں۔

۴۶۔ مسلمانوں کے لئے (۲۴۳)

۴۷۔ مسلمانوں علی الاعتراف شیعہ مجتہد، انگریزوں کے مذہبی آزادی

وچے کا ذرا کرے کے بعد لکھتے ہیں :-

اپرستید کو اس احسان کے عوض میں اللہ تعالیٰ سے بخش
حکومت کا رہیں احسان در شکر گزار جو ناپا بجئے اور
اس کے سے شرعاً بھی اس کو مانع نہیں ہے کیونکہ پیغمبر
اسلام علیہ السلام نے کہ اسلام سے و شیروں میں اس کے
حدیث سے ہی ہوئے کا ذکر ہے اور حجر کے رنگ میں
بیان مراد ہوا "و من غلطہ تحریرتہ قرآن و شہادۃ
شائع کردہ ملک میں سوئے نئی حدیث احسان مار دواں

”سچہ نے اپنی تیسری چٹھی میں لکھا ہے کہ اگر کوئی گورنمنٹ ایسے
ملا نہیں کرے پڑھے کی عبارت نہ دے تو وہ مداخلت فی الدین کی طرح
ہوگی یا نہیں؟

جو نہ اس میں ہے کہ اگر گورنمنٹ کوئی ایسا نہ کرے نہ ملے
اس کی حکومت میں حد نہیں پڑھ سکتے تو یہ مداخلت فی الدین ہوگی اور
اگر صاحب فخری مسلمان کو مجھ پڑھنے سے روکے جو تو حکومت کے
پس اپیل کرتی جا رہے۔ اگر حکومت اپیل یا مصلوب رہے تو مسلمان
مداخلت تھوڑا دینی ہی جائے۔ اور کوئی اور کاروبار نہ چاہیہ کوئی
دور ایسے حکومت اپنے سارے ملازمین کو مارا نہیں کر سکتی۔

تناقضات کی بحث

میں نے آپ کی طرف سے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے حیات میں
 پیش کردہ آپ کے خیالی تناقضات کے حل کی وجہ اپنے جواب میں پیش
 کر رکھے ہیں۔ تاہم تطبیق ثابت کرنے میں کمی ہے لیکن آپ سے ایسی جرح میں
 ہم یوں لازم عام کر کے کی کوشش کی ہے۔
 * مستند کی خبروں میں نظمیں و وجہ کو سنا کر دے
 اپنے آپ سے دیکھا دیکھا ہے۔

جواب میں بانی آپ کا معروضہ ہے جس پر کثرت قائم کر کے آپ
 دے گئے تھے ہیں۔

ہنر کی معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ میں کوئی کر کے کی یا
 قطعیت کی وجہ خود تقریب کے مدد پر اسباق و سبانی
 میں بردہ ہوتی ہے۔ یا کسی ایسی تحقیق میں ہوتی ہے
 جو سب کو معلوم ہو سکیں مقبول ہوں میں ایسی کوئی وجہ
 موجود ہیں ہوتی بلکہ، کرنا قطع کر دے کرنا ہر قطعیت
 کہ وجہ کو زیادہ کرنا پڑتا ہے۔

مگر ہی آپ سے ایسی تحریروں میں جو بیان ہر تناقض کی مثالیں حضرت
 بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی طرف سے دی ہیں۔ اس میں نہ حضرت
 بانی سلسلہ احمدیہ نے یہ بیان ہر تناقض بھی تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ ان میں تناقض

سمجھنے کے فعل کو حماقت قرار دیا ہے۔ آپ یہ بات ہرگز نہیں دکھائے گئے کہ ان مثالوں میں حضرت عائشہؓ کے لفظ ہر خاص نسیم کیا ہو۔ امت جوت ہیں سم سے قرآن کریم سے۔ چہ پہلے مذہبوں میں دی تھیں۔ ان کو ہم اور آپہ دونوں بعد ہر شائستگی کی مت نہیں جانتے ہیں۔ اب اس جگہ آپ کی حدیث میں چار مرتبہ نفس پستیں دو حدیثیں درود آتیں بھی مکتبہ کی حاتی میں۔ ایک حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لَا تَعْزُوْا نَفْسَ مِمَّنْ لَا يَحْزُنُهُ عِلْمُ الْإِسْلَامِ کے نزدیک امر اس معنی کوئی دھوکہ نہیں رکھیں۔ کیونکہ لایعزی نہیں لَا تَعْزُوْا پر غلبہ ہے۔ پھر ایک دوسری حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لَيْسَ مِنْ أُمَّةٍ حَذَرُهَا عِلْمُ الْإِسْلَامِ مِنْ أَلْسِنَةٍ۔ کہ کوئی ایسی سے اس طرح بھاگ جس طرح تو شر سے بھاگتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر حذر ہم میں بعد یہ ہیں تو مجتہدین کے پاس جاننے سے کیوں نہ دکا گیا۔ اور اس کے پاس جاننا کون ضرور کہ قرار دیا گیا ہے؟

اس جگہ سہاق رسپان میں کوئی وجہ نہیں موجود نہیں۔ عرب خاص و جمیع میں نکلتا ہے نہ عرب عام کیونکہ طیب و در و اکثر بھی اور عام لوگ بھی جانتے ہیں۔ کہ امر اس معنی سے بھی جوتی میں۔ میں امر اس میں خبر ایک حقیقت کو فیہ عامہ و خاصہ ہے۔ لہذا دونوں حدیثوں میں دو تعلیق عقل و فکر سے ہی دریا نت کرنا پڑے گی۔

آپ کے بیان کردہ تینوں اربعوں میں سے کسی طریق سے وجہ تطہیر اس
جگہ موجود نہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔

اِنَّ مَقَدَّ لَا يَمْصُرَانِ تُشْرِكُ بِمِ رِيعْمَا دُونَ
اَللّٰهِ اِلٰهَ اِلٰهٍ يَتَدَوَّلُ اَشْيَاءُ ۝۱۰۰

اور دوسری آیت میں آیا ہے۔ اِنَّ اِلٰهَ يَعْصُو اَلْاَذْيَابِ
جَمِيعًا ۝۱۰۱

دووں آجروں میں تطہیر کی وجہ سوچئے۔ پہلی آیت میں ہے۔ سرک
میں نجس جاتے گا دوسری میں ہے کہ عقب سب گناہ عرش سے گھا
ہیں آپ کی اس بات پر بھی غور فرمائیے کہ تافان کی وجہ ناکی
یہی حقیقت میں ہوتی ہے جو سب کو معدوم ہو۔ کیونکہ حقیقت عرش کی تود
وہ قسمیں میں۔ ایک معصیت غرضی اور دوسری تعصیب۔ یہ حادثہ ہذا
سب کو معلوم ہونے کی قید درست نہیں جس طرح وجہ تطہیر حقیقت
غرضیہ اور سے غلطی جانی ہے۔ جسے ہی تعصیب (معدوم) سے بھی
اعد کی جاسکتی ہے۔ بلکہ امر معصوم سے بھی غلطی جاسکتی ہے، ورنہ
عقل بے کار ہو جائے گی۔ جس کے متوال کی غلطی سے قرآن کریم
میں براہیت زمانی ہے۔ پس وجہ تطہیر امور مشہودہ بھی ہو سکتے ہیں جو
مشہودہ غرام ہوں تو، مشہودہ حرام اور مشہودہ بھی ہو سکتے ہیں۔
جس کا تعین غرضیہ سے ہے۔ ورنہ عقل کے کار ہوگی اور فلسفہ کی
سرقتیہ کی بدولت قرار دینا شروع کی۔ تاہم یہ کہ امر مشہودہ

اس کا ثبوت نہ مل جائے حالانکہ علم کی حیا و حیا کی حد تک معقولہ برحق ہے اور یا الہامی معقولات پر آپ نے خود بھی آگے چل کر لکھا ہے قرآن
مہید میں بھی عقل سے کام نہ لینے والوں کو حیرانوں سے مدد قرار دیا
گیا ہے :

پس ہمارے جوابات ہیں جو وجوہ تہبط بیان کی گئی ہیں ۔
مردرجہ بالا امور کے دائرہ سے باہر نہیں ہیں۔ اگر ذہن ایک وجہ
معدوم کرے۔ وہ وجہ معقول معلوم ہو تو ممکن یہ کہ اسے رد نہیں
کہا جاسکتا۔ کہ یہ دینی ایکسا دے۔ تفسیلی جواب نشاء اللہ آگے
اسے لگا۔ ہمارے ہر قسم سے آپ کو اچھالی طور پر یہ سمجھائے گی کہ شش
کی سے کہ معاد کی شش کردہ وجوہ اس احاطہ سے باہر ہیں جو ہم سے بیان
کیا ہے۔

مذہبی۔ آپ نے اس سے قطع پر ہمارے ہر کردار یوں کی حمایت کی
کو شش کی سچے تا ایک تھا، عزت اس حضرت باقی سلسلہ احمدیہ پر نہیں
حضرت باقی سلسلہ احمدیہ نے یوں ہی محنت مدعوں تم کر کے کہلے
کہ وہ ہیں ناقص ہے "فیثو معرفت اللہ" پر یہ لکھا تھا۔

"پھر اگر یہ صاحبوں کی طرف سے جو مضمون مسدود کیا۔

اس میں ایک یہ بھی فقرہ تھا کہ پرہیزگاری پر عبور سب

میں سچے جاہلوں سے دو یہ علم مدد سے رو دیک۔

میں پر حضور نے لکھا ہے۔

”اس عذاب میں پوٹن قفن سے اس سے بھرا کرنے کی
 ضرورت نہیں ایک ہی لفرہ میں خود، فی تعلیم یہ میان
 کرتی ہے کہ پرانا سب میں ہے۔ لیکر دوسرے لفرہ
 میں یہ میان سب سے کہ وہ چاہوں سے ڈالے۔“

”صاحب من! آپ اس جگہ مصر میں مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ
 بیان کو مقررہ اذ کرتے ہوئے اگر یوں کہ حالت میں دست بڑھ کر یہ لکھ

ہو ہے۔“

”یہی گڑ گڑی رہ صاحب کہیں مر ا صاحب اس تو
 خود میں بھیجے جہاں چھوٹے اور م لنگہ دینے دید پر دید
 میں جو اس کی لگی ہے۔ وہ اس طرح ہے کہ (پیش)
 سب میں ہے۔ اپنی قدر کا نام سے ہر قدر خود جو ہے
 کی قدرت کے اعتبار سے اور وہ جہاں سے کہ ایک
 عیسیٰ عیسیٰ کو پسند کرے کے متبار سے در چاہوں سے وہ
 جہاں کو ناپسند کرے کے متبار سے۔ قرآن مجید میں بھی عیسیٰ
 کا نام لیتے ہیں کو حیدر بن سے بد مذہب یا گیا ہے میرا
 سوس ہے کہ آپ صاحب کی وصایت کے بعد بھی دید کے ہیں
 میں ناقص یہ گیا ہے یا میں جگہ جگہ سے کہ گزرتا قفن دور
 ہوتا ہے۔ در قفن دور ہو گیا ہے تو طہ ہوتے کہ مر رہا ہے
 سے وہ کہے کہ یہاں پر ناقص کا چھوٹا الرم لگا ہے۔“

مصر "مان سید" کی طرف سے تعلق کے بارے میں کہیں
 کے مہمان کی دوستی و بد پر مہر میں بالکل درست ہے جس پر آپ ان کے
 فرماتے ہیں :-

"چونکہ بموجب اصول یہ مسیحی کے کوئی روح یا اولیٰ حیات
 کا ذریعہ پر مہر کا بنایا ہوا نہیں اور یہ مہر کو قرب معلوم
 کیا وہ مہر بھی نہیں ملا۔ جو سب سے اس واسطے چیر کے لئے
 ضروری ہونا چاہئے جس کو وہ چاہتا ہے تو پھر کسی طرح کہہ
 سکتے ہیں کہ یہ مہر سب میں ہے جس کے اس کو قدیم اور
 امادی چہروں کے کچھ بھی تعلق ہیں اور یہ پر مہر ان
 کے اندر جان کی نور کو اصل تعداد سے بڑھ سکتی
 ہے۔ اور یہ اصل تعداد سے گھٹا سکتا ہے تو اس نسبت
 یہ کیا کہ کیا جتنے ہوئے کہ پر مہر سب میں ہے۔ سرکہ شخص
 سوچ سکتا ہے کہ کس اصول نور پر پر مہر کا اندر ہوتا
 مہر سب ایک لغو حرکت ہے جس سے اکثر ثابت ہوتا ہے تو
 میں یہی کہ پر مہر نے مخلوق کے اندر داخل ہو کر اپنا محدود
 ہونا ثابت کر دیا ہے۔ کہو کہ جو چیز کسی محدود چیز کے اندر
 سما سکتی ہے۔ وہ بھی مہر محدود ہے۔ اگر یہ صاحبوں کی
 یہ عجیب عقل ہے۔ کہ ایک طرف تو خدا کے عرش
 پر ہونے کے معنوں کو نہ سمجھ کر جس جہات سے یہ اعتراض

ہمیشہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا حرمِ مقدس اور عرس کا منہاج
ہے۔ اور دوسری طرف خود اپنے پر ہمیشہ کی نسبت خلیفہ
وہ کہے ہیں کہ وہ تمام مخلوق حیروں کے بندے ہیں۔ اور
جبکہ وہ تمام حیروں کے بندے ہیں تو کیا وہ اس حیر اور
مور میں کے بندے ہیں ہے۔ جس کی تین برکتوں کی نسبت
کہتے ہیں پھر اس جنگ یہ بھی اختر میں جہاں ہے

کہ اگر یہ ہمیشہ ایک حیر میں پر سے طو پر یعنی تمام
گمال بند ہے تو اس سے تعدد لازم ہے۔ اس سے کسی ایک
پر ہمیشہ میں ملکہ کر دیا پر ہمیشہ ہو گئے اور اگر عرس اور
پر کسی کے اور نہیں تو اس سے ہمیشہ ٹکرائے ٹکرائے ہیں
ہے اور دونوں حیرا طیل۔ (۱۰۹) عرس و عرس

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ حضرت باقر علیہ السلام نے اپنے تئیں عرس کے
مکہ رسول کی بنا پر دیدار پر اور ہی رہا ہے جس نے اپنے تئیں
عتر میں کہا ہے تو ہمارے محترم مناظر کی ہیں سے کام لیتے ہوئے ہیں جو
آریوں کی حمایت میں کمر بستہ ہو کر دیدار کے بیان کر سچا اور تناقض سے بہتر
کھڑا کیا جاتے ہیں۔ درمیان موجود علیہ السلام کے اس بیان کو آریوں
پر بھیڑا ارام قرار دیتے ہیں۔

ہمیشہ عبادت پر مگر توجہ سے

کل سمت سعدی و در چشم شمال سعدی

سیرگس لئے یہودیوں اور مسلمانوں کا سوا بدلہ کرتے ہوئے یہودیوں کے
 منہ کی صفائی کے لئے لڑا۔ اُنھوں نے بتا دیا کہ یہ اُنھوں کی شہادت
 ہے کہ آپ بھی اسی روش پر چلے گئے۔ اُنھوں نے
 فرمایا :-

مختلف یہودیوں کے اصول کی روشنی میں یہ وہی ہے جسے
 میں نے بتایا ہے۔ وہ آپ کے اصول کو جس نظر سے دیکھ رہے ہیں
 اس سے ملتے جلتے، مگر اس سے معترض ہیں۔ جب تک کہ اصولی کو نظر انداز کر کے
 اُن کے دونوں نظروں میں تطبیق ایسے کئے گئے کہ وہاں ہر ایک سچا ہو
 جائے۔

پھر اسی معاملے سے کہ ہم سے دوسری تطبیق یہادی میں آپ حضرت
 مانی سلسلہ احمدیہ پر بھی دوسری تطبیق ایسا دیکھتے کہ ان میں نہ کوئی چھٹے میں
 ہوگا! آپ دیکھتے ہیں۔

میرا اس معاملے جو کلام بقول اُن کے اُن پرناں ہوا
 تھا وہ جو براہیں احمدیہ میں درج ہے۔ چنانچہ آپ کو فارسی
 الاصل طرز یا پھر شیخ کی لکھن میں اعرابی میں ترجمہ
 کی ایک کاپی ملے گی کہ جو تریاقِ امدادیہ ہے۔ درج ہے۔ اور
 جس میں یہ صفات ہیں کہ وہ دوا کا جس میں پیدا ہونے والا
 ہے کہ بڑی چھٹی ہوگی۔ گوشت میں لکھن کہ شیخ ہیں غرض
 لکھا ہے کہ وہ چینی الاصل ہیں۔ اور تریاقِ امدادیہ طبعِ اولیٰ

میں جس میں میرے دوستوں نے کہا کہ آپ کو اس پیشگیول کا مصداق ثابت کرے
 گے اپنے آپ کو جس کا حاصل ٹھہرا لیکن جب مرزا صاحب
 کو یاد آیا۔ (کسی سے یاد دلایا) کہ وہ اپنے آپ کو جسے
 فارسی الاصل قرار دے چکے ہیں اس لئے اس حقیقت الاصل
 میں جو کسی کو اس سے نہیں کو دور کر سکتے تھے مرزا صاحب
 نے ایک وجہ بیان کی اور لکھا کہ

میرزا صاحب کو یاد آیا کہ کسی نے یہ دوا یا ان کے ساتھ دوست نہیں
 کیونکہ حقیقت سچی مثلاً یہ ہے جس کا معنی صاحب ہے جو ادیان آپ نے اپنے
 فارسی الاصل ہوئے کا ذکر بھی کر دیا جو تھا۔ آپ شکر فرماتے ہیں و شمع علی یقین
 اس عربی کی اسی پیشگیولی پر حاشیہ دہر تحریر دیتے ہیں۔ اس سے یہ ظاہر ہے کہ
 اس کے معانی میں رک کا معنی ملا ہوا ہوگا۔ جس پر خاندان جو ہی شہرت کے
 ساتھ سے تعلیم حاصل کر رہا تھا اس پیشگیولی کا مصداق ہے کہ چونکہ گرجہ
 وہیں ہے کہ جہاں سے فرمایا کہ یہ فارسی الاصل ہے مگر یہ قطعی اکتیو
 و محسوس ہے کہ اکثر ایشیاء اور ادیان ہماری تعلیم خاندان کے ہیں اور وہ
 چینی الاصل ہیں یعنی عربی کے رہنے والی یہ حقیقت الہی حاشیہ ملتا ہے۔
 پس فارسی الاصل آپ حقیقی اور جس کا اصل مآخذ، دینوں کی نسبت ہے۔
 اور حقیقت الہی میں آپ نے دونوں باتوں میں بطریق پیر کا ہوتی ہے خدا کی

اس تمام کا جو سبب یہ ہے کہ اسلام شائع ہونے کے بعد
 سب سے مسلمان ہیں ہیں آباد ہوئے تھے۔ وہاں کی
 تیردو قوم سے کئی کروڑ عیسائی مسلمان ہو گیا تھا، اسی وجہ سے
 اب بھی عیسائی میں کچھ کروڑ سے زیادہ مسلمان ہیں جو مکہ کے
 دیوار کھینچ کر حضرت مکر ہی سے کوئی جتنی بات نہیں، کہ
 بعض فارسی بھی وہاں جا کر آباد ہوئے ہوں۔ پھر اس دور
 سے عیسائی کہلاتا رہا کہ آباد ہوئے، لوں کے لئے یا مرنے
 صاحب کے لئے، ایک لازمی امر تھا۔ عیسائی کہتے تھے
 عرب جو ابتدا میں بیدارستان کے بے ہنری کہلاتے
 ہیں چنانچہ تمام سادات اور قریش، اسی قسم کے ہیں، انہوں
 اس میں کچھ شک نہیں کہ عیسائی کہتے ہیں کہ عیسائی
 خاندان علیہ خاندان مشہور ہے جو بلاشبہ ہی الاصل
 ہے لیکن جو کچھ حد سے نکلا ہو یا وہاں مستقیم جمع ہے
 (چند) معرفت طبعاً عام ہے جو

صاحب میں اس سے آپ قیچہ نکالتے ہیں کہ حضرت ہانی ہمدانی نے
 اپنے چینی الاصل پوسنے کی جو وہ مسلمان کی ہوئی ہے وہ ایسا دستور ہے
 اور حقیقت کے خلاف ہے اور وہ بھی مکن کی حد تک کہ کچھ مسلمان ہیں
 جو آباد ہونے کے ان کی وجہ سے چینی الاصل بن گئے۔

یہاں، اس کے بعد اس دور کا رواج بھی کہ اپنے سے عیسائی

مسئلہ یہ ہے کہ کونسنس کی سے جس کی وجہ سے یہ ایک شخص، ہر ایک ملک کا
 اصل، مشدد قرار پانا چاہے اس سے ملے۔ اب یہ کہ کئی بدیست شخص
 کر سکتا ہے کہ میں جا پاؤں لا حاصل ہوں۔ کیونکہ ہمہ سمان بنے کم ہوں تاکہ
 جا پاؤں میں یاد ہو گئے ہیں ۴۱۔

مکرمی۔ چھوٹے آپ کے اصل میں ط ۱۰ ص ۱۰ فی مسئلہ حل کر دیتے۔
 جس میں آپ کے حضرت، اس سلسلہ اصحیح پر بدو باستی ہو۔ یہ بھی مانا ہے
 اور وجہ یہاں ذکر ہے کہ کسی۔ بدو باستی کا راجہ ہوں، یہ نہ یہ لکھتے ہیں
 پہلے تو یہ لکھا کہ مستیع، اس عرب نے لکھا ہے کہ وہ چلی لکھ
 چکا تھا "احقید" (روحی ص ۱۰)

اسی عہد میں سید سونے اور چلی لکھا رہا ہوئے کے خلاف موقف لکھتے
 حضرت جناب میں با حقیقت یہ ہے کہ شیخ اس عربی کی سنیوں کی حضرت
 بائی سلسلہ احمدیہ نے ترقی، تصویب میں پوری کی پوری راجہ کر دی ہوں
 ہے اس میں شیخ کے پورے اس ظہور درج ہیں ۴۲۔

وَعَلَىٰ هَذِهِ تَبَيَّنَ سَكُونُ أَجْمَعِ هُوَ نَوْحٌ نُّوْبِد
 مِنْ هَذَا النُّوْعِ الْإِنْسَانِي وَهُوَ حَاسِلٌ أَسْرَارِيَّةٌ
 وَتَبَيَّنَ بَعْدَ هَذَا فِي هَذِهِ النُّوْعِ فَهَوُ
 خَاتَمٌ، لَاءَ لَادٍ، وَتَوَلَّدَ مَعَهُ حَتَّىٰ لَدَىٰ
 فَتَحَرَّجَ فَبَلَدٌ وَيَحْرُجُ بَعْدَهُ يَحْكُمُ
 رَأْسُهُ خَتَمٌ وَجَلَّتْهَا وَبِكَوْنِ تَوَلَّدَ بِالْمَعْنَى

وَلَحْتُهُ لَمَّةٌ بَلَدٌ ۖ وَيُسْرَى الْعَقْمُ فِي الدَّوَلِ
وَيَكْثُرُ الْيَكَاخُ مِنْ غَيْرِهِ وَلَا دَقَّةٌ وَتَبَدُّوهُمْ
إِلَى ثَلَاثَةِ لَا يَجِبُ ۖ رَتْرِيَانِ الْقُلُوبِ مَثَلُ
و درو حالی خرائن حلدہ ا مکتہ ۴

حضرت محی الدین بن عربیؒ کی پیشگوئی کسی کسب پر مشتمل عدم حوق
ہے۔ اس پیشگوئی کو حضرت مانی سلسلہ احمدیہ نے پورے کا پورا ترقا
انقلاب میں نقل فرمایا ہے۔ اور اصل پیشگوئی میں سے ایک خط بھی
حذف نہیں کیا۔ کہ آپ پر بدویا تھی کا نزاع عائد ہو سکے۔ اس، کس
پیشگوئی کو اس دین درج کرے کے بعد آگے آئے اس کا مترکی ترجمہ
نکلا ہے۔

یعنی کامل اس نول میں سے آخری کامل یک را کا ہونا
جو اصل مولد اس کا چپ ہو گا۔ یہ اس باب کی طرف اشارہ
ہے کہ وہ قوم محل در رک میں سے ہو گا۔ در سرور ہی
ہے کہ ظلم میں سے ہو گا کہ غرب میں سے۔ اور اس کو وہ
علوم در سرور۔ چہ چاہیں گے جو نیت کو دیتے گئے
تھے اور اس کے بعد کوئی در ولد نہ ہو گا۔ و وہ ظالم
اٹا لا ہو گا۔ یہی اس کی در مات کے بعد کوئی کامل ترجمہ
بدایں ہو گا۔ در س فقرہ کے یہ بھی معنی ہیں کہ وہ
آپ کا آخری در بد ہو گا۔ اور اس کے بعد نہ ہو گا

ڈاکر سد ہو گئی اور اس سے پہلے نکلے گی اور وہ اس کے بعد
 نکلے گا۔ اس کا سراں دتر کے بیروں سے طائر اہو کا بیسی
 دتر معمولی طریق سے پیدا ہو گئی کہ پہلے سر نکلتا گا در پھر پیر
 اور اس کے بیروں کے بعد ہا وقت اس پیر کا سر نکلتا گا
 و عیا کہ میری ولادت در میر کا قوام مشہور کی سی طرح
 نمود میں آئی م

”پھر بقیہ زلمہ کشیح کی عبادت کا یہ سے کہ اس زمانہ
 میں مردوں اور نور زوں میں بانجھ پن کا عام مہر بیت کرتا
 نکاح عیب ہو گا، عی توگ بہ شہوت کریں گے مگر اگر صراح
 مدہ عیب ہو گا اور وہ زمانہ کے لوگوں کو خدا کی طرف
 ملائے گا، مگر وہ نوال نہیں کریں گے“

اس میں کوئی شک نہیں کہ کشیح کے لحاظ یہ میں تو بددہ با حشمت اگر
 مولد و خفیت معصوم ہیں سنا کیا ہے و پھر اس برکے کا جس کا بہتیراں میں در
 بہت عیب کے اندر مبد ہو، جا بہت ہو کہ مصدر ق اس مشگوری کا عیب ہے
 اسی کو سمجھ سکتے تھے در مرد جو بہت کہ عیب چلیا میں سید میں است
 تھے اس سے نہ قن کا تو بہت تہ یا نوال در اس کے اس سے
 اس رطبت کے کا عی اس کی قناب میں سے عیب کا۔ اخل ہر جس ہو گا
 اسی عیب کی کو حشمت انور کی بہت کے حشمت مایاں عی طری میں رہا
 سب کا

اسلام سے منع ہوئے کے بعد جب سے مسلمان ہیں میں جا کر ہر دوڑے
 اور کھانے پینے کے لئے ضروری چیزیں مسلمان ہو سکتا تھا۔ اسی وجہ سے
 سب بھی جہنم میں چھو کر ڈر سے رہا۔ کسبیاں میں مسلمان تھے وہ بھی
 ان کا مکانی مادی عامل نہیں ہو سکتی تھی (جیسی آپ کے آثار میں
 ہے) یہی کہہ سکتے ہیں مسلمانانہ سے ان کا جو سے سے کسی سے
 ہے۔ ان کے وہاں جا کر آباد ہو گئے ہوں پھر ان سے ان کے
 لئے۔ ان کی جیسی کسلا کہ اسلام میں مرہٹا ہے۔ ہر طرح آپ کی سبب
 سے بھی مکانی طور پر مسیحی الاصل قرار پاتے ہیں۔ اس لئے
 بیان کے درجہ آپ نے آپ کی سبب سے بھی وری الاصل ہوئے
 اعلیٰ الاصل کے لفظ ہر مافقی کا حق تسلیم فرما دیا ہے۔ سبب سے
 سبب سے کہ آپ کی بھی ہمہاں جیسی نہیں ہو سکتے آپ کے بار
 ان سے بعض پرانیوں میں جاں و روٹاں ہو دو ان کی سبب سے
 کریم دراز وہاں جی نعمت قائم کر لیا ایک نومی اسکاں رکھا ہے اور
 سبب سے ایک بہت بڑا اور خوب کا کام دیا ہے۔ لکھنؤ میں
 ہا جی میں جانا اور وہاں میں درخشاں بھرت کرنا ایک آپ یہی
 اور بہت جس کے موت کے لئے چھ کر ڈر مسلمان وہاں موجود ہیں۔ ہیں
 آپ کے ایرانی آباد ہیں سے گرجا جس کے میں جا کر آباد ہو گیا ہے کہ
 تار بھی موت مل جائے نہ پھر مسیح کی لہجہ میں لڑائی خدیوہ لڑنے کی ٹیڑھی
 یہ کی سبب سے بھی قطعی اور حتمی طور پر آپ کے لئے ہی ہوتی ہے کہ

یہ اہانت کی بیعت سے قطعی اور جتنی طور پر آپ کے لئے ہے۔ اگر اسکا
 جعلی ہے اسے سندھاں جائز نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے منہ سے فرمایا۔ اَفِیْ اَنْتَ وَ قَبْلِ اَنْتَ لَمْ یَخْلُقْ
 عَمَّتِ اَعْقَابُکُمْ اَنْکَصَرْتُ عَلَیْکُمْ فَقَدْ عَلِیْہِ دِیْنُکُمْ کَمَا عَلِیْہِ دِیْنُکُمْ
 بِالْجَبْرِ عَقَابُکُمْ۔ کہ خدا تعالیٰ نے تم پر اہانت فرمادی اور تم پر
 ہونے لگا۔ لیکن پھر خدا تعالیٰ نے اسے دلیل کے لئے اسے منکر بھی قرار
 دیا ہے۔ میں جب زمین و ممال سے اسے استدلال جائز ہے تو زمین و ممال سے
 بددعا کی جائز ہو گئی۔ جبکہ وہ زمین و ممال سے اسکاں تو ہی ہو رہتا ہے۔
 ماسوا اس کے خصوصیات انکم کے شاعر میں سے اسے اسے اسے اسے اسے
 انصاف کی ایسی کتاب مطلع خصوصیات انکم کی صف کی
 خصوصیات انکم کی سرما میں معرب شیخ بن الدین ابن العربی کی یہ
 مستثنائی درج کرنے کے بعد متولید ہوا پانچویں اور آخری میں
 ہے۔ پر لکھتے ہیں۔

وَالْعَبْرَاءُ بِالصَّبْرِ، الْحُجْمُ، كَمَا قَالَ فِي
 الْعُقَّةِ الْمُعَرَّبِ، وَهُوَ آتَى الْخَاتَمِ مِنَ الْحُجْمِ
 لَا مِنْ الْعَرَبِ -

یعنی مراد صبر کے لفظ سے حُجْم ہے، جبکہ شیخ بن الدین ابن العربی
 نے ایسی کتاب، لعقۃ العرب میں لکھا ہے۔ کہ وہ یہی معنی
 لکھا کہ بقول شیخ اکبر بھی حُجْم میں سے ہے عرب میں سے اور خصوصیات انکم

کے ایک دوسرے شریعہ شناس مقام پر حدیث بروی اُتُلسوا بعلمکم
وَلَوْ بِالصَّيْبِ (الحديث) میں بھی ہیں۔ مگر اور دور کا علاقہ لیا ہے
پس اس لحاظ سے حوالہ دے ہا لصیبن کے معنی ہوں گے جو مذکور
بہ حکم اور اس میں گول سبک نہیں کہ گورداسپور کا ضلع اور قادیان
کا سبھی ایک عجمی ضلع اور عجمی سہی ہے۔ اور یہ غلط ہے بلکہ یہ
ہلکے سہی میں صورت میں یہ ہوں گے کہ وہ پہاڑی بول بولے گا جو اس شہر
کا بول ہے۔ حضرت، تیسرا سہا محدث نے بھی اَصْحَابُ الصَّعْبِ
کو ملحوظ رکھے ہوئے تھے زبانی القلوب میں حوالہ دے ہا لصیبن
سے یہ بھی مراد لی ہے کہ یہ آخری نواد عجمی ہو گا نہ کہ عربی۔

یافوت بن عہد اَمَلُ لِحَمَوِی وَاَسْرُو حِی اِسْنِی کِتَابُ
مُعْجَمُ السُّدَانِ مِمَّا الْخِزَاءُ الْحَدَسِیْنِ رِیْرَ لِفَظِ صِیْبِ
لکھے ہیں :-

یہ سب سے سبب السواحدی تَمَلَّک
وہیں جو سبب السواحدی تَمَلَّک
یعنی میں ساہلی شہروں سے پہلی کو ملتان پہنچا۔ اور وہ
ہندوستان کے آخری شہروں میں سے ہے جو ہیں سے
ملتا ہے۔

اس بیان کی رو سے پنجاب کا علاقہ پر نے ہا نہ میں ہند کی سرحد ملتان
تک چین سمجھا جاتا تھا۔ اس کا مطلب ہے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا

اسد غاری اس امر کو کہیں سے نہیں کی ایجاد قر۔ دست میں۔ حالہ کتب
 وجہ امور مسجد و قمری سے امت کی حق ہیں۔ اگر آپ کو وجود مطہرات کو
 جاری دیکھا وہ اس میں دنیا چاہیے۔ مگر جو کہ آپ عمرو کچھ نہ کچھ بونا
 چاہتے ہیں۔ اور اپنے اعتراض کو قاسم دکھانا چاہتے ہیں اس سے ہمارا
 وجود کو آپ نے کیا دفر وک دیا ہے۔ آخر کبوں؟ کیا ہوسے امام
 عراقی در امام و نری و غیر ہم علماء وقت کے دل سے آپ کو یہ نہیں
 دکھا دیا تھا کہ ان بزرگوں کے رویہ و آیات احکام پانچ سو ہیں اور
 پھر ہم نے امام بدراہن میں محمد بن عبداللہ و کسی کی کتابت و بدراہن
 فی علوم القرآن سے اس کی تفسیر بھی لکھا دی تھی جو مسئلہ
 مراد ہم مصرحہ کے الفاظ میں صاف کی گئی تھی۔ اور مصرحہ
 حکام و ہی ہوئے میں جو عبارت انص سے ماخوذ ہیں کیونکہ عبارت انص
 ہی ماسبق لکھا کہ انص لا معذوق ہوں سے۔ و لا انصر اور
 اشارۃ انص اور اقتصار انص سے جملہ حکام مستند ہوتے ہیں۔
 یا متناہات کو ملکات کے تابع کرے سے جو احکام مستند ہوتے
 ہیں ان کی تعداد و شرح پانچ سو سے زیادہ مانی پڑی۔ اسکا لے
 بدراہن فی علوم القرآن میں لکھا گیا ہے۔ راقی آیات القصص
 و لامت و بدراہن مستند ہیں کہ بدراہن راجحہ ہیں
 ان بزرگوں کے رد تک بھی مصرحہ احکام پانچ سو ہوئے اور غیر مصرحہ کی
 انہوں سے کوئی حدست نہیں کیا۔ پس قرآن کے چھ سو احکام یا سات سو

احکام قرار دینا یہی معنی رکھتا ہے کہ وہ احکام عبارتہ عن شخص کے تشفیق نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

یہ بات ہم سے چرک علماء کے اقوال سے استنباط کی ہے کہ وہ غیر مصرح احکام کو بہت سے قرا۔ دیتے ہیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آخری قول جس میں، احکام، مقررین سات سو بتائے گئے ہیں اصولی و فروعی دونوں قسم کے، احکام پر مشتمل ہیں۔ کیونکہ اس آخری قول میں آپ فرماتے ہیں:-

’پر تمہیں پچاس پچاس گنا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو احکام میں سے ایک چھوٹے سے ٹکڑے کو بھی ٹالتا ہے وہ مکات کا دروازہ اپنے ناکہ سے اپنے پر بند کرنا ہے‘

اس میں ایک چھوٹے سے ٹکڑے کی مثال ہے، کا فقرہ اس بات پر روشنی دہیل ہے۔ کہ آپ کے نزدیک قرآن کے سات سو احکام جس پر منکات کے لئے عمل کرنا چاہیے۔ بڑے ٹکڑوں پر بھی مشتمل ہیں اور چھوٹے ٹکڑوں پر بھی۔ اس لئے ہم نے لکھا تھا کہ مراد اس سے اصول و فروع پر مشتمل احکام ہیں۔ مگر آپ ہماری بات کو سمجھ نہیں چاہتے۔ اور اعتراض برائے اعتراض کی روش پر کاغذ زدن چاہتے ہیں۔ ورنہ آپ کی زبان اعتراض کے لئے نہ کھلتی۔ آخر ارسدائے لی سائے لعنہ او یزیدون میں ہر یک اختلاف موجود ہے اور مصلوبوں میں اند سہاق میں کوئی وجہ بھی نظر نہیں آتی۔ جو موجب تسلیم ہو اور اذات تطبیق

کے لئے اس جگہ اسی امر معروف کو تدبیر رکھنا ہو گا کہ ایک لاکھ سے زیادہ کا عدد ایک لاکھ پر ضرور مشتمل ہے۔ اور حادثہ نعت ۱۰ و بیضا و ن میں کوئی تناقض موجود نہیں۔ ہاں ایسا اختلاف ضرور ہے جو اس کے خدا کا کلام ہونے میں حاسم ہے۔ کہو کہ اس میں اختلاف کثیر یعنی ساقض نہیں۔ اس معمولی اختلاف کی کوئی شک ضرور ہے جسے بہت سے فکر و نظر کے بعد ہی قسطنطینی بپش ضرورت میں چلتی کہ عیسا ہے۔ انیسویں ہے کہ آپ تو ایک دن کے ایک ہزار سال کا ہونے اور پچاس ہزار سال کا ہونے کے درمیان جو حسمان ہے اس کی قسطنطینی بپش تو حسمان نہیں کر کے آپ نے ان یوٹ عند دیکٹ کائنات سنسٹی میں یوم سے مراد ٹائم ورپریٹڈ تو ٹیکس یا ہے۔ کیونکہ جب یوم ہزار سال یا پچاس ہزار سال کا ہو تو مراد اس سے ٹائم ورپریٹڈ ہی ہو سکتا ہے۔ نہ کہ جو عیس گھنٹے کا دن رات۔ مگر خدا کے ہاں ہزار سال کا ایک دن اور پچاس ہزار کا ایک دن میں جو اختلاف ہے۔ اس میں پہل آیت کے مطلق یستعجلونک پانچ آداب کے قرینہ سے آپ یہ لکھے ہیں :-

”یہ کافر ملک، خدا بہ کے لئے عیسیٰ میار ہے ہیں۔
 یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ضرور پورا ہو کر رہے گا لیکن
 یہ نہیں ہو سکتا۔ کہاں کی خواہش کو پورا کرے کے لئے
 خدا بہ اپنے وقت سے پہلے آجائے۔“

آپ کے اس بیان سے ہمیں یہ پتا چلتا ہے کہ آپ کو عذاب
 کے ایک بار سے بعد، خدا کا وعدہ پورا ہوتا ہے۔ اب سوال
 پیدا ہوتا ہے کہ وعدہ لانا ضروری ہے جسے جس کا عذاب ایک بار
 سال کے بعد آئے گا۔ بعد عذاب ال کا دن پریشکوں میں بھی کہیم کی
 علیہ وسلم کی زندگی میں قبول آگیا۔ کیونکہ خدا ربات ہے وہی ملو ہم
 بعد ہم اللہ سائت یکم سے عذاب کے پاس کہا عذاب
 ہے؟ کہ یہ عذاب ضرور آتا ہے؟

(ج) کیا یہ کاموں کی زندگی میں آتا ہے؟ اور کیا یہ عذاب
 سے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود ہے۔

ج (ج) کیا رسول کو ہم سے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اس عذاب
 کا آنا ضروری ہے؟ عذاب کا آنا ہمیں تھا؟ پھر ہزار سال پر موجود
 رہے کہ کیوں آئے؟ جبکہ ہر کی لڑائی میں ہی مسلمانوں کو فتح
 ہوئی اور کافروں پر عذاب نازل ہو گیا۔ اور ہزار سال تو اس کا
 سے زندہ ہی نہیں رہنا تھا۔ پھر ہزار سال گزرنے پر ان سے عذاب
 عذاب کیسے پورا ہو گا؟

واضح رہے کہ ان آیات میں عذاب کا لفظ نسبی کی آیت
 سورۃ الحج میں آئی ہے۔ اور سورۃ الحج کی پہلی آیت میں ہی ایک عذاب
 کا ذکر ان الفاظ میں ہے۔

ان الذلیمۃ الساعۃ منیٰ عظیمہا کیا یہ لفظ الساعۃ

ہر دو تہا سب گہرائی کا در در ہی ہے۔ و اگر قیاس میں کوئی کار نہ ہے نہ
 اسی سبب کو وہ مجددی سے ملے گا۔ ہے اسے جس کا ذکر مستعد ہے۔
 بالعداب کے، مضاف ہوئے تو کیا ایک ہزار سال چار تہا مت آگئی؟
 اگر آپ کے نزدیک قیامت آگئی ہے تو وہ کیا ہے؟ اور زمین آگئی
 تو پھر ہر رساں کا منہ کس سن سے ہے؟ نہ محسب اس ہے کہ
 یہی سن ہزار سال سے دل کا کر مسوئے اسرار میں ہے۔ ہر رساں کا
 کسی سوال میں بعد یہ واضح لفظ کہ میں جس سے لفظ ہے
 میں لفظ ہی معروض کے اعطاء سے پڑے گا یا یہاں بھی یہ
 کا ہی سوا ہے۔ و اگر آپ بھی کو جو معلوم ہوتا ہے۔ مگر اسے فرما
 دیا ہے اور جو حلت کند و سوزن البدی ہو چکا ہے
 مقدار لاخصسین لف صلا ما صیر صیر، صیر۔
 انہم یروئے یعیدا و سرائہ قریبہ، اگر یہ مذاہب بھی قہر مت
 کریں گے تو دونوں برس میں ساقط پیدا ہو جائے گا۔ و تطبیق تو
 آپ نے کوئی پتہ نہیں کہ آپ تو کوئی وجہ کیا بھی ہیں کہ
 جناب میں، اعتراض کرنا بڑا آسان ہے مگر جواب دینا کتب
 کو چاہنا ہے۔ اور محنت امور بدر کہ کا بھی ہے۔ اور امور بدر کہ
 معقولات میں سے ہوتے ہیں۔ پس آپ ان او لو آریوں کے لئے جبرین
 ہرگز پیش نہیں کر سکے۔ حالانکہ یہ خدا کا کلام ہے جو خدا و توں قس ہے
 پاک ہے۔ اس موقع پر ہم سے اگر کوئی وجہ تطبیق پیش کی تو آپ مانیں گے

نہیں۔ اور اسے ہماری ذہنی ایسا دتر، رو دیں گے اس لئے آپ کے
سامنے ان وہ لوگوں کے متعلق اسی توحید پرستیں کرنا ہم صیاح و نس کا
موجب سمجھے ہیں۔ جہاں است کی قدر ہو اور انہیں انہیں پڑائیں پتیرا
کرنا چاہتا ہو وہاں تو بہت ہی سیکار ہے۔ آپ کو حضرت مراد صاحب
کی کتاب پڑھئے سنئے انہیں پڑائیں سدا ہو رہی ہے وہ پڑھتے ہیں زندگی
اور پادری علی وادین و خیر کو قرآن مجید پڑھئے پڑائیں پڑائیں پڑائیں
جو رہی تھی۔ ہمیں تو یوں محسوس ہوتا ہے۔ کہ ان لوگوں کی مسرت
آپ بھی غلط لائن پر چل پڑے ہیں۔

رسم برسی تکبیر اسے اغراب
کیں راہ کہ توئے دوی ترکستان است

پس حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے، اپنے مہون میں احکام القرآن
کا آخری عدد بیان فرمایا ہے۔ وہ سات سو کا ہے، چونکہ یہ پانچویں
اور چھٹا شمار نام پر مشتمل ہے۔ لہذا پانچواں اور چھٹا سو کا عدد
احکام القرآن اس کے متعلق درج نہیں۔ در سات سو کا عدد
قیاسی بھی نہیں بلکہ کسی کردہ معلوم ہوتا ہے۔ اسی سے پہلے چھ سو
احکام کا ذکر قیاسی تھا۔ جسے خبر اسل کے چھ سو پانچ سے قیاس کیا
گیا۔ اگر یہ قیاس درست ہے تو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی اہمیت
میں غماز بھی نہیں کیونکہ مولیٰ کی کتابوں میں یہ مسلم ہے کہ
اِنَّ الشَّيْءَ عَلَى اَقْبَرُ عَلَيْهِ وَيَسْلَمُ قَدِيحْتَهْدُ

فیکون خطاً خطاً ذکرہ، لا صویثوں وکان
 لکبقی منی بقہ علیہ وسلم یثا ورالعھا یة
 فیک بقہ یوخی الیہ وھم یواھونہ فی
 ذلک و فی حدیث ما حدتکم
 عن بقہ سبحانہ فھو حق۔ وما قلت فیہ
 من قبل بقی فثا ثعا انا فثرا فطی و اھب
 ربرا فثرا فثرا فثرا فثرا فثرا

ترجمہ :- بے شک ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہیں اجنادہ مرا تھے تو
 اس میں فطی و رقیع ہو جاتی تھیں کہ اللہ لیلوں نے سون کیا ہے اور
 بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے، نور میں جن میں وحی نازل نہ
 ہوئی ہو عمامہ سے مستورہ ملے پٹے پٹے اقد صعب یہ اس بارے
 میں آپ سے مراجعت بھی کر لیتے ۔ اور حدیپ ہوئی میں ہے
 جو کچھ نہیں تھیں اللہ سبحانہ کی طرف سے بتائوں وہ تو سچ ہے۔ اور
 جو اس بارے میں یہی طرف سے کہوں تو میں میں تھری، نشان ہوں
 غلطی بھی کر سکتا ہوں۔ و رد درست بات بھی کر سکتا ہوں

یہ امر بھی آپ کے سوچے کے قابل ہے کہ ایک صحیح حدیث میں
 وارد ہے کہ یا جماعت ما ذکر کا ثوب اکبرے کی ماز سے پچیس گنا زیادہ
 ہے، اور ایک دوسری صحیح حدیپ میں سترائیں گنا زیادہ ثواب بیان
 ہوا ہے۔ دونوں میں اختلاف ظاہر ہے۔ مگر انھما دونوں حق ہیں کیونکہ

جب کہ جنگ و جدل میں جیتا ہے تو وہ جنگ و جدل میں جیتا ہے۔
 ۲۵۔ چھوڑ دینا چاہیے۔ ہمدردی یا اختلاف آنکھوں سے اٹھانے کے لئے
 نبوت میں جاری ہے۔ خدا کا نام ہے جو اس میں ہے۔
 بالآخر یہ بھی حرم ہے کہ اس کا اصل ہے کہ نبی سے
 آخری بات لی جائے گی۔ اس سے پہلے بات ہو اس کے خلاف ہو
 معذرت کی جائے گی۔ آپ نے سمجھ میں ہمارے جواب دے گئے اس
 سے آپ کی تسلی ہو ہو آپ حضرت مانی سلسلہ احمدیہ کے پیسے و مال
 کو جو پانچ سو یا پچھ سو حکام انفرکٹ کرتے ہیں۔ سو سو سو کے
 حکام انفرکٹ والے قول سے یہ سچ سمجھ لیں۔ پھر اس کی توثیق
 میں جاری ہیں آپ لوگ نوٹرز آفات میں بھی شیعہ کے مخالف ہیں اور
 حدیب کے احکام میں بھی۔

۵۔ زلزلہ موغودہ

۲۶۔ ضروری مسئلہ کو جو روز آج اس کے بارے میں آپ نے
 جو تباہی دیکھنے کی کوشش کی بھی ہماری طرف سے اس کا حل آپ
 کی خدمت میں پیش کر دیا گیا تھا۔ اب حرج میں آپ نے لکھے ہیں۔
 امیر اسوہلی یہ نہیں تھا کہ ۲۷۔ ضروری مسئلہ کہ زلزلہ پانچ
 موغودہ زلزلوں میں شامل تھا یا نہیں۔ بلکہ یہ تھا کہ زلزلہ

۳۔ پرل مشن؟ کہے بر بٹھایا جیسے جس کا آپ نے یہ
 میں دیا سرور صاحب کی تحریر میں ترقی اس واسطے
 کہ اس کے لئے کوئی ایک جیسی تعلیمات ملتی ہیں یہ
 عتب کہ ۳۱ پرل مشن کے رزلٹ کے برابر قرار دیا
 گیا ہے بلکہ دوسری جگہ جیسی حقیقت کوئی ہے۔ بلکہ
 کہ جن میں ۲۱ فروری ۱۹۹۸ء کا رور بھی شامل ہے ۳۱ پرل
 مشن کے رور کے حقیقت پورے کی وجہ سے پہلے چار پور
 رور میں شمار میں کیا گیا۔ جیسی بات حلا اس رور کو
 ۳۱ پرل مشن کے رور کے برابر قرار دیا جاتا ہے
 صاحب قادیان کے لئے یہ کہ اس کے لئے

سب میں اس کے لئے اس کی صورت سے کہ آپ یہ لکھ رہے ہیں وہ سوال
 میں تھا کہ ۲۱ فروری ۱۹۹۸ء کا رور یا ۲۱ فروری ۱۹۹۸ء کا رور میں شامل
 تھا یا نہیں، آپ اس سوالی کی حوالہ دے رہے ہیں جس کے لئے اس میں
 اس کے لئے اس کے لئے صاحب کو پانچ روروں میں سے
 چھوٹا ہوا ہے۔ اصل اس کے لئے دیکھئے تاکہ کچھ
 دیکھنا چاہئے اسے اور اس کے لئے باقی ہے۔

۴۔ اس کے لئے اس کے لئے رور چھوٹے ہو دیا تھا۔ اس کے لئے اس کے لئے
 پانچ روروں میں سے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 کیا رور اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

میں غیر معمولی وسعت یہ جوئے کے حضرت باقی سلسلہ حمدیہ نے اپنے عزیز
 میں ایسا مستدید نہیں کیا کہ اسے پانچ سو خود زلازلوں میں شامل فرمائے
 کریں۔ بعد ازاں خود بھی ایسا کہ نصیباً موجود ہیں۔ تو ہم نے آپ کو جواب
 سمجھا دیا کہ اگر وہ زلازل اپنی ذات میں مستدید تھا۔ لیکن حضرت
 باقی سلسلہ حمدیہ کے عزیز ہیں ایسا مستدید تھا کہ وہ ان میں شمار
 جوتا۔ یہ پانچ سو خود زلازل سے پہلے ہی ۳۰۰ زلازل کے زلزلے سے
 خفیہ نفس ہو سکے۔ اس شدت اور خفت کا اصرار امر ہونا طاقت سے
 ایک زلازل اپنی ذات میں شدید ہو سکتا ہے۔ لیکن دوسرے کے مقابلے
 میں ضعف مومنہا ہے خواہ اتنا زیادہ اسے اسے درہمبالہ ہو یہ ہی قرار
 دیتے ہوں۔ سوکس سے کہ پتہ موتیوں کی آب کے ہاں بقی قدر نہیں
 اور آپ بھونٹے موتیوں کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ جو حضرت
 باقی سلسلہ حمدیہ کے دس کلام میں آپ کو نصیب مل سکے۔ یہ پیشگی
 کس طرح پتہ موتیوں کی طرف متوجہ رہی ہے۔ کہیں وہ دیکھی آپ نے
 پہنچ گئی وہائی تھی اس کے متعلق، صبح طور پر ہستہ میں لگے دیا
 تھا کہ یہ ۵۰۰ زلازل ہی سے پہلے نفس آسکتا۔ اور یہ زلازل پہلے خود
 کی درمبانی رات کو آیا۔ جبکہ ۵۰۰ زلازل کی آمد ہو چکی تھی۔ مثلاً موتیوں کی
 قدر تو جوہری ہی کر سکتا ہے۔

معاف فرمائیں، ہم نے آپ کو جوہری ہمیں پایا۔ بلکہ عدد دت
 میں پتہ کو نظر نہ کر دینے والا پایا ہے۔

اس کے بعد آپ ہمارے موسم کو رہسکتا ہے میں یہاں رہوں گا
 مومنوں کے لئے ہیں جسے تجویز کرتے ہیں ہمارے موسم ہمارے اپنے ہیں
 مٹی قرار دے دے اور پھر ہم پر یہ عذر دے دے کہ آپ خود ان کے
 ہیں کہ پانچ موزوں در لوں میں سے پچھلے در لے سے شہر کے
 محلہ کے ہمارے موسم حضرت ابی سیدہ کے دریا کے منور ہی کے
 سے شروع ہو کر مٹی تک نہیں کی سکتے ہیں چار ماہ سے بھی کچھ زیادہ
 کا چوتھا ہے پھر بھجک کرتے ہوئے لکھ ہے کسی کو گناہ دینا
 ہوسکتا ہے آپ چاہیں تو آپ سے ہمارے کو تھوکر پچھ ماہ کا
 موسم ہمارے کو دینا کریں

جناب میں ابھی آپ بھجک سے کام لیتے در حضرت ابی
 سیدہ احمد یہ میں تسلیم کے ہاں کہہ کر شہر کے موسم کے
 میں موزوں ہمارے دروں میں سے پچھلے در لے کی ہیٹولی زیادہ
 اس کے لئے در شہر دریا کی کو محلہ کے نام ہو ہی کے لئے
 غالباً مٹی کے آٹھ ماہ ہو گئے

مومنوں ہمارے میں قیام کا ہیں ہوتا ہے یہاں اگر ضروری ہیں
 شدت کا جب ڈالہ پڑے تو بعض دریاں پر ضروری کے حرمیں ہوتے
 نکل آتا ہے جو ہمارے شہر کا جو ہمارے کی طبعی ملک سے ہے یہاں
 سن کے پسینے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ تکرار فرمایا
 "جوئے ضروری ہیں بعض درجوں کا پتہ نکلنا شروع

پانچ سو نو زارے کے عنوان کے تحت آپ نے بعض نئی باتیں
 لکھیں ہیں، اور کئی سوالات یا اعتراضات کے، میں شکایات ملتے
 کی بنا پر کہ ہمیں کثرتِ مزاوں کی ضرورت میری صاحبہ برہین احمدیہ
 میں آج سے پچیس برس پہلے سامنے آ چکی ہے، درحقیقت معرفت کی اس
 عبارت کی بناء پر کہ -

”اثرِ لڑکوں نے میری رہا، محبتِ رہنما کی تھی، یہاں سے ہونے لگا

اور محبتِ میری پڑھنے لکھنے اور رہا سے آئیں گے۔“ اور

حرکتِ آئیں گی یہ سبوں کی :

”یہ کہ سولیت سے کہہ کر آپ نے بتائیں گے کہ یہ ہیں حد یہ ہیں مرزا
 صاحب کی سند جو علامہ لکھوٹا، کہ ان اور ان حالات میں بیرون ہو چکی
 میں تاکہ مرزا صاحب کی پیروانہ مسافر کا مدد ہو سکے۔“

الجواب :- صاحب سب، ”پیر“ معرب لکھنے کا بعض قضا

(ضمیمہ - ثانی) کا آپ سے جو رد دیا ہے، اس سے پہلے مرزا کے تحریر
 حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے، چنے ایک لہام سے اس وعدہ کی تائید
 بھی فرمائی ہے آپ تحریر فرماتے ہیں :-

”معاذ اللہ! سے آج سے پچیس برس پہلے مجھے کا طلبہ

کو کے ایک خط پرستان پیشگوئی کی ہے جو میری کتاب

راہِ امین احمدیہ میں درج ہے کہ کفارِ ظالمین میں

پہلی چمکار دکھلاؤں گا، اور اپنی قدرتِ خدائی سے خود کو

مشتمل ہے و تعداد احمد باصواب۔ برہنہ محمدیہ کا حصہ بھی اس میں
 کریں۔

پوشش طہنی تباہوں سے مل کر سیرجہ حدائق کی طرح
 پیڑ و درخت کا نسہ بھر کر اس کے آسٹار پر گر جانا ہے
 اس پر بیضیابی رنگت کا حصہ برہنہ کا ہوتا ہے اور کٹھن
 اس طریق کے پرزوریت کرنی دوسرا طریق اختیار کر لیتا ہے
 وہ اس طرح درخت کے درمیان سے جیسی مصیبت لگی
 اس پر وہ درخت ہوتا ہے کہ درخت (احمدیہ طہنی) میں
 آپ کا دوسرا، اعتراض یہ ہے کہ برہنہ احمدیہ میں یہ ضرور لکھا ہوا ہے
 کہ ذلہوں اور وہاؤں کی پیٹنگوں کرتا ہو یوں اور مالوں کا کام
 نرانیہ کی پیٹنگوں کا ذکر کرتے ہوئے صاحب لکھتے ہیں کہ
 "اور یہ سب تہریب جیسی ہے جس کے ساتھ نقد را در
 قلوب و مشرب شامل ہے" ہمیں کہ منہج مسیحی کی طرح
 حضرت مسیحی ہی شہرہ ہوں کہ راز یہ ہیں کہ، خطا پر
 قوم پر قوم چڑھائی کرے گا وہاں جیسی جیسی جیسی
 پڑے گی دہمہ " (برہنہ احمدیہ طہنی) میں لکھا ہے

اسی بات دوسرے۔ تاہم برہنہ احمدیہ طہنی میں یہ بھی لکھا ہے

آپ کا لکھا درست ہے کہ برہنہ احمدیہ میں یہ ضرور

الجواب " لکھا ہے کہ رازوں اور ذلہوں کی پیٹنگوں کرتا ہو

رہنماؤں کا کام ہے کہ ہمیں پکے یہ عبادت براہین احمدیہ کے دونوں اصول
 اصولوں پر عمل اور محنت میں لے کر مختلف یہ عبادت علیٰ ہر
 نامیہ میں بجز امتیاز کے اور بھی ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ
 ہیں کہ ایسی ایسی حرکتیں اترو تو خیر بنا کر کے میں
 کہ لڑائے دیں گے، وہ پڑائے گی، بڑا اٹھان ہوں گی
 قحط پڑائے گا۔ یا کہ دوسری قوم پر پڑھائی کرے گی
 اور یہ ہوٹا ہوگا۔ ہار لائی۔ لائی ان کی حرکتیں
 کی گئی تھیں۔ میں نے سب سے بڑے بڑے
 وہ پیسنگوں میں وہ بڑے بڑے اور بڑے
 ہوں گے جن کے ساتھ اسے شان و شوکت کے
 جس میں رہا اور جواب میں اور جو میں وہ
 شریک ہونا مستحب اور محسوس ہوا جس میں خدا و
 تمام کے کامل جلال و جلال اور اس کی شہادت
 کہ یہاں تک پہنچا نظر نہ ہو تو یہی طور پر اس کی
 توجہات سے ہر طرف لایا کرتا ہے۔ وہ یہ وہ ایک ایسی
 نصرت کی جہ پر شہرت ہوں جس میں اپنی فتح و محنت کی
 شکست اور اپنی عزت و شرف کی شہادت و شہادت
 اور محنت کا احوال یہ ہے جس میں وہ ہر گز نہیں
 اس عبادت سے غلہ ہر گز نہیں کہ لڑائے، وہ یہ قحط اور بڑا اٹھان کی عبادت

کی جو ہر دست پیش کی ہے اور یہ سے دور

”مہربان باپ کے لئے آپ کیسے گئے اور یہ تو خدا سے

تجربہ کا اور وہ کیا ہے وہ پورا ہفتہ کا عید کا رسم

بھیر جوتی مار رہا تھا۔ اور پھر خیر معنوں اور پھر اگے لڑا

کا ایک مدت تک وہ تہہ پہنچا تھا اور خدا کو بھی ملک

سے خدا آ رہے تھے۔ ” اقبال نے لکھا۔

”بپا کا غم میں۔۔۔ سب کچھ غم تو ملک سے پھر گئی دور لرزے تھے

منقذ و من اللہ کا یہ محسوس ہوا تھا کہ سب باغ و بارے

الجواب :- ”میں نے تو اس زمانہ میں ملک کو محسوس ہوا تھا اور

آخری زمانہ آئے کے ساتھ ہی طاقتوں کی تباہی سے جانی رہے گی یہی

رہ رہے اور ملک غم کیلئے چلے گا میں نے۔۔۔ بس ایک حد تک غم

پر کہ جس کی سبب خود ملک اسلام کی رہائی میں ہی تھی۔ لیکن آپ کا

وفاقت کے بعد پھر یہ تدریج مدت میں پڑی۔۔۔ وہ حد جس سے اچھی مل جاتی

تھی گئی تھی جو سب سے ہیں۔۔۔ سب تباہ تدریج میں رہ رہ رہے گی

زور اور غم کو کا بار بار ہو رہی ہے۔۔۔ وہی ہے۔۔۔ وہی میں سمجھ رہے

ہم اس سے مل رہے ہیں کہ اس دور اور ملک میں۔۔۔ سب وہی کی تہہ

آپ کو قبول کر سکتے ہیں تو خود غم۔۔۔ اس کے بھی آچھے سوں سے اور مل رہا ہے

دار بدر بطور نشان کے آنا بھی تہہ پہنچا ہے۔

یہ دست بھی آپ کے تہہ پہنچا ہے کہ اسلام انہی میں ہی آپ پر

اس پر غالب آئے اور چودہ سال شریعہ معلوم ہوتے تھے جس نے
منسوب ہونے پر ایمان سے آئے۔ معزود غار یعنی اور وقت بھی ہوتا ہے
اور دائمی بھی ہو سکتا ہے۔ موسیٰ کی باغی کی سائب دکھائی دینا ماضی
وقت کے لئے تھا۔ پھر وہ دیکھنے کی لامنی کی رہی۔ اور مسیح کی بنیاد
ولادت ان کا کوئی معجزہ۔ تھا بلکہ خدا تعالیٰ کی ایک قدرت برتی
حق۔ جس میں پیدا کیا جب بنت پر موجود تھا۔ اس لئے وہ پیدا ہوا
خارجی صورت تھی۔ اور سبب یہاں سے اس کو مسیح کی نوعیت پر
روانا تو خدا تعالیٰ سے ان کی سرپرستی فرمایا۔ ان مسئلہ عیسوی
عند اللہ کہ مثل۔ دھر حلقہ میں تو اب مسیح کو پیدا کیا جانا
گرم کی طرح ایک حقیقی امر تھا۔ اور اس میں عام حادثات ان کے فرق
یا آگیا ہے۔ اس سے مسیح و مریم کی ذات کو تو تکلیف ہی پہنچی
اور وہ لوگوں کی نگاہ میں مورد طعن ہوئے۔ لیکن اس سے منشا رانی
یہ ظاہر ہوا کہ خدا کی بادشاہت یودیوں سے لے لی جائیگی۔ اور
اس قوم کو دیکھی جائے گی۔ جو اس کا پھیل لائے گا۔ چنانچہ جس کریم
میں اللہ تعالیٰ کو اسلام کا طور سی اسمعیل سے ہوا۔ لہذا عیسیٰ علیہ السلام
کا بہت باپ ولادت نبی کریم میں سے اللہ تعالیٰ کو اسلام کے طور کہنے اور اس
حق۔ ورنہ عیسایہ اسمعیل سے معلوم ہوتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہی
پانچویں میں کہہ کہ موجود نبی ہی اسمعیل میں سے نہیں ہوگا اسی نے
وہ یودیوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ تمہارے بادشاہت تمہارے ل

مہارے گی اور اسے قوم کو دیا جائے گی جو اس کا چیل چائے گی۔
 رقیؑ، اس سے پہلے طرہ سے پر۔
 جس چیز کو معماروں نے رکھ دیا ہے اس کے سرے کا پتھر رکھ
 ہے خدا کی طرف سے ہذا اور ساری سطران میں شہب ہے رقیؑ۔
 کوئے کے پتھر سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے۔
 بنی کے اخیر جو معجزہ وہ برہوتا ہے وہ باری اللہ ہی ہے
 اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: مَا كَانَ مَرْسُولِي نِيَأْتِي
 بِآيَةٍ إِلَّا بِآذَنِ اللَّهِ ۚ أَيُّ كَيْفٍ يَأْتِي بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ
 ہاؤن اللہ دکھاتا ہے وہ قرآن مجید کی طرح دنیوی ہو سکتا ہے
 اور موشی کے، خدا کی طرح عارضی اور رقیؑ بھی۔ حضرت ابی سلمہ
 احمدؓ کے نزدیک حضرت مسیح کا صلیب طبر کا معجزہ کو ہاؤن اللہ
 تھا لیکن مسیح کے بنائے ہوئے پر ہاؤن اور خدا کے بنائے ہوئے
 پر ہاؤن میں فرق تھا مفسرین نے بھی، ایک فرق تسلیم کیا ہے جو
 ہے کہ مسیح کا پرندہ اس وقت تک نہ تھا جب تک نظر آ،
 تھا، اور جبہ نظر سے غائب ہو جاتا تھا تو ہر دے کی طرح گر جاتا تھا
 جس سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے بھی ایسی
 مفسرین نے مسیح کے پرندوں کی عارضی پر ہاؤن کی تسلیم کی ہے جو
 مسیح موعودؑ نے اس مسئلہ پر اس سے زیادہ روشنی ڈالی ہے
 کے نزدیک مسیح کی رُوح میں ایک ایسی معجزہ، متعدد ادھونہاؤن

پیدا کردی تھی کہ اگر وہ اپنی روح کی گڑبگ کسی جہاد پر ڈالتے تو میں ہر وقت
پیدا ہوجاؤں تھی۔ جو نہ بھی ہوئی تھی مسیح کے پردوں کا اڑنا ٹھنڈی۔ دھبی
اور وہی نہ تھا۔

تو تھامے تھے کسی بھی کو ایسی اٹھاری تو بے نہیں دی کہ اس کا ہوا
ہو یا ہمدرد خدا کے مخلوق پر بدوں کی طرح حیات رکھتے ہو۔ اور ہمدردی
طرح اس میں گوشت پرست روح اور جسم و شہم پیدا ہو جاتا ہو، جن کا
حضرت مسیح کے ان پردوں میں گزشت پرست، رنگ و ریشہ اور خون
پیدا ہونے کا دعویٰ ہو نہیں سکتا۔ ثبوت یہ کہ اس سے
منکر ہے۔ اور مسیح کے پردوں کی حقیقت اس سے زیادہ ہمیں جانتے
کہ حضرت مسیح علیہ السلام اراد معجز نہ استعداد سے جہتہ شہادۃ الطہیرہ
چوٹی سے جریز کردہ ہوئی تھی۔ عرصی پرواز پیدا ہوجاؤں تھی۔ مسیح
کے پردوں میں وہی ہوا کہ بیدار ہو جائیں سے خدا کے شہ
کردہ پردوں میں مسیح کے پردوں میں گزشت پرست، رنگ و ریشہ اور خون
پیدا ہونے کا دعویٰ ہو نہیں سکتا۔ ثبوت یہ کہ اس سے
منکر ہے۔ اور مسیح کے پردوں کی حقیقت اس سے زیادہ ہمیں جانتے
کہ حضرت مسیح علیہ السلام اراد معجز نہ استعداد سے جہتہ شہادۃ الطہیرہ
چوٹی سے جریز کردہ ہوئی تھی۔ عرصی پرواز پیدا ہوجاؤں تھی۔ مسیح
کے پردوں میں وہی ہوا کہ بیدار ہو جائیں سے خدا کے شہ
کردہ پردوں میں مسیح کے پردوں میں گزشت پرست، رنگ و ریشہ اور خون
پیدا ہونے کا دعویٰ ہو نہیں سکتا۔ ثبوت یہ کہ اس سے
منکر ہے۔ اور مسیح کے پردوں کی حقیقت اس سے زیادہ ہمیں جانتے
کہ حضرت مسیح علیہ السلام اراد معجز نہ استعداد سے جہتہ شہادۃ الطہیرہ
چوٹی سے جریز کردہ ہوئی تھی۔ عرصی پرواز پیدا ہوجاؤں تھی۔ مسیح

کہ پھر خدا کی پیدا شدگی کا اس زمانہ پر مستقیم ہر گاہ کہ معنی وہ اس میں
 فرق نہ کر سکے، تم کہہ دو کہ ہر شے کا خالق اللہ ہی ہے اور فعل خلق
 میں تو کوئی اسس کا بھروسہ نہیں۔ اور وہ اپنی مخلوق پر غائب ہے،
 اس آیت کی موجودگی میں اگر یہ مان لیا جائے کہ مسیح کے سنہ ہجرت
 پر ہندوں اور عہد کے پیدا کردہ پرندوں میں کوئی فرق نہیں تھا نہ
 اور وہ عہد کے پرندوں میں مل جیل جاسے ہے۔ اور پھر مسیح کے
 کا شریک بھی ماسا پڑے گا۔ اور تسلیم کن پڑے گا کہ خدا سے
 مسیح کو پہلے ادب سے اپنا شریک کیا لیکن چونکہ خدا کا شریک
 ہونا محال ہے۔ اس لئے مسیح کا ایسے پرندے پیدا کرنا بھی محال ہے
 جو خدا کے پرندوں میں مل جیل گئے ہوں اور امتیاز اٹھائے ہوں
 طرح کو ان میں گوشت پوست، در رنگ و دریشہ اور دورن حلق پیدا
 ہو گیا ہو۔

ایک دوسرے مقام پر انھوں نے فرماتا ہے۔ احسن یقین
 کہ من لایستحق رخل، آیت مثلاً کہ کیا ہستی پیدا کرتی ہے یعنی
 عہد تعالیٰ وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے تو پیدا کرتا ہو۔
 تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے، و سراد من لایستحق
 کل ما هذا شأن من ذوی العظم، المشککة وعدا
 حید اسلام و غیرہم من بلادہم۔ پس حقیقت کے
 لحاظ سے محدث عیسیٰؑ بھی اہل علم اور ملائکہ اور اصنام وغیرہ کی طرح

حقیقی ناطق نہیں ہیں۔ ہندو مت کا معجزانہ خلق خدا کے خلق کے مقابلہ میں محارفا
 ثابت ہوتا ہے۔ اس کو آپ کا خدا کے خلق کی طرح حقیقی سمجھ لینا قرآن کی
 کے خلاف ہے۔ جب خدا کی سیادت کی درحقیقی کی پیدائش میں امتیاز ثابت
 ہو گیا اور، روئے قرآن حضرت عیسیٰ کے لئے خلق حقیقی ثابت ہوا تو
 جس کے حقیقی مسووب کے لحاظ سے اس کے پروردگار کے حقیقی پروردگار
 حقیقی توحید کا ہی اور روئے قرآن عہد تائید ہو گیا اور مسیح مرسل علیہ سلام
 کے کلام میں کوئی تناقض نہ رہا۔ یہ رکن تائید، تعریف تائید کے اصول
 کے ماتحت ہے۔ جسے آپ ہماری دہی ایسا نہیں کہہ سکے کیونکہ قرآن
 یفسر بعدہ بعضاً۔ قرآن عہد، پڑھتے بعض حد آپ کر دیتے
 آپ کا طبیعت میں ایک الجھن ہے جس کی وجہ سے حضرت مسیح
 کی طرف خداوند کے طرح حقیقی خلق مسووب کر دیا جاتے ہیں۔ اس الجھن کا
 پتہ آپ کے اس سوال سے ملتا ہے۔

نہی، قدر تعالیٰ اپنی صفت خلق کا کسی انسان کے درمیان
 کر سکتا ہے یا نہیں، اگر آپ کا جواب یہ ہو کہ نہیں تو پھر یہ
 بھی مان لیجئے کہ قدر تعالیٰ اپنی صفت کلام کا بھی کسی انسان
 کے درمیان ظاہر نہیں کر سکتا۔ تمہارے پھر قورن کر دیا ہو
 اور حضرت موسیٰ کی ناحی کا مائید میں تبدیل ہو گیا ہو
 اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی شخص، قدر تعالیٰ کی صفت خلق میں متحرک نہیں
 ہو سکتا۔ قدر تعالیٰ اپنے خلق درمیان کے درمیان ہی اس صفت خلق

کا اظہار کرتے ہوئے امتیاز ضروری قائم رکھتا ہے۔ تادمِ حقائق میں
 القلب میں ہو کر شرک لازم نہ آئے۔ یہ امتیاز دریافت کیا آپ کا بھی کام
 ہے، درمیان بھی۔ مگر آپ امتیاز نہیں مانتے تو مسیح کو صفتِ خلق
 میں خدا کا شریک مانتیں۔ اس طرح ترجید کے مفیدہ کو آپ بھوٹے
 دیکھ چکے ہیں۔ وہ خدا کا صفت کل مرہ نامہ ہے۔ تو چونکہ رسول اور مرسل
 کا امتیاز موجود ہوتا ہے اس لئے لقمہ اس پیدا نہیں ہوتا۔ اور نبی پر تو
 وحی نازل ہوتی ہے وہ خدا کا کلام کہلاتی ہے خواہ اس میں مل کر کا
 واسطہ ہو یا خدا سے بالمشاورت ہو۔ چونکہ وہ حفاظِ خدا کے ہوتے
 ہیں اس لئے رسول کی طرف اگر منسوب ہوں تو یہاں رہا ہوں گے کہ
 حقیقت چنانچہ اللہ بقول رسول کریم، "آیت میں قرآن کو نازل
 ہی رسول کریم کا تو قرار دیا گیا ہے حقیقتاً تو یہ تسلسلِ مراتب
 درجہ اب صیغہ ہے روحِ امین کے درمیان حضرت علیؑ کے قدر
 علیہ وسلم کے نسب پر نازل کیا گیا۔ پس قرآن کریم مجرہ ہے۔ خدا کا
 کلام ہوئے کے الفاظ سے اسے حقیقتاً رسول کریم سے اسدِ عبدِ وسلم
 کا کلام قرار میں دیا جاسکتا، لیکن مسیح علیہ السلام کی طرف تو آپ
 حقیقتاً خلقِ طہور منسوب کر رہے ہیں۔ غیبیہ باتوں کا یہ
 آپ نے کچھ رکھا ہی باتیں بھی نکلی ہیں۔ در یہ سوال کیا ہے کہ
 "آپ کے نزدیک ہوائی جہاز کی پرواز حقیقتی ہے یا دارِ صنی؟
 دوسرے لفظوں میں کہا آپ ہوائی جہاز کی پرواز کو سمجھتے؟

پہدار مارا۔ یہ جو حقیقی حیات رہیں چاہتی ہیں حضرت
 جس کے پردوں کی پرواز و ہوائی جہاز کی پرواز
 کہا دیتی ہے اور کیا متحرک ہے؟

جہاز سے چھپے مصنوعی سے آپ کو دوڑ کا فرق خود سمجھ سکتا ہے۔
 ایک میں دھڑکیاں ہوتی ہیں جیسے کہ پہلے سے جانتے ہیں اور جو ٹی جہاز
 سب سے ہیں کوئی دھڑکیاں، جہاز نہیں۔ وہ تو کی پرواز میں بڑا کام
 کرتا ہے تو پرواز و پرواز کی جہاز ہے۔ مگر جہاز کی دھڑکیاں
 مختلف ہیں۔ ایک میں مشینیں ذرا کام کرتی ہیں اور دوسرے میں
 دھڑکیاں ہوتی ہیں۔ آپ کے مشین کے ذریعہ چورسے پہاڑ ہونے کا بھی
 ذکر کیا ہے۔ اور پھر خود ہی سمجھتے ہیں کہ۔

اگر مچھر کسی کارکن کا کام ہے۔ وہ کام کرتا ہے تو وہی طاقت
 کے تحت بنی ہوئی ہے تو اس کی طاقت کے ذریعہ
 پیدا ہونے والی طاقت ہے۔ لیکن یاد رکھیے کہ اس طاقت
 پیدا ہونے کے نتیجے میں پیدا ہونے والے طاقت کے ذریعہ
 ہونے میں نہ کہ طاقت۔

اس کے متعلق عرض ہے کہ جب آپ تسلیم کرتے ہیں کہ ہڈیوں کی مشین
 کے ذریعہ پیدا ہونے والی طاقت کے ذریعہ تو پھر اسے طاقت
 طاقت یا طاقت کیسے قرار دیا جاسکتا ہے۔ طاقت کے تحت
 پیدا ہونے والی طاقت کی ہڈیوں کی یا پردہ کی دھڑکیاں پیدا ہونے

یہی ہوگی۔ پھر انہیں کھلائے گی۔ فاسد ثبع لوہم۔
 بڑوں کو دور، اصل مناسب مقدمہ۔ میں گرمی لیتی چاہیے تھی۔ اب
 وہ گرمی حواہ پر نہ ملے کے بعدوں کے ذریعہ پیڑ سے یا میٹوں کے درجہ
 پر دو حالتوں میں پیدا ہوتی ہیں جو کہ پیر پیرل، امید ہے کہ
 اب آپ حقیقت کو سمجھ گئے ہوں گے۔ اور آئندہ اس قسم کے بے معنی
 سوالات سے احتساب فرمائیں گے۔ اثر شین۔ اس کے میری شگافی
 تو یقیناً یہ نہیں کا حشر ہو یا۔ یا میٹوں پر اسے کار لیکن، نما
 نعل آن تک امور میں آیا۔

۶۔ وَإِذْ قَالَ رَبِّيَ اِنَّ مَرِيْمَ عَمَلَتْ فُلًا مِّنْ اٰیٰتِیْ

کی تفسیر

آپ نے سورہ اٰنعام کی سورہ ۱۰۱ میں آپ کی تفسیر میں حضرت
 بان سلسلہ حدیث کی تحریروں میں تناقض رکھانے کی کوشش کی تھی
 کہ ازلہ، وہاں میں آپ سے کہ اِذْ قَالَ رَبِّيَ اِنَّ مَرِيْمَ عَمَلَتْ فُلًا مِّنْ اٰیٰتِیْ
 ہے اور دوسرے بعض مقامات پر اس کو مستقل کے معنوں میں لیا
 ہم سے جواہر آپ کو لکھا تھا کہ یہ روئے تفسیر جیسی میں بھی صحیح
 ہیں۔ میں اس آیت کے متعلق علم رس کے نزدیک دو احتمال میں رہ رہا ہوں

میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ کے ماضی کے متعلق پیش کیا ہے اور توحی کے مسئلے و باب میں کریمہ از رسول تعالیٰ کی باتیں کر کے دلوں کی اسے گزشتہ دفعہ قرار دے کر نزدیک وراثت سے اسے اور دیکھنا ظاہر ہے کہ آپ کے نزدیک وہ قتال کے ماضی کے معنی اس آیت میں درج ہے۔ جب یہ معنی آپ کے نزدیک نہیں ہیں تو دوسرے احتمال سے جن کو معسرین سے ہونا کیا ہے۔ اور پورا جیکل کے علما حضرت مافی سلسلہ احمدیہ کے سامنے پیش کرتے رہے۔ مرجوح قرار پائے۔ بعد ان مرجوح معنوں کے حضرت بانی سلسلہ دعات مسیح پر استدلال علی سبیل نمرل ان معنوں کو دے رہے ہیں جو ممکن ہے۔ آپ کو پہنچنے کی ضرورت نہ تھی کہ۔

”اگر یہ قرین کر لیا جائے کہ یہ قطعاً قیاس کا ہے۔ تب ہی ذرا ناہم ہے۔“

کیونکہ دال اوام میں آیت مذکورہ و، و قتالی کے معنوں میں لیا جاتا قطعی قرینہ ہے کہ یہ دوسرے احتمال سے ہے جو آپ کے نزدیک مرجوح ہے۔ مزید برآں، بعد پورا نسخ و سبب کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان بھی اذہ و اوام کے معنوں کا ہی مؤید ہے۔ چنانچہ احادیث نبویہ میں یہ معنوں موجود ہے۔ کہ قیامت کے دن جب کچھ لوگ حضرت سے مدد طلب کریں گے یا نہیں جائے گا۔ کہے جائیں گے تو آپؐ فرمائیں گے کہ یہ تو میرے ساتھی تھے۔ اس پر آپ سے کہا جائے گا۔ کہ

انا انک لا تہدونی ما ارجو بعد انک۔ آپ نہیں جانتے کہ آپ
 کے بعد ان لوگوں سے کیا بدعات اختیار کریں۔ میں موت پر مصور فرماتے
 ہیں اقول حکما قال، بعد العبادۃ ریحی عیہ ابن عمر یقول
 وکنت علیہم شہیداً ما دحت فیہم خلقاً نوبختی
 کنت انت ادرکیہ علیہم۔ اہی قومیہ انت ستہ
 اعدوہ انکسور و صحیح بخاری کتاب التفسیر کہ میں اسی طرح کہہ چکا
 جس طرح عیسے علیہ السلام کہ چکے ہیں کہ میں ان لوگوں کا اس وقت تک
 نگران تھا جب تک میں ان میں موجود رہا۔ پس جب اُن کے چلے و فانی
 دیدی۔ مومن یہ تو یہی نگران تھا۔ اور جو میرے چلے پر غم ہے، اگر تو
 ان کو عرب دے تو یہ میرے خدا سے ہیں۔ اور اگر تو انہیں بحین سے
 تو تو غالب شکستہ ہے۔ وہام بخاری جنت قدر علیہ دس حدیث کو
 کتاب التفسیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس قرآنی بیان کو روایت
 کرنے کے بعد بطور تفسیر کے لکھے ہیں جس سے ظاہر ہے۔ کہ اس
 حدیث کے بیان کر کے کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
 نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ بیان دے چکے ہوتے تھے۔ و
 کنت علیہم شہیداً ما دحت فیہم خلقاً نوبختی
 کنت انت ادرکیہ علیہم۔ اگر شہر سے ہے، خدا علیہ وسلم
 کے یہ ایک حدیث علیٰ لایہ بیان قیامت کو دیا ہے وہ تھا تو
 پھر شہر سے ہے، خدا علیہ وسلم اقول کہاں ل العبد لصفاح

کے اعلیٰ ظاہر فرماتے ہیں کہ یہ فرماتے ہیں قول حکماء بقول لعبد
 الصالح - میں حضرت مانی بسط احمد بن عبد الشاہ کی اور یہ اس
 میں ممدوح تفسیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میں بیان کے
 میں سلطان ہے۔ بعد ازاں کہ آیا میں اس میں راجح معنی
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کی یا یہ میں فعلی ماحس کے
 تر پائے کہ مسکن کے۔ اگر اس صورت میں اندیشہ و مسلم کے
 نزدیک مستقبل کے معنی کا کوئی قریب ہوتا تو تصور میں اندیشہ و مسلم
 اقول حکماء بل بعد الصالح کی کہائے قول حکماء
 بقول لعبد الصالح کے الفاظ میں فرماتے ہیں جب اصل مرد
 فعلی کا ماحس کے میں پر تعاقب ثابت ہو گیا تو مستقبل کے میں
 مروج فرمایا کے اور ان میں سے وہ کہیں کا شباب دل میں
 التشرک میں ہو گا نہ ہی میں کے طور پر۔ یہ مادہ ہے کہ وہ مستقبل
 کے میں میں مکر فرما کے میں سکھا۔ اور یہ حقیقی معنی ماحس
 میں قریب یا یا ہے کہ صورت میں میں مستقبل کو باوجود کہ
 حقیقی معنی کے میں قریب کی صورت میں میں حقیقی معنی کا قریب
 موجود ہونا ہے جو وہ میں میں میں حقیقی معنی کی مراد ہوتے ہیں۔
 آپ سے ماحس برآء کے میں کے مستقبل کے میں میں
 حاسے کو دکھانے کے میں حاسے آیات قرآن کے حاسے میں کے میں
 میں سے ایک حوالہ علی سے ہمارا آدنی بحال میں سکھا وایت

اس طرح ہے۔ **وَمَنْ بَرَأَ ثَدْيَيْهِ شَبَّحُوا مِنْ التَّائِبِينَ تَبَوُّوا**
وَرَأَوْا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ۔ (نور ۱۶)
 اس سے پہلے آیت میں یعنی یہ تائباں، مگر تبارا ثدیین التائبین
 کہ زمانہ حفاظ میں بیان کیا گیا ہے اور دوسری اسذین علموا
 و سرون العذاب ان اسولوا اللہ جمیعاً وان اللہ عذیب
 عذیب۔ کہ کاش وہ لوگ دیکھیں جبکہ وہ عذاب کو دیکھیں دیکھنا
 سب قوت قسریں لے کر حاصل ہے۔ اور کہ یقیناً اللہ تعالیٰ عنت
 عذاب دے گا ہے۔ گو یہ آپ کی زبانوں میں شکر وہ بات سے
 پیچھے و نوسری یا کوسری کہ لفظ مرہوم میں نوسری و نوسری
 دو مصراع کے ہیں اور اس بات کے لئے طبعی قرینہ ہیں کہ ان
 کلمات میں فعل، ماضی کے ساتھ ہذا کے متحول ہونے کے باوجود
 مستقبل کے معنی میں مردس کہ ماضی کے معنی۔ اس کے علاوہ ان
 کلمات میں وہ قرائن بھی موجود ہیں جن کا کرم پیچھے کر چکے ہیں۔ یہی
 جہاں اذ کے فعل ماضی کے ساتھ استعمال سے پیچھے و نوسری
 یا دوسری کے افعال ہوں داب و دوسری و دوسری کے
 فرسے ماضی کا استعمال مستقبل کے معنی رکھتا ہے۔ لیکن جہاں کلام
 میں اذ کے ساتھ متحول سے پیچھے و دوسری، اذ کے ساتھ
 لفظ عذوبت عذاب ہے۔ یہی اس نوسری ہوں بات کو دیکھ کر قرآن کرم
 کا عام اسلوب بیان ہے۔ جیسے ان ذہاں دیکھ لے لے لے لے لے

معنی میں یاد کر اس واقعہ کو حسب خدا نے فرسوں سے یہ کہا، اُن
جاسطانی لائن جمیعہ و لائن کوئی رہیں میں یکہ صفر
بنانے لگا ہوں۔

وہ وقت آیت میں اذ قال سے پہلے و سو سو، در و لو
تاری کے بغیر جو نہیں بلکہ اس سے پہلے و و جو ہے۔ جو
اذ کو کے حد کے لئے قریہ سے۔ پس اس کیس میں ماضی کے معنی
کے لئے یہ قرینہ بھی موجود ہے۔ لہذا مستقبل کے معنی مرجع قرار
پائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام مستقبل کے معنی لینے والوں کو
نہ صرف کو مہر کر کے اس جواب دے سکتے تھے۔ اس لئے حضرت
مسیح موعود کو مستقبل کے معنی کے لئے کسی قرینہ کے پیش گوئی کی
ضرورت نہ تھی، اس کی ضرورت ان لوگوں کو ہے جو ان معنی کو رائج
قرار دیں۔

----- منہم خطا لم یفقه -----

اس جگہ آپ نے بلاوجہ ایک بیا اعتراض کر دیا ہے جس کا و
اذ قال ال بحث سے کوئی تعلق نہیں۔ اور یہ اعتراض بھی غلط
بولنے اعتراض ہے۔ ورنہ اس آیت کے جو معنی حضرت ماری علیہ السلام
سے براہیں احمدیہ اور پھر واقع، موساد میں اور بلا نظر چشمہ معرفت میں
لکھے ہیں اس میں کوئی تداخل نہیں۔ براہیں احمدیہ اور چشمہ معرفت کے
بیان میں اہمال سے۔ اور واقع، موساد میں کے بیان میں تعصیل اجمال

اور تعمیل میں۔ سائنس مونا ہے۔ ٹھنڈا، میزین بین حضرت میں
جو مضمون آیت سے خدا کا گہرے و دلہرا اقتدار انہوں کے ہے۔ اور
وایع الہی سادس کا مضمون بطور عبارتہ اس ہے۔ ہذا آپ کے قرآن
کا موجب آپ کا تصویر قسم ہے۔ اس آیت کے چھ احوال میں اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے ثَمَّ وَرَتْنَا بَكْتَبِ ابْذِیْ اصْطَفِیْ مِنْ عِبَادِنَا
کہ پھر ہم نے کتاب جسی قرآن مجید کا وارث دیتے لوگوں کو یہاں ہے
جس کو ہم نے چنے بہدوں میں مت برگزیدہ کیا ہے ہر جہ کہ اس برگزیدہ
اور اصل موموں کا ذکر ہے۔ نہ کہ مشرکوں اور کافروں کا۔ مشرک اور کافر
بہاوت شرک و کفر تو طاسم لہجہ کے معذات اچھے طریق نور کے قرآن
ہیجیہ یا غضیب کے طاقت پر سے طور پر دہا ہوا جہ کے کی وجہ سے ایمان
لائے سے موم ہوتے اور نہ جتے ہیں۔ سوائے اُن کے جن کو خدا تعالیٰ کی
طرب سے ایمان لانے کی توفیق مل جاتے۔ لیکن ایمان لانے والے بھی ہیں
قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ جن میں سے چھ درجہ کے موم جو نواسے ہجیہ
یا غضیب کے دہاؤ کے تہہ ہوتے ہیں ایمان لانے کے بعد مبردا کہ اور
مہا پدات نہ تو کے ذریعہ نفس آہ کی سرکشی کو توڑنے والے ہوتے ہیں
اور یہ ایک حد تک تو ہے ہیجیہ اور غضیب کے دہاؤ سے رہائی پاکہ تری
کر کے پھر میا نہ بدوی کی حالت میں آجاتے ہیں۔ اور اس کی سکیوں اور سیر
کی حالت مسادی جو جاتی ہے۔ یہ دوسرے درجے کے موم ہیں۔ تیسرے
درجے کے موم وہ ہیں جو کہ مول سے باذن اللہ مسموہ اور محرم ہوتے ہیں

تغیر فرماتے ہیں :

”یعنی ایسا برا نہیں قسم کے ہیں۔ اول وہ عوطہ ہیں، یعنی لوگ

و انساہم کے ناموں کا، کتاب کرتے ہیں، اور ثانی اکابر ان

کا بھی رہی ہوتا ہے۔ اور دوسرے وہ جو مہذبہ رو میں بھی کچھ

توٹا ہوتے ہیں در کچھ میگ نکال اور دوم عاصوب میں

مساوی ہوتے ہیں۔ اور تیسرے درجہ کے وہ لوگ ہیں جو

عمدہ اختلاط اور غلہ اعمال میں سفت سے جاتے ہیں، اور

پہلے، شعلہ و سیم کا یہ نہ ہو مگر یہ مسلام کا وقت ہے

زمانہ پر ایک وسیع مطالعہ کرنا بہت ہوتا ہے، اور محض صحت

علیہ و سیم کی تعلیم نہ کرنا کہ ماں لانے والوں کو بدگوار ہونا

وہ درجہ سے اعلیٰ درجہ تک بھی ہیں :

درجہ سرفراز ہوگا :

”متہ پر امن“ ”تہہ“ میں میں آیت سے جو مصنفان حد کہا گیا ہے وہ

ہمارے میں ہیں بلکہ بطور انتصار انھیں سے۔ کیونکہ جب پہلے درجہ

کے موصوف کے شخص یہ ثابت ہو گیا کہ وہ گناہوں کی بدھائی سے بچاؤ دے

چکے ہوتے ہیں۔ اور جو واکراہ اور ٹھکانا بدھائی سے سرطیس کی گشت

کرتے ہیں تو وہ میں بات سے بطور اقتضاء انھیں تابع ہوتا ہے۔

کھر میں قوائے بہیمہ بالصبیب کا آج پر پورے طور پر غلبہ تھا، اور وہ

ادکشاٹ کا لڑا ہوا ہو کے کی مصداق ہوئے، یہ وہ لوگوں کے جس میں سرف

ہاں کلاں درویشی سے نہ ٹھٹھکاۓ طبع ذل
 جسے آتش اس سے نظر ہر خند و کرم در مدح کے نہ پردہ سحر کی کھڑکی
 سے پرکھتا ہے لاٹھولوں پر مین و تکرار میں ہیں ترکہ سے براہی جلد میں
 مصروف صلی میں سوں کھا کر یہ درختاؤ

عبد زہید، ابن ابی سہر، ابن صہب ہی آدہ گٹھے نظر
 نہ ہوں پہنچ کر اس کے پھٹے من کے کوئی بے انتہا سب
 ہمہ عمل اور کرنی کی ترغیب اور سب سے بے
 بیکار کیا ہو پھر تو دھو و حلاوت کی لہریں در حد برکت
 کہہ سزاؤں میں رہ رہ کر رہے ہیں نہ وہ ہیں جو نہ ہو گئے علی دلی
 میں ہمارے کے تو یہ ہیں جھڑپا، ہندو جھڑپا، مسیحی جھڑپا
 ہمہ کل ہمہ کل ہمہ کل ہمہ کل ہمہ کل ہمہ کل ہمہ کل
 بالخصوصیات یا دن بھر سے سفور قصور میں ہاں ہاں ہاں
 ہے ر شکر یزنا یا ہے کہ ۱۔

یہ سب سب دیکھ کر قلب کی تلوار بھی ہے کیونکہ وہ مرد
 یا بہت مسرور ہے یا لاٹھوں کے تاپت ہوتا ہے وہ تو سرٹ اسی ہے
 کہ اس کی فطرت میں رجحان لی الہا اور قرآن و ہدایت
 کا نظم بڑا لگتا ہے۔ یہ کہاں یا مت مومنین میں ملتا ہے کہ وہ
 ہر ایک فطرت میں مادی ہے۔ بلکہ عیاں کیا قرآن شریف میں
 اسی باب کی معرکہ ہے کہ وہ نظم میں دم میں سعادت ہر ایک

کسی میں نہایت کم کسی میں متوسط کسی میں نہایت زیادہ جیسا کہ
ایک جگہ فرمایا ہے **وَمِنْهُمْ طَائِفَةٌ لَمْ يُغْنِ عَنْهُمْ**
مُقْتَصِرًا **وَمِنْهُمْ طَائِفَةٌ لَا يُغْنِ عَنْهُمْ** **مُقْتَصِرًا**
یعنی ہی آدمی کی ضرورتیں مختلف ہیں بعض لوگ نہایت کم
کے نو ضرورتی کو تو اشرافیہ یا غلبہ لے دیا کرتا ہے
بعض درمیانی حالت میں ہیں۔ بعض بدحوالہ اندیشہ
لے گئے ہیں۔ اسی طرح بعض کی قسمت زیادہ مستقیم
(مکھڑی) اور ہم سے دوسری طبعی طور پر
ضرورتی باتوں کے دوسروں میں سے پیدا اور پر گریہ۔ نئے
اس لئے قلیل رسالت و ہمت ٹھہرے۔ در بعض کی قسمت
ایسا اونٹنٹ کا راجحام (بھڑک) بھی جیسے
جیسے چار پاسے اور جو ضرورتیں اب کہ جس قدر کم سے کہ ان میں
اور موری۔ یہ کچھ ٹھوڑا ہی فرق ہے۔

وہ اس وجہ سے کہ اس سے طبعی طور پر

جب سیاق و سباق سے حسب بیان و مع الواسطہ اس وقت معرفت
یہ قیوں قسم کے لوگ عبارت النسخ کی رو سے ایسا ہو قرار دیتے ہیں
کو۔ کہ کھراں میں تفاوت ہے کہ اس قدر وہ مراتب سے ہر مشا
فہم ہے کہ اس عبارت سے بطور اتقوا النص یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے
کہ تمام شیوع انسان بھی اپنی ضرورت میں کم و بیش تفاوت کرتے ہیں

اسی لئے تو مجاہدوں کے سامنے ہیں بھی تفاوت موجود رہتا ہے۔
 حورسوں کی جڑ سے وراثت۔ حب و ظم فی الہد طلیقہ حب و ظم
 علی الاسلام کہ جو لوگ عاہل بیت کے ساتھ ہیں ایسے تھے وہ اسلام
 میں بھی اچھے تھے۔

پھر اسے اس میدان سے ظاہر ہے کہ ہر ایک محروم اور واقعہ (رواں)
 اور حشر و صولت میں درحقیقت کوئی تشابہ نہیں، اور یہ دو چیزیں ہیں۔ بلکہ
 انیسویں صدی کے عہد میں عرب اقبالیہ و فاضل و رہنما، اس قدر
 اقتصاد و اصلاح کا اثر ملتا رہا ہے۔ اور کسی عہد سے اس سے معجز اقتصاد
 کسی مصروف کا حد تک تضاد و تناقض کا موجب نہیں ہوتا۔ ذرا غور سے
 دل سے غور فرمائیے، وہ مع انوساوس کے مصروف کے مطلق معنی میں
 کے معنی میں جرتل سے مصروف قرار دے گئے ہیں۔ اور جنہیں مورخین
 اسی امر سے کہ کرتارن میں بستی میں قرار دیا گیا ہے، اس کے گہرا نگار
 ہونے کا وہ مع انوساوس میں انکار نہیں کر سکتے۔ حکمران کے مطلق یہ بڑا
 کہا گیا ہے۔ کہ وہ مجبور و کر، اور کہا بہت شان سے نفس کی سرکشی
 کو توڑنے والے ہوتے ہیں اور یہی مصروف براہین احمدیہ میں توبہ اور
 خداوند کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ تو یہ وہ مست بہت بڑا
 مجاہد ہے جو نفس کی سرکشی کو توڑ دیتا ہے۔ اور اس کو علی بن ابی طالب
 کا سرور و بنا دیتا ہے۔ پس ان لوگوں میں بدیلے درجہ کے مومن ہیں گناہ
 کی صورت میں بھی ظلم و نفسہ ال میں سرور موجود ہوتا ہے۔ اور

۸۔ یا خروج یا چین اور قسطنطنیہ

یہاں کا مزارع یہ خیانت یا خروج یا چین کو صرت "ای سلسلہ حملہ ہے
 و تو میں فرار دیا اور میں سے اکثریت اور دوسرے مر و ستہ ہیں۔ اور پھر
 عطیہ دیا ہے ہیں، ہمیں نصاریٰ کہہ دیا۔
 ہم سے اس کو "یا علیہ السلام"۔

یا خروج یا چین اور قسطنطنیہ صرت ہوتی ہے کہ ایک
 کا قوم کے حکم میں ہیں۔ لیکن قسطنطنیہ و تو میں یہاں "یا علیہ السلام" میں
 قسطنطنیہ میں کوئی نصاریٰ نہیں نو "یا علیہ السلام" کے و تو قسطنطنیہ
 سے ہم سے مراد یہ کہ یا چین یا خروج قسطنطنیہ و تو میں و تو قسطنطنیہ
 یا علیہ السلام میں میں میں "یا علیہ السلام" میں تو میں قسطنطنیہ و تو میں
 و تو قسطنطنیہ "یا علیہ السلام" میں میں "یا علیہ السلام" میں میں
 میں میں میں میں "یا علیہ السلام" میں میں "یا علیہ السلام" میں میں
 رشتہ و قسطنطنیہ کے و تو میں "یا علیہ السلام" میں میں "یا علیہ السلام" میں میں
 و تو میں "یا علیہ السلام" میں میں "یا علیہ السلام" میں میں "یا علیہ السلام" میں میں
 قسطنطنیہ یا خروج یا چین کو قسطنطنیہ و تو میں "یا علیہ السلام" میں میں
 کریہ کا مدد بھی "یا علیہ السلام" میں میں "یا علیہ السلام" میں میں "یا علیہ السلام" میں میں
 کے و تو میں نو "یا علیہ السلام" میں میں "یا علیہ السلام" میں میں "یا علیہ السلام" میں میں
 پھر و تو میں "یا علیہ السلام" میں میں "یا علیہ السلام" میں میں "یا علیہ السلام" میں میں

عیسا ہی ثابت ہوتا ہے کہ اگر آپ ہم سے تاریکی جوت مانگ رہے ہیں کہ کس کا عیسائی ہونا ثابت کرے۔ پہلے تاریکی پر اصرار اور نہ یہ ردی کا مدعی بنو مگر یہ کہ کیا تھا، تناقض و مسمی بات سے مدعی ہو گیا کہ یہ وہی ہے جس نے حضرت عیسیٰ کو خود کے زندہ میں مدینا عیسائی تھا جس نے تشریف لیا تھا تاہم پوسکتا ہے آپ یہ ثابت کرتے کہ مسمی شروح سے دوسرے پہلے آ رہے تھے اور حضرت عیسیٰ موعود علیہ السلام سے دہریوں کو عیسائی نہ کہہ دیا۔ ہاں وہاں سب سے کم ان کے خلاف دہریہ ہائی : بات تو سمجھنے والی تھی کہ یہ وہی دہریہ ہے کہ ہوتے ہیں قطعی تو ہیں بات سے بھی ہو جاتا ہے کہ مسمی موعود کے زمانہ میں وہ دہریہ ہیں عیسائی تھے ۛ

انجیل کی رو سے قسم کھانا

آپ نے حضرت بائبل سے احمدیہ کی تین عبادتیں منیں کر کے انجیل کی رو سے قسم کھانے کے مسمی مانس رکھائی تو سترہ تھیں۔ اور سوائی کیا تھا کہ عیسائی مدعی میں بھی انجیل کی رو سے قسم کھانا بائبل ہے پانچ پانچ یا آٹھ فیصد کے لئے قسم کھانے سے رو کر کے انجیل پر عمل کرنا تھا یا اس کے خلاف ۛ ہم نے جواب میں لکھا تھا کہ حضرت عیسیٰ موعود کی مدلی میں عیسائی جو کہ

پہاڑیوں میں کہ سبائی کی حمایت پر کربستہ میں جس کا ہم سے مقابلہ
 تقدیر و سر اٹھو۔ کی موجودگی میں آپ نے کئے غور کو صحیح قرار دے
 بہت ہی حیرانہ حاکم کر شکست ہو چکا ہے۔

۱۔ یہ اس صورت ہل سید گھٹنے پر مدد دیتی کارم جو چھپ کے
 اس سوال سے ظاہر ہوتا ہے کیا سب سے زیادہ سب سے زیادہ
 ہے کہ قرآن بید کی فیصلہ ثابت رہے۔ اس کے انجیل کی طرف ایک
 حصہ منسوب کیا گیا ہے جس کے بعض معجزات بھی ہے کہ وہ شخص متفقہ
 یہ ایک باوجود نہیں ہے جناب میں اس کے لئے کہ میراں میں کے لئے
 ترے میں اس کے آپ میں حقدار۔ اس بات معلوم ہوتے ہیں۔
 اور میں جو آپ کس کس طرح ایک ہوتے ہیں۔ کیا آپ وہیں نظریں
 سے ناواقف میں اور اس کے ساتھ کو ہر سب سے سمجھنے والا اس کی
 دلیل کو قرآن کریم کے بھی سہولت کیا ہے۔ فرمایا۔ پس ان کا ان
 بعد حقیقی و سید مانا۔ اس بات پر میں نے اس کو کہہ دیا کہ
 اگر جہان کا کون جیسا ہے تو میں سب سے پہلے اس کا عبادت گزار ہوں
 جیسا کہ میں نے قسم ہی ہے۔ پھر ادا ان حالت اوقاف کی آپ
 میں اس کو فرار کر کے دلیل پایا گیا ہے۔ حالانکہ اس شخص کے نزدیک
 اس کے پیشہ و مرد و نفع و مصدق میں اس کے مطابق آپ
 کو قتل ہوں۔ تاہم یہ وہ شخص قابل تعجب بھی ہو تھا ہے جو اس شخص یا
 زینو وہیں کے استعمال کرنے پر چڑھتا ہے اس کا اس تمام تعلق کرنے کی کوشش کرے۔

میں ایک خطبہ کیا کہ مجھے حضرت مولوی عبد العزیز رحمہ اللہ کی یاد کو
 دیکھ کر ہر قسم کی گھبراہٹ ہو رہی تھی۔ اس وقت حضرت تاج الدین صاحب سے سوال کیا
 کہ یہ بڑا بڑا آدمی ہے، جس میں کون سا کمزوری ہے؟ وہ فرمایا کہ مولوی صاحب
 علیہ وسلم کے پاس کہیں نہ گئے۔ وہ جا کر گویا مراد علی کی گھر سے
 برآمد ہو کر آیا ہے۔ پھر وہی صاحب نے فرماتے تھے وہ صاحب نے یہ تو یہ
 ایک مدرسہ میں دیکھا تھا کہ وہ صاحب علیہ وسلم کے دربار میں گئے تو دیکھا کہ
 خداوند نے پھر یہی کیا ہے کہ وہ صاحب کو آپ کے پاس لے آئے ہیں۔
 خداوند نے فرمایا کہ تم کو چاہیے کہ تم کو کلمہ لکھ کے دے دو۔ یہ بتا دیتے
 کہ یہ وہی ہے پھر اگر تم یہ چاہو تو یہ ہے

یہ دیکھ کر میں نے حیرت میں آ گیا کہ یہ صاحب کی کیا کیفیت ہے؟
 خداوند نے فرمایا کہ یہ صاحب پر مراد خداوند نے فرمایا کہ یہ صاحب
 پر جان دے گی۔ اس وقت میں حیرت میں آ گیا کہ یہ صاحب کی کیا کیفیت ہے؟
 کیا ہے۔

۹۔ دو سر کے پیل مسیح

آپ سے کسی پیل چٹھی میں اور تین سیو برک کے اٹھائے گئے
 ہیں جو اسے پیل کے تھے۔ وہ سونے کا تھا۔

۱۰۔ صاحب کے ہمارے پیل مسیح آما لیکن ہے یا نہیں؟
 پیل بہت ہے لیکن ابھی تک ہے یا نہیں؟ یہ جواب سنو

پر چکی چھ آپ کے سوال کا یہ پہلو بھی بہت مشکل مسیح کا آقا
 اگر یہ ممکن نہیں تو یہ عبارت حدت میں کیوں پتہ کی گئی؟
 ہماری طرف سے آپ کو یہ جواب دیا گیا تھا کہ اس زمانہ میں مسیح موعود
 ماننے والے سلسلہ احمدیہ ہی میں۔ ازالہ اداہم کی عبارت کی رو سے پیش مسیح
 اس کے بعد جی سکتے ہیں۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اچھا نشانہ
 دے سکتے۔ یہ بھی ازالہ اداہم میں مذکور ہے۔ خطبہ الہامیہ میں بھی آپ
 نے، ایسے مسیح کے آنے کی نفی کی ہے۔ ہر مسلمانوں کا خیال اور فرتی
 مسیح سے ہے جن کو مرد سمجھا گیا اور انما شا اس کا آسمان سے اترنا
 مانا جا رہا ہے۔ ازالہ اداہم پر مدد کر دیکھیں اس کی نفی اور اداہم میں
 بھی موعود ہے۔ اداہم کے سے مطلق پیش مسیح کے آنے کے مکان
 کی وجہ الہامیہ میں نفی میں کی گئی۔ کیونکہ حضرت بن سلسلہ احمدیہ نے
 اس کے بعد لیکر سبیا کوٹ میں فرمایا ہے:-

”اس مسیح موعود۔ ناقص، کے بعد کوئی نام نہیں اور نہ کوئی

مسیح مگر وہ جو اس کے لئے بطور تھل کے ہو۔“

(لیکچر سبیا کوٹ ص ۷۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۷)

اس کے بعد آپ کے سوالات کے خلاصہ کا جواب یہ وار پزل دیا گیا ہے

۱۔ کوئی اور پیش مسیح آسکتا ہے۔ یعنی اس کا اعلان موعود ہے نہ کوئی

عبارت مذکورہ عبارتوں میں سے محسوس نہیں۔ ۲۔ حدت میں اس سے

پیش کی گئی کہ ہم مسلمان کو مانتے ہیں۔

ہیں آپ کے سامنے سواحل کا جواب دے دیا گیا تھا لیکن اب
 آپ میں نہ مانوں کی ضرب التل پر عمل کر رہے ہیں اور کشت و بکشت
 سے اپنے پیش کردہ امور کے اقتباس سے یہ نتیجہ نکال رہے ہیں
 کہ یہ عبادت در حقیقت الہیہ سے پیش کردہ عبادت ادا ادا نام
 کی عبادت سے مختلف اور اس کے خلاف ہے۔

وہ فرم کر کہ کعبہ میں عبادت کا حق اپنے مسیح موعود پر
 ہے۔ اس عبادت میں آپ نے اپنے آپ کو غریب مسکین و یتیم اور
 یتیموں کی حکومت کے ماتحت کر کے اس میں عیسوی صہبہ اسلام کا پیش قدمہ
 دیا ہے جس کے متعلق اس جگہ بحث ہے کہ وہ سری نگر کے حکم خواہار ہیں
 ہیں یا نہیں۔

آپ کے مخالف علماء و معتمد علیہ علیہ السلام کو نہ جانتے ہیں۔
 اور اس کا ایسے ہیرو کے زمانہ میں سامنا ہے جس پر اس ہمدی کے ساتھ
 مل کر مخالف سوار ہے۔ یہاں کر کے گارنٹر حضرت ہانی سید احمد
 نے ان خیالات کو لکھا، اعلیٰ اور بصورت قرار دیا ہے۔ اور اسے
 ہمدی کے وجود کو جس ایک فرضی قرار دیا ہے۔ اور یہی وہ باتوں کو
 بناوٹی اور بے اثر قرار دے کر آگے لکھا ہے۔

صحیح اور راست صرف اس قدر ہے کہ ایک شخص عینی کے نام
 پر آنے والا بیان کیا گیا ہے جو نہ بڑے گارنٹر کر کے گار۔
 اور نہ ہی اورد مسکینی ورجیم اور برہنہ شایہ سے وہاں کو

حق کی طرف مہربان ہو۔ جو خدا سے گنہگار ہے اور خدا ہی
 کے ساتھ ہے۔ وہی ہے کہ دنیا میں نہیں ہے۔
 یہ میرا عقیدہ کہ کوئی خونی عہد کی دنیا میں نہیں ہے۔
 عہدوں سے انکار ہے۔

اس عہد میں مسیح بھاری کی حدوں کے نیچے ڈال کر رکھا ہے اور اس
 میں کچھ سبب نہیں کہ ان حدوں کا خدا نے کیا ہے۔ یہ جو عہد
 سے نکل کے رہا ہے۔ وہ عہد میں ہے۔ جو عہد میں ہے۔
 کے عہد میں۔ وہ عہد میں ہے۔ وہ عہد میں ہے۔
 میں سے ہے۔ وہ عہد میں ہے۔ وہ عہد میں ہے۔
 وہ عہد میں ہے۔ وہ عہد میں ہے۔ وہ عہد میں ہے۔
 وہ عہد میں ہے۔ وہ عہد میں ہے۔ وہ عہد میں ہے۔

اور اس دوسرے عہد کے الفاظ سے مراد اس عہد میں ہے۔
 خیال مسیح ہی ہے۔ چنانچہ آپ آگے دے رہے ہیں
 'پس میں صاحب زمان موعود جو میرے بعد کوئی نہیں
 ہے۔ یہ ہے کہ اس عہد میں مسیح کے آگے کا عہد کوئی نہیں
 ہیں۔ کیونکہ صاحب زمان موعود ہی ہیں۔ یہ عہد عہد نہیں
 کے بعد صرف عہد ہی ان مرحلہ کے الفاظ آگے کو متبع قرار دے رہی ہیں
 یہ کہ کسی اور عہد میں مسیح کے آگے کی عہد میں حکومت بھی ہو یا غیر حکومت
 کے جو کیونکہ یہ عہد میں حکومت کی عہد میں ہے۔ وہ عہد میں ہے۔

اور جس صوبہ میں جب کے محل کے آگے کا مکان مشہور کیا گیا ہے۔
 اگر کوئی صاحب حکومت عیسائی مسیح بھی آئے تو اس کے لئے آپ کا زور
 بطور اصل کے ہوگا۔ اور اس : دجور تب تک منہ پر نہیں بطور نظر کے
 ۔ یہ مسیح کا آئے تاکہ سے رہا و تیش۔ اس صوبہ میں مسیح کا زور
 مدبر سلطنت میں رہا تو اس کوئی منہ فعل میں صوبہ میں یہ تصور جسم
 آپ کے سوس کا ایک ایک جو ہے۔ ہے۔

۱۔ صوبہ میں اس صوبہ میں مسیح میں رہا تو اس کو
 ۲۔ صوبہ میں مسیح کا زور کے رہا تو اس کو
 ۳۔ صوبہ میں مسیح کا زور کے رہا تو اس کو
 ۴۔ صوبہ میں مسیح کا زور کے رہا تو اس کو
 ۵۔ صوبہ میں مسیح کا زور کے رہا تو اس کو
 ۶۔ صوبہ میں مسیح کا زور کے رہا تو اس کو
 ۷۔ صوبہ میں مسیح کا زور کے رہا تو اس کو
 ۸۔ صوبہ میں مسیح کا زور کے رہا تو اس کو
 ۹۔ صوبہ میں مسیح کا زور کے رہا تو اس کو
 ۱۰۔ صوبہ میں مسیح کا زور کے رہا تو اس کو

نہ چھوڑ بھی کسی دیکھ کر اس کا حال ہے
 ق۔ لکھا جاوے۔ یہ صوبہ میں مسیح کا زور کے رہا تو اس کو
 میں ہوں گے ایسے مسیح کی آمد کی بھی تمہارا شہر و شہر حدیث جیسا کہ
 ہے جو صاحب حکومت جو اس سے آپ کو چاہئے تو یہ کہ حضرت نذا
 غلام، صبر و دیا فی مدبر سلطنت کو صحیح سناری کی حدیث کا موقوف مسیح
 مان لیں، جس سے عزت، سکینہ، حکم اور دلائل مست فیہ کے ساتھ دون
 کوئی کی عزت پھر نا تھا۔ اور یہ بات بھی مشہور کر لیں کہ آسمان سے

کوئی مسیح اصالاً نہیں اُترے گا۔ ورنہ حیات مسیح نامہ کریں جو
آپ کے بس کی بات نہیں کیونکہ آیت فَمَّا تَرَوُنَّ كُنُفَ
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِمُ الْكُفَرَةُ کا مومن نہیں یا مستحقین کا ہر دور
موجود ہے یہ بیان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر تین سو سال کے
اور توفیق دہی کی تاویل رفعتی الی اسباب ذکر ہے کہ آپ کو تو نہیں
عرب تک روم الی شام کے محلی و عزت و دولت پامال نہیں۔ کیونکہ
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی بیان اپنی وفات کے حق
میں دیا ہے۔ یہ کہ اپنے جسم کی روم و شام کے حق میں۔ یہ بھی یاری ہے
کہ تحقیق میں سے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محبت و مہربانی صاحب راز
ایں کہ یہ عادیل و احاد پستائیں حضرت مسیح کا رفیع الی اسباب
بیعت مسالید میں تسلیم کرتے ہیں۔ گویا جس کی روم تسلیم نہیں کیا اور
موجودی براہ حق صاحب مودودی میں روم عیسیٰ کی آیتیں
مسیح کے رفیع جسمانی کی حراست متشکر ہیں۔ اور دوسری جگہ ان کی
وفات کو مرثیہ کرنے کی صورت میں ان کا وہ زبدہ جو ان کا ترار
دست ہے۔ (رسالہ ختم نبوت از مودودی صاحب) حالانکہ ان کا زبدہ
کا فیصلہ ہے کہ جو دولت یا مائے وہ اس دنیا میں واپس نہیں گیا
جاتا۔ حسب آیت فَيُخْرِجُكَ إِلَيَّ قُصَىٰ عِيَالِ الْمَوْتِ وَ
يُوسِلُ الْأَهْلِي - (نور - ۷۴) پس ہم تمام تباہ صاحب رحمت شاہ
ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کے بیان کو صحیح مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ

کو خدا نجانے کسے حوالے کریں۔۔۔ اور اس پر اجمالاً ایمان رکھیں پچنانچہ تفسیر
خازن میں بھی زیر بحث و آخر مکتوبات رسول مسیح اور حرج
و خیال کے مسئلہ کو ان مکتوبات میں سے قرار دیا گیا ہے۔ جل کی حقیقت
معلوم الٰہی قدر ہوتی ہے۔ اب خدایسج موجود علیہ السلام کا ظہور ہو گیا ہے
کو پہنچانے کی اصل حقیقت کھل گئی ہے۔

جناب مولوی محمود علی صاحب اپنی تفسیر التحفیم القرآن مجلد ۱
صفحہ ۲۳۳ ص ۲۳۴ میں قرآن مجید کی آیت والذین یدعون
من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وہم یعلفون۔ موات
غیر حیات وما یصورون ایمان یبدشون و یخلع کا ترجمہ درج
کر کے لکھتے ہیں۔

”لا یخلقون“ اس آیت میں الذین یدعون من دون اللہ
سے مراد وہ اہل ایدہ اور شہداء اور صاحبین اور دیگر
ظہیر سموں انسان ہی ہیں۔ کون پڑھا لکھا نہیں جانتا
کہ عرب کے عقیدہ تباہی۔ یہی کثرت سے عیسائی
اور یہودی پائے جاتے تھے اور یہ مدلول ہے ہر کی طرح
اہل ایدہ اور اویاد اور شہداء کی پرستش سے گورہ تھے۔
آیت میں ان سب کو جس کی عیسائی اور یہودی پرستش
کر تے تھے مقررہ ہیں نہ کہ مقررہ قرار دیا گیا ہے۔“

در اصل یہ آیت کی روشنی میں محمود علی صاحب حضرت مسیح علیہ السلام کی

وفات کے ہی قائل ہیں۔ دوران کے رول کی پسگولی کو ختم ہوتے کے
 رب میں اسکی معصوم میں سمجھتے ہیں کہ وہ دوبارہ رہدہ ہو کر آجائے گی
 جب وفات کی میں پر ہو گئی تو نزول کا نفاذ رول ہو گیا، اور تو اس
 بن سیمان وان حدیث میں بھی کیسیج کے وہ فرشتوں کے کندھوں پہا تھ
 رکھے و مشرق کے منارہ کے پاس نزول کا سسٹو تاویں طلب بن کر
 مشغولیات یافتہ کام میں دیا میں واپس آنا حسب: بقرہ ۱۰۸
 اَلَّذِي فَطَنِي عَلَيْهَا الْمَوْتَ مَحَالٌ مِّنْهُ يَسْ بِرَأْيِهَا يَسْ وَفَاتِ كَسَمِ
 پر روشن دین سے۔

موردی صاحب کی یہ بات جی آپ کے سامنے رہے +
 ہر مقام پر یہ کٹ پھیل مابا نکل لیا حاصل چند کہ وہ
 یعنی عیسٰی نقل واد سے پانچکے یا لہندہ موجد ہیں۔
 باختر وہ وفات سے پانچکے میں۔ تو لہندہ سے
 ہمیں زندہ کر کے اٹھا لانے پر قادر ہے +
 اور ساتھ ہی موت لہندہ

کیا یہ معصوم اسام پر مشتمل ہیں۔

تیس دن حال و تیس عیسٰی کے شخص بہا جو سوال ہے اس کے
 متعلق رہے کہ حضرت ہادی سلسلہ احمدیہ میں۔ علم امت محمدیہ کے
 ایسے نہیں کیے ہیں۔ جس کے زمانہ میں وہاں کہ ظاہر ہوئے وہیں
 عیسٰی در دنیا جلد پسے بھی جھٹکے رہے ہیں اور کچھ بھی ہو سکتے رہے۔

جس سب کا تہ نے اہانت نہی مانا ہے۔ یہی مستقل نہی پس مسیح موعود
 کے استدلال کا حاصل یہ ہوا کہ اس آیت میں جو ایسے سائقین کے متعلق
 ہے تمام نف کے سائق کسی دوسرے ہی کے قتی نہ تھے۔ یہ درست ہے کہ
 ارادہ نامک نہا نہ میں آپ نے اپنے آپ کو مدعیوں میں سے محدث قرار دیا
 ہے جو امتی نہی ہوتا ہے۔ اور نہ نص طور پر ہی بھی۔ یعنی وہ مستقل نہی نہیں
 ہوتا۔ پس ہمارے لکھنا آپ سے درست تبسم کر رہا ہے کہ اس عبارت میں
 مطیع اور تابع کا لفظ امتی کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے اور چونکہ
 یہ آیت کسی مستقل نہی کے امتی ہونے میں مانع ہے۔ اور حضرت مسیح موعود
 علیہ السلام کے رد ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیثیت آید مافی میں بھی رد کر
 ہے۔ پس غیر امتی قتی کے کامل سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امتی
 نہی کے قیاس بھی۔ کامل امتی کے لئے موجب تردید سے نکالت حاصل
 کرنا شرط ہے تو جو ہی حضرت مسیح علیہ السلام کی تردید سے ہی نہ ہونا
 خود کامل امتی کیسے ہو سکتا ہے۔

یہ بات واضح ہو جائے کہ مسیح موعود علیہ السلام کے کلام میں اس
 آیت کی تفسیر یہ استدلال کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی نہیں ہو سکتے۔ گویا مطیع اور تابع کا لفظ اس
 جگہ آپ نے قتی کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ یہ ط پر کوسہ کے لئے
 نہ کوئی نہی امتی میں ہوتا۔ اور ہی سے مراد مستقل ہی ہے۔

لہذا صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے کلام میں جو حضرت ادریس کے

حضرت موسیٰؑ کے تابع ہونے کا ذکر آیا ہے۔ اس سے مراد صرف عیسائیوں کی
 تابع ہی ہو سکتا ہے۔ اس سے مراد اہل حق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خود حضرت
 مسیحؑ کو خود سے حقیقتاً ادنیٰ شے کے حاسب ہیں۔ ایک سوں کا یہ جواب
 دیا ہے۔

”اس جگہ یہ سوال طعن ہو سکتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی شہادت
 میں بہت سے ہی گمراہ رہے ہیں۔ پس اس حاست میں موسیٰؑ
 کا فعل جو بالا لایا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جس قدر
 ہی گمراہ رہے ہیں ان سب کو خدا نے براہ راست چس لیا
 تھا حضرت موسیٰؑ کا اس میں کچھ بھی دخل نہیں تھا۔
 اسی سے ظاہر ہے کہ آپؑ کے ردیک ڈاؤن مستقل سی تھے۔ جب مستقل
 سی تھے تو آپؑ کے ردیک وہ حضرت موسیٰؑ کے کامل اتنی ہیں کہ
 تھے۔ کہو یہ کامل اتنی کے سے حضرت مسیحؑ کو خود کے ردیک یہ ہے۔
 کہ یہ ایک کمال سے پہنچنے والے کی ہر وہی سے رہا ہو۔ آپؑ کو یوں پرہیز
 بنا لویں و حکیم ادنیٰ کے حث پر تحریر فرماتے ہیں۔

”اگر کوئی حضرت عیسیٰؑ اتنی تو کہیں میں گئے مگر نبوت محمدیہ
 سے ان کو کچھ فیض نہ ہو گا۔ تو اس صورت میں اتنی موسیٰؑ
 کی حقیقت ان کے نفس میں سے معقود ہو گی۔ کیونکہ اسی
 ہم ذکر کرتے ہیں کہ امتی ہونے کے بجز اس کے اور
 کوئی سے نہیں کہ تمام کمال، ہر شے کے درجے سے رکھتا ہو“

اور یہ طرہ ہے کہ قصبہ ادویہ کے قریب کے علاقے میں حضرت
 محمدؐ کے بعد کے واسطے میں کی گئی تھی جس میں حضرت بابا صاحب
 اہلبڈ کے گھر کی طرف سے ایک خانہ بنایا گیا۔

پس حضرت مرزا محمدؐ نے یہاں ایک مسجد بنوائی اور اس میں
 کی گئی تھی جس میں ان کے بعد میں کے قریب سے ایک خانہ بنایا گیا
 جس میں اب اس کے بعد میں سے ایک خانہ بنایا گیا ہے جس کے بعد
 بنایا گیا ہے جس کے بعد میں سے ایک خانہ بنایا گیا ہے جس کے بعد
 جس کے بعد میں سے ایک خانہ بنایا گیا ہے جس کے بعد

نئی مسجد بنائی گئی ہے جس میں اب اس کے بعد میں سے ایک خانہ
 بنایا گیا ہے جس کے بعد میں سے ایک خانہ بنایا گیا ہے جس کے بعد
 بنایا گیا ہے جس کے بعد میں سے ایک خانہ بنایا گیا ہے جس کے بعد

بنایا گیا ہے جس کے بعد میں سے ایک خانہ بنایا گیا ہے جس کے بعد
 بنایا گیا ہے جس کے بعد میں سے ایک خانہ بنایا گیا ہے جس کے بعد

بنایا گیا ہے جس کے بعد میں سے ایک خانہ بنایا گیا ہے جس کے بعد

مرزا محمدؐ نے یہاں سے ایک خانہ بنایا ہے جس میں اب اس کے بعد میں سے ایک خانہ
 بنایا گیا ہے جس کے بعد میں سے ایک خانہ بنایا گیا ہے جس کے بعد
 بنایا گیا ہے جس کے بعد میں سے ایک خانہ بنایا گیا ہے جس کے بعد
 بنایا گیا ہے جس کے بعد میں سے ایک خانہ بنایا گیا ہے جس کے بعد

مرزا محمدؐ نے یہاں سے ایک خانہ بنایا ہے جس میں اب اس کے بعد میں سے ایک خانہ

گیا ہے وہ اس کی طاقت کریں۔ اور وہ جو کچھ کہے اس کے مطابق چلیں۔
 حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اس بات سے انکار نہیں کہ رسول الہی
 لئے مبعوث ہوتا ہے کہ لوگ اس کی طاقت کریں۔ پس مسیح موعود کا، مثلاً
 اس آیت سے یہ تھا کہ جو مکہ کوئی مستقل بنی، متنی نہیں ہو سکتا لہذا
 یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہمنصر تھے اشد علیہ وسلم کا اتنی ہو کہ
 آئیں روک ہے۔ کیونکہ کوئی مستقل بنی اتنی نہیں ہوتا۔ اور حضرت
 مرزا بشیر احمد صاحب اس آیت سے صرف اس خیال کو جھڑکنا بودا خیال
 قرار دے رہے ہیں کہ کوئی مصلح عیسائی مصلح در مائت نہیں ہو سکتا
 بلکہ ہر نبی جدید تر ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت
 کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد میں روکنا بہت گراہ چاہتے ہیں اور صاحب
 مرزا بشیر احمد صاحب اس آیت سے صرف ہر نبی کے شریعت جدید ہونے
 کے خیال کو رد کر رہے ہیں۔ پس جو کہ وہ روکا استدلال ایک الگ دعوے
 کے لئے ہے۔ لہذا دونوں کے مبادیات میں ناقص کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
 ہاں ہمیں اس بات پر اعتراض ہے کہ حضرت مسیح موعود کا یہ ہیں
 کہ اتنی نبی نہیں ہو سکتا صرف محمد تیسرا تک نبوت ماقصہ ہی پانچواں ہے
 انہادی خیال تھا۔ جسے آپ کی بعد کی کیا باتوں نے مسکون کر دیا ہے۔
 گو آپ علی و عبدالحی علی مدت، سند اس جہاد کے انکشافات ہی سے تبدیل
 کے بعد بھی ہیں۔ وہ فہم۔

بے شک ہم درست سمجھنے میں کہ آیت و ما دسلک من رشوب

کے بھی اتنے کم بلکہ میرے متوجہ ۲۰۰ روپیہ مسئلہ اس کے لیے فرمایا۔ شد
 لٹائے بے فرمایا کو چار ماہوں کے اور ان کو اپنے ساتھ جاتے اور
 سدھانے اور پانے کے ایک ہی سیٹ میں، صبح بخیر میں اور پانے میں
 سدھانے کے لیے یہی ان کو اپنی عزت مانگی کہ۔ دیکھو وہ سدھانے سے
 ہی دترج میں آسکتا ہے، سدھانے مانگی، مزید کی سی ایک شائع ہے بغیر
 اس کے سدھانا ممکن نہیں۔

جہاں تک تفسیر کے اس حصہ کا تعلق ہے کہ بتانے پر یہ ہندو
 کہائیں گے۔ اس میں قرآن عظیم کا بڑا بڑا بڑا ہے۔ مگر قرآن عظیم
 کو سورۃ، اراۃ میں کتاب حکم کو بھی قرار دیا گیا ہے حضرت
 علیہ السلام ان کے اس بیت میں جو چھاپا ہو، لکھا، معرفت تھا ۱۰۱ بھی
 بطور مطلق قرآن کے کہاں قرار دیا ہے۔ جو ایک زائد ہے کہ اس میں
 معصود خدا سے کا یہی تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ کہ کچھ جاشیا
 کہ آپ کے اچھے سے روحانی، حیاد، محبت، مہابد کو مشن اور توجہ سے
 ہوگا، پس لوگوں کو اپنی طرف سے اس کی سس طرح پرہیزوں کو مانگی گیا
 جاتا ہے، اس کے لئے نہیں پوری توجہ دینی ہوگی، قیامت میں جا رہے ہوں گے
 ذکر سے ہر قدر معرفت حد کیا گیا ہے کہ ایت میں جا رہے ہوں گے ان کے لئے
 میان فرمایا گیا کہ ہر مہم کی ادوار میں سے انھوں میں خاص توجہ اور
 تربیت کے مستحق تھے۔ جن سے آپ کا مشن ترقی کرنے والا تھا۔ اور وہ
 حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب اور حضرت یوسف تھے۔

چوبشتری سخن اپلی دل سگر کہ خطا است۔

مطالعہ حدیث

آپ نے وہ حدیثیں طلب کی ہیں جن سے یہ ظاہر ہو کہ کامل طور پر رسول کے لئے ولائیت تھی نہیں کہلاتا۔ حواہا عزین ہے۔ کامل طور پر رسول اللہ سے مراد شارع، درستقل نہیں ہے۔ درجن حدیثوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اسپیہ کا ذکر فرمایا ہے وہ سب متقل یا شارع تھے۔ ان نصوص میں کسی کو امتی نہیں کہا گیا۔ اگر کسی حدیث میں ان میں سے کسی کو امتی کہا گیا ہے تو اس کا ثبوت آپ کے ذمہ ہے۔ ہم تو اس سے انکار کرتے ہیں۔ ہمارے ذمہ ثبوت نہیں۔

ذکر میں پر بھی عمر فرمائیے کہ کوئی حدیث
بظاہر تناقض کی مثال | اردن علیہا السلام کے متعلق قرآن میں

دو بیان کیوں آئے ہیں۔ جن میں سے ایک میں قولاً ان رسول رب العالمین کے الفاظ ہیں۔ اور دوسرے میں قَوْلًا انا رسول ربک کے الفاظ ہیں۔ یہ مفرد اور جمع کا اختلاف وہ رب العالمین اور ربک کا اختلاف کیوں ہے اور دو بیابوں میں سے کوئی سے لفظ موسیٰ و ہارون نے فرعون کے سامنے استمال کیے تھے۔ مگر وہ تطبیق ایسا د نہیں کرتی ہوگی سیاق میں تو اس کی کوئی وجہ نہ کہہ سکتے ہیں۔ ہمارے اس سوال کا جواب بھی سوچئے کہ موسیٰ کو کسی جو کہ اپنے بھائی کے متعلق یہ چہ گائی کیوں ہوئی کہ وہ

کہ جس سے فرار کر کوئی کام سے جو ستر پر فتر، اگر سے یا جس کی بیعت کی
 تک سب کر سے ان سب کر فتنہ پہ کا مقدمہ جس پہ ملے گا یہ مسئلہ یہاں کا ہے
 حقیقت کیا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ مصری علی شہد جلیلہ گزشت میں سمجھا گیا ہے۔
 اور سکتا ہے کہ یہاں شہد کو سبب و قیاس کی ہے۔ وہ بزرگے متعلق قرآن میں ان
 ملاحظہ ہو۔ معاذ کی علی شہد کا حقیقت سورتہ تھا جو کہ یہاں موصوفات عیسیٰ
 معین، بلائی و میں لایا ہے، ماحصلہ ماحصلہ میں ہیں مباحث برا ہے۔
 جس ۲ مصری میں ہے کہ حقیقت علی شہد پر احداث حقیقت ۲ مصری
 کی کثرت با ترف و حسن ہیں ہے کہ یہاں یہاں شہد شہد ہے۔ وہ
 ظالم الہی ہے و شرط کے تحت پر جو کہ تحقیق ضروری ضرور مانگنا ہے
 در کوئی حقیقت ماحصلہ میں کہ اگر تصویل علی حقیقت کی شرط ماحصلہ
 تو یہ جو اور بھی نہیں پائی حواس کے کی اور جس شرط کے پاس سے ہے
 جو ماحصلہ ماحصلہ ماحصلہ ماحصلہ ماحصلہ ماحصلہ ماحصلہ ماحصلہ
 لیسر و طعن بشرط ماحصلہ ماحصلہ ماحصلہ ماحصلہ ماحصلہ ماحصلہ ماحصلہ
 تھیں شہد ماحصلہ ماحصلہ ماحصلہ ماحصلہ ماحصلہ ماحصلہ ماحصلہ
 نہا ماحصلہ ماحصلہ ماحصلہ ماحصلہ ماحصلہ ماحصلہ ماحصلہ ماحصلہ
 تھا و لکھم عبد اللہ ماحصلہ ماحصلہ ماحصلہ ماحصلہ ماحصلہ ماحصلہ ماحصلہ
 یہاں سے کریں کہ وہیں جو ہم ہیں دے دے ہیں وہاں کے شہد ماحصلہ
 ہم فرمیں کہ اس سے اچھل دے دے ہیں۔ کہ وہ گویا ہیں اور وہ
 چاہیں۔ وہاں کے چھوٹے چھوٹے چھوٹے چھوٹے۔ لایا ہے ماحصلہ ماحصلہ

مگر جب کہ بعد قتلہ قطعاً مسدود ہو جائے گی اس لئے کہ
 آپ کے لئے ہم کا لفظ ایسا ثابت ہے کہ تو ان کو دیکھ کر
 قسم تو اس کے معنی میں ہے کہ اس کے معنی میں ہے اور
 کہ اس کے معنی میں ہے کہ اس کے معنی میں ہے کہ
 و فروع از جہات و ... اور قطعاً وہ اس کے معنی میں ہے کہ
 چونکہ

اس میں چار سرور میں مایہ علی ہے اس میں چار ہیں
 حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو اس عبارت سے کیا کرتے ہیں وہ پھر اس عبارت
 کو خود ایک غلط معنی دے کر اس پر پکے اعتراضوں کا سامنا کر رہے
 ہیں۔ وہ اپنے من مصلحہ "ہجوم" کی بناء پر ہمیں بھی دسہ رہے ہیں۔
 تعصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ یہ عبارت مسیح کو خود غیبی اسلام کی ایک
 عبارت کے شروع کے نقطہ سے پہلے چھوڑ کر یہاں نقل کر کے دیا۔

"یہ لکھا جان کر کے کہ اس سے کہ قرآن شریف میں
 ہر جگہ موت کے محل پر لکھتی ہے بعد انہوں سے کیا ہے
 اب تعین کا لفظ کیوں استعمال میں کیا اس میں بھی
 یہ ہے کہ موت کا لفظ ایسی چیزوں کے لئے کی سبب بھی
 پر لا جاتا ہے جس پر وہ دھاری جو ہے کے بعد کوئی روح
 ان کی باقی نہیں رہتی، جو کہ ... خدا تعالیٰ کو
 اپنے کلام عزیز میں یہ منظور ہے کہ کتنے کتنے لوگ پر ظاہر

رہے کہ اس کی ایک طرف سے دوسری طرف سے دیکھ کر
 بعد چٹائی میں گڑھا نہیں ہوا۔ ٹھیک میں
 سے میں نے دیکھا ہے کہ یہ گڑھا گڑھا
 رہے۔

۲۲۲-۲۲۳

پہلے سے پیش کر کے پہلے سے پیش کر کے
 قرآن کریم میں سے ان کے لئے قرآن کریم میں سے
 کسی طرح میں نہت در بے کافہ اسعالیٰ میں ہے۔ اور میں
 کہ کہ میں نے اس کے قرآن میں سے میں نے اس کے
 کہ میں نے اس کے قرآن میں سے میں نے اس کے
 سوال کیا ہے۔ غلط ہے۔ اس کے لئے کہ میں نے اس کے
 کے سوال کے لئے قرآن مجید سے جتنے جو ہے درجہ ہوں میں سے
 جاسکتے ہیں۔

مصر میں مسیح موعود کی خدمت کو لکھنے سے یہ آپ کی خواہش
 اور تھوڑی سی کہ گویا آپ میں کزوں میں سے قرآن سے پیش کر
 میں میں اس کے لئے میں نے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 بانی سلسلہ احمدیہ کی عبادت کا وہ مطلب نہیں جو انٹرا میں
 ہے اصل عبادت کا پس لفظ قابلِ توجہ سے۔ حضرت مسیح موعود

”اس جگہ یہ نکتہ بیان کرے کہ لائق ہے کہ قرآن شریف
میں ہر جگہ موت کے محل پر توفیق کا عطا کبوں، بسماں
کیا ہے۔“

حنا پد میں حمامہ کے سرخ سے آپ نے اس جگہ ”عطا عیروا
یا ہے۔“ عطا دے میں اس جگہ کا است وہ پہلے مضمون کی طرف ہے جس
میں حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن شریف سے ایک عظیم اور بڑی بات کی توفیق
میں توفیق کے استعمال پر مشتمل جو توفیق کی بات درج دلاتی ہیں، اور اس
کے ایک حصہ جدا اس میں سے کسی آیت کو دہرایا ہے، جس میں یا کثرت
بات صفحہ ۳۷۲-۳۷۱ پر درج ہے۔ درج ۳۷۲ پر پھر ان میں سے
دستخط آیت کو دہرایا گیا ہے۔ اور پھر ان پر یہ نوٹ دیا ہے
”طور مودہ دیکھا جہاں پہلے کہ یہ آیت کسی طرح اور صاف
طور پر موت کے مضمون میں استعمال کی گئی ہے۔“
.. بلاشبہ بعض درمضی طور پر توں سے ”تو کثرت“ آتی
میں اور یہی ثابت ہے کہ ہر جگہ در توفیق توفیق کے عطا
تہ موت ہی مراد ہے تو پھر نفسا بر عہدہ دو آیتوں کی تفسیر
دلتی، سو فیصلہ در حقیقت سو فیصلہ توفیق میں۔ چنانچہ
دل سے کوئی معنی نہیں ملتا، مگر قرآن کے گھر نا اگر
نہی، اور تخریب میں تو در کیا ہے۔“

جناہوں میں اس سے خاک کے بعد آپ کی پیش کردہ بات شروع ہوتی ہے۔

”اس سبب کا مدعا یہ ہے کہ اس جگہ سے صرف کر دیا ہے۔ اس جگہ سے لکھنا
کے ساتھ عبارت کا شمار یوں ہو گا۔“

”اس جگہ سے لکھنا یہاں کرنے کے ذائقہ ہے۔ قرآن شریف

میں مروجہ عرب کے فعل پر توفیق کا لفظ کیوں استعمال کیا ہے؟“

اس سے حضرت مسیح موعودؑ کی مراد یہ ہے کہ شعاع علیہ السلام کو عین ذکر

بانی تمام آیات میں جو وہ توفیق کے اسماء کے معنی روح کی جانب

ہیں۔ ہر جگہ قرآن کریم میں توفیق کا لفظ عرب کے فعل پر استعمال کیا ہے

۔ ہمیں چرخیوں آیتوں کے معنی ”گئے“ میں کو عبارت کا مفہوم ہے

کہ موت کے غم کو ترک کر کے اس کے قبضے کا لفظ استعمال کیا ہے

حضرت مسیح موعودؑ یہ نہیں فرما رہے کہ قرآن میں مروجہ عرب کا لفظ استعمال

کے لئے ترک کیا گیا ہے اور کہیں بھی استعمال نہیں کیا گیا۔ بلکہ یہ

میں کہ اگر وہ آیات میں عرب کا لفظ ترک کیا ہے تو اس

لغت کا ہی ہے۔ مگر استعمال عرب کی بجائے توفیق کا لفظ ہوتا ہے۔ اس

کا بھید یہ ہے کہ قرآن میں عرب کا لفظ یہی حیرتوں کی حد کی نسبت

بھی مولا عام ہے جن پر فنا کی ہوس کے بعد کوئی روح کی مانی

ہیں۔ یہی کہ جس حالت میں بھی لفظ یہ ہمارا ہے کہ جس پر فنا کی

ہوسنے کے بعد اس کی روح باقی رہ جاتی ہے اس پر بھی عرب کا لفظ استعمال

ہوتا ہے اور وہ انسان ہی ہو سکے۔ یہ ”یہی“ کا معنی حیرتوں میں

آپ کی صفا طور پر یہی ہے کہ وہ عبارت میں اعراض کا منع صریح کر رہا ہے

صفت ہضم حاصل ہونے پر مسودہ چھٹل عین دانتوں
 اظہار سے یہ سببوں کی وجہ سے جھڑکنا شروع ہو گیا جس
 مستند لہذا یہ سببوں کی وجہ سے جھڑکنا شروع ہو گیا جس
 دیکھائی کی کہ یہ سببوں کے لئے موت و راحہ ناس کے لحاظ کے
 ممالک کے لئے چلے گئے۔ یہ سببوں کی وجہ سے جھڑکنا شروع ہو گیا جس
 تو لہذا یہ سببوں کی وجہ سے جھڑکنا شروع ہو گیا جس
 کسب و کار میں مسودہ خود سببوں کے عطا کیا تھا اس کے لئے
 برائی میں آتے ہیں۔ یہ سببوں کی وجہ سے جھڑکنا شروع ہو گیا جس
 تیسرا ازار و راحہ میں مسودہ کی وجہ سے جھڑکنا شروع ہو گیا جس
 دیباہوں کی وجہ سے جھڑکنا شروع ہو گیا جس
 یہ سببوں کے لئے مسودہ کی وجہ سے جھڑکنا شروع ہو گیا جس

جس سببوں کی وجہ سے جھڑکنا شروع ہو گیا جس
 کہہ دیا کہ نہیں ایک بار بالہ دیکھئے یہ سببوں کی وجہ سے جھڑکنا شروع ہو گیا جس
 لئے آتے ہیں یہ سببوں کی وجہ سے جھڑکنا شروع ہو گیا جس
 ہائے مسودہ کی وجہ سے جھڑکنا شروع ہو گیا جس

یاک میا اقمہ میں ایک بار مسودہ کی وجہ سے جھڑکنا شروع ہو گیا جس
 مسودہ ۸۳۵ سے ایک مسودہ کی وجہ سے جھڑکنا شروع ہو گیا جس
 ہستہ کی وجہ سے جھڑکنا شروع ہو گیا جس

وہ میں بحق، لیٹا ہوا علی الدین گتہ کو پیش کر کے یہ
 لکھا ہے :-

”یہ آیت حسدانی اور سیاستہ ملکی کے طور پر حضرت
 مسیح عہد اسلام کے حق میں پیشگوئی ہے۔ اور جس
 عقیدہ کو طہ جن اسلام کا دہہ دیا گیا ہے وہ عہد مسیح
 کے درجہ سے فاعور میں آئے گا۔ اور حبیب حضرت مسیح
 دہ دہ میں دیا میں قشریہ لائیں گے۔ تو ان کے لئے
 سے دیں اسلام جمیع اقطار و اطراف میں پھیل جائیگا۔“

حضرت ہانی سلسلہ حدیث کا یہ بیان بعض مفسرین کی تفسیر کے تحت بق ہے
 جو اس آیت میں بیان کردہ عقیدہ کو عیسیٰ علیہ السلام کی حد ثانی سے متعلق
 قرار دیتے رہے ہیں جو حضرت مانی سلسلہ حدیث پر ابھی یہ الہامی
 اشعار ہیں جو اہل حق کہ عرب ہیوای عہد اسلام و ذات باچکے ہوتے
 ہیں۔ اور مسیح کی آیت مانی کی پیشگوئی کا صدق در، علی آپ ہی میں
 در مسیح بن مریم سے شہادت رکھنے کی وجہ سے اس پر خود پیشگوئی کے
 صدق ہیں لہذا اس اختلاف سے پہلے آپ سے ال بعض مفسرین
 کا وہی عقیدہ ساق کیا ہے جس کو اس وقت آپ رہنما و اجتہاد
 مانتے تھے۔ کیونکہ خود بھی یہاں مسیح کے قابل تھے۔ آپ کا یہ بیان تحقیقی
 نہیں تھا محض رسمی ہے۔ مگر یہی اکتیو آپ نے سہم اور سامرہ جو سے
 کی حد میں تجدید دین کی حد نظر لکھی۔ لیکن اس کی سب باتیں لکھی ہیں

اور جس آدمی کا قابلِ اعتراض نہیں ہوتا۔ پس اس نے کہا کہ
 اگرچہ خدا اس لئے نے راہیں جو بہ ہیں میرا نام ایسی رکھا اور
 یہ بھی دیکھا کہ تیرے سے کسی رشتہ اور دوستوں سے کسی
 منکر چکر یک گروہ میں ہوں گا اس عقائد پر مجاہد تھا
 اور میری بھی ہیں اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ مسیح پر
 نازل ہوں گے اس لئے میں سے خدا کی وحی کو کھانا چرہ
 حاصل کرنا رہا۔ بلکہ اس وحی کی تائید کی وہ یہ عقائد
 وہی تھا جو عام مسلمانوں کا تھا۔ اور اسی کو میں نے
 میں مان لیا۔ لیکن بعد میں کہ اس امر میں، مثال کے
 وحی لہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح ہو گا جو آسمان سے اترے گا
 ہی ہے اور ساتھ میں کے خدا کی شان ظہور میں آئے
 اور میں داسماں رہا، میری بعد میں کے لئے کھڑے
 ہو گئے اور خدا کے حکمت کے ہوتے مثال میں سے ہر گز کے
 مجھے اس طرف سے آئے کہ سری رہا۔ میں مسیح گئے رہا
 میں ہی ہوں۔ اور میرا خوف، تو وہی تھا جو میں سے میں
 احمد ہے میں لکھ رہا تھا۔ اور پھر میں نے اس پر کھانا
 نہ کر کے اس وحی کو مراں سرعیت پر عرض کیا کہ اے قبطیہ
 اللہ است سے تابن ہوا کہ در حقیقت مسیح بن مریم فوت
 ہو گیا ہے اور آخری صلیب مسیح ہو گا کہ یہ اس وقت

میں سے تھے گا، اور جس کو میں چاہتا تھا تو
 کوئی کام بھی نہ کرتی رہتی کسی طرح میرا نہ ہوتا
 سماجی شہادتوں اور خزانہ برکت کی تحفہ نہ ہوتا تھا
 میں نے کچھ سوچا تھا، مگر اس بات کے لئے ضرور

کرنا کہ میں اپنے تئیں مسجود نہ رہا، میرے لئے
 یہ کافی ہے کہ وہ میرے بار میں نہ تھا، اس بات کی برکت
 تو رہی میں پرستار کی گتہ میں تھا، اور کوئی تھے
 نہیں بیاہتا تھا، اور نہ ہی میں بھی کر دیتی تھی
 صبر نہ کرے اس۔ ہونٹ جاتی ہے بچے

عزیز کا نام نہیں ہے چاہے یہ تو مسجود نہ ہو، وہ
 پرستار کے دل میں ہے، کیسے تھے ہم باہم
 کرتے تھے ساتھ ساتھ، نہ میں نہ تو تھی
 کہ اس لئے کہوں گی یہ، حقیر الوداع ہے

میری صواب گوئی صحت ہے کہ آپ میرے ہاتھ میں اور بہت
 شکر رکھیں گے۔

دعائے رہے کہ آیت لیل طہود علیٰ نبیہم کلمہ میں کوئی
 خط نہ ہو، نہیں، جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی پر دلالت
 کرنا ہو، میں نے جو یہ سچا کا عقیدہ برابری مسیح کی عورتوں سے
 ادا کیا ہے، اور قرآن کریم کی آیات جو دعائے مسیح پر لکھی ہیں

نَفْسٍ مِّنْكُمْ كَبُرَ الْفِيلُ ذَا صُتْبٍ -

در بر کس سرخ استرخ استرخ نفسی ۳۹۲

تور۔ جو بات ہیں تمہیں خدا کی طرف سے سناؤں وہ تو
رہتی ہے وہ جو کچھ میں بات کے متعلق ہی طرف سے
گوں تو میں ایک اس ان جوں بھٹی بھی کر سکتا ہوں۔
صحیح بات بھی کہہ سکتا ہوں۔

خدا جاننے آپ حتمی ہیں ملحق بر حقیقت کے معنی ہونے کے لئے یہی گواہی
کا معنی ملے گی کہوں حرمت کر رہے ہیں۔ جبکہ عہدِ ادبی مدعی کا
اسکے کسی ایت کے سمجھنے کے بارے میں مستبد الایمان تمام بیہوشی سے
بھی ہوسکتا ہے مجھے میں خدا ملک ٹریش کرے کی ضرورت نہیں وہ
کی حد میں آپ کے جواب میں کافی ہے۔ پس آپ کے حوی حد کے خدا
کا ہر وہ بھی ہمارے اس کلام میں آگیا ہے۔ تفصیل کی ضرورت نہیں۔
ایک یا سترن آپ کا۔ چہ کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں، "قرآن کریم
میں مذکور ہے کہ کھفرت میں سے خدا عیسٰی کے نکل کے اشارے
سے چاند کو ٹکڑے ہو گیا" (عشر معرفت ص ۱۴۱) اس پر آپ کا
عبرائے یہ ہے۔ "قرآن مجید میں کھفرت میں سے، خدا عیسٰی کے نکل
کے اشارے کے لئے کوئی حد نہیں ملتی"۔

تب کہ یہ پیش کردہ عبارت سیاق پریدہ ہے، اور بر حاسان
میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے اس کو صحیح طور پر نہیں پڑھا یہاں یہ

قرآن مجید کی مستحکم دلیلیاں بیان ہو رہی ہیں جو یہ بھی جو ہیں۔ نہیں کے
سلسلہ میں حضرت باقی سلسلہ احمدیہ تحریر فرما رہے ہیں۔

یہ ہی سن الفجر کا عادی شاہ معجزہ جو مدنی لائق
کو دکھلا یا ہے۔ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ انھیں
ہیلے اللہ صلب و سلمہ انکلی کے است رہا سے چنانہ دہ
نکڑے ہوگے۔ اور کفر سے اس معجزہ کو دیکھ اس کے
جواب میں یہ کہا کہ ایسا دوزخ میں لانا حذف علم معیت
ہے یہ ہر امر حصول مانی میں۔ سو قرآن شریف تو فرمایا
سے کہ اَقْرَبْتُمْ شَاغِرَةً وَالْأُنثَى الْفَضْلُ
اَب تَزَوَّجْتُمْ يَغْرَضُوا كَأَنَّمَا أَصْحَابُ
مُتَشَبِّهَاتُ

اسی بیان کو پڑھتے سے ثابت ہے کہ قرآن شریف میں مذکور جتنے کے
احادیث ایسا ہی سن الفجر کا عادی شاہ معجزہ جو مدنی لائق کو دکھلا رہا
ہے۔ سے معنی میں اور اعلیٰ عبارت پر لکھا ہے کہ اس کے نصرت
ہاں سلسلہ احمدیہ سلسلہ میں سے خود اس معجزہ کو یوں بیان کیا ہے
کہ "حضرت علیہ السلام کی بخشی کے اسرار سے حیا و دھرم کے
جو گہاں وہ آپ کا بیان میں سنسور و تحریک بار بردہ کر سکتے
حضرت علیہ السلام و سلمہ نے شکی کا شہادہ کیا تھا۔ آپ نے یہ
سین فرمایا کہ قرآن شریف میں، شکی کے است ۵۵ ذکر موجود ہے پس آپ

من چکا سے، کہیں، اب تو نہیں ہے کتا بچل کے بھی
 و فلسفی لوگ مرزا صاحب کے اس ذراں پر بیٹھ رہے
 جو ہر قسم کی کوکسی کا لکت میں بھی رہیں گی مدت باہر
 ہیں کئے دنیا کا کہ انسان چنے زور بارو سے کوئی
 بسا کام انھیں سام دے سکتا ہے، خود خدا نے کے وعدہ
 کے خلاف ہو۔ یا حد تعالیٰ کی پیشگوئی کے خلاف ہو؟

پیش کردہ تیسوں میں رہا اور امر کی ہیں جو اس
الجواب ۱۔ زمانہ کی کتاب ہے۔ حیکہ مضامین، غائب پر ہمارے

کے مشہور ذرائع موجود نہ تھے۔ پس شیعہ ذرائع کے غیر و ان کی
 عدم موجودگی میں تبسم کی کے مضامین سے یہ کتاب پر ہمارے کو
 ان مضامین میں غور کیا گیا ہے۔ اور یہ کتاب مشہور ذرائع کے
 بغیر سچ بھی حال و رہنمائی کے قابل ہے۔ اور پاکستانی ہے۔

جناپ من، پہلی اور دوسری کتابت سچے سے قطع و رید کے
 ساتھ پیش کیا ہے۔ پس ہمارے سے چنے کے بل کے مطابق ہے
 ضرور دیکھیں۔

از کل ایک بات عرض ہے کہ یہ اور پر و حسیہ اللہ

اس بات کو مثال ثابت کرتا ہے کہ کوئی بات اپنے اس

کا جسم کے ساتھ کرنا نہ ہو کہ یہ سچ ہے؟

من ہمارے میں ہے اور پر نے نفس کے منظر پر لگا ہوا جسم کے ساتھ

دوسری عبارت میں آخر کا فقرہ "اور کہ یہ فی نفس کے منہ کے
 حلقہ ہیں ہوگی" کا نفس کئی عبارت سے ہے جو یہ ہے کہ "اُنھیں ازل
 اور آخر کے حقوق کی وجہ یہ بیان کی جاتے کہ جبر و غیر جبر کی وجہ سے فیہ
 میں وہ "نگیا ہوگا" پس اس عبارت کا نفس پہلی عبارت سے جس میں پہلی
 عبارت میں عربی زبان بڑا ہے کہ جبکہ تیس و چالیس سر و دست کا
 رہیں سے، وہ یہ کی طرف جانتا ہے کہ موجب ہے تو حضرت مسیحؑ اس جسم فطری
 کے ساتھ آسمان پر کس طرح پہنچ گئے، اس خیال کے متعلق حضرت علیؑ
 سلام اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ خلقی اور طبعی لوگ اس بات پر نہیں گئے
 سو ہمیں میں کیا شک ہے کہ آج بھی اگر کوئی شخص یہ بیان نقل پر
 کرے کہ انہاں خارجی، دی ورائع کے بغیر خدا کی جسم کے ساتھ نفی
 میں جائے گا اور یہ کہ وہ لکھا ہے تو اس مسئلہ میں اس قدر حیران کے
 مردیک بہ خیال نفسی کے قابل ہوگا۔

تیسرے حوالہ کی عبارت درست ہے اس میں یہ فقرہ ہے کہ
 بالخصوص اس کے لئے یہ بیان فرمایا ہے کہ اس لئے کہ "فی رائے نگاہ
 در مدہ رخنہ کے لئے متبع رہیں سے و بچستہ" اور اس کے لئے کہ وہ
 "مگر ایسی شے کے ساتھ انوں کے بغیر کسی جسم کی جگہ زائد ہے" اور
 سے یہ نیت ہر دو مانع ہے کیونکہ "تکتم" ہر جگہ سے کواں خود است
 رہتہ "تقریر کی قسم کے" "وہاں ہو سکتا ہے" اور
 "درہ رشتہ" کا یہ لفظ کے عبارت پہلے لار

و سنہ ۱۰۰۰ ہجری میں درج ذیل حکم صادر ہوا کہ جو شخص کسی
 بے پس نظر، شہرہ دار، یا کوئی اور شخص سے کسی شے کی خرید و
 فروخت کرے گا، اگر اس شخص سے پہلے اس شخص سے کسی شے کی
 خرید و فروخت ہوئی ہو، تو اس شخص کو اس شے کی خرید و فروخت سے
 ہر قسم کی ضمانت ملے گی۔

یہ آج تک کسی شخص سے نہیں کہا کہ حضرت علیؑ سے اسلام
 و یقین سے اس شخص پر ہے یا کسی کو اس سے کسی شے کی خرید و
 فروخت کر چکے ہیں۔ اس کے باوجود اس شخص کو اس شے کی خرید و
 فروخت سے ہر قسم کی ضمانت ملے گی۔ یہاں تک کہ اس شخص
 کو اس شے کی خرید و فروخت سے ہر قسم کی ضمانت ملے گی۔
 حضرت زکریاؑ کی بیوی سے حضرت زکریاؑ کی بیوی سے ہر قسم
 کی ضمانت ملے گی۔ یہاں تک کہ اس شخص کو اس شے کی خرید و
 فروخت سے ہر قسم کی ضمانت ملے گی۔ یہاں تک کہ اس شخص
 کو اس شے کی خرید و فروخت سے ہر قسم کی ضمانت ملے گی۔

وَلَا تَحْسَبُ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَكُونُ لَكَ
 كَيْفَ تَشَاءُ

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اسلام آپ کو
 پسند نہیں آئے گا۔ اور اگر آپ کو اسلام
 پسند نہ آئے گا، تو آپ کو اسلام
 سے ہر قسم کی ضمانت ملے گی۔

ہرگز کبوتر رسوں وراثتی کا مفہوم نہیں ہے۔ از
 پتہ نام البیہیں ہر ماہوار سے کسی کریم جیسے، شہر علیہ السلام
 کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ اس البیہ
 ہی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور میں گرا ہے اور
 نبوت نامہ میں کتا جس کو دوسرے غلطوں میں بحث
 بھی کہتے ہیں وہ اس تکذیب سے پر ہے۔

۲۔ رالہ، دہم شش طبع اول،

۲۔ سو یہ بات کہ اس رکنہ دے مسیح، کو اسٹی بھی کہا در
 ہی بھی۔ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دو ذاتوں
 کا اس میں پامال ہونا ضروری ہے۔ لیکن صاحب موت
 تبار فوہرت یک نشان موت ہی رکھا ہے۔ غرض
 محمدت دو دونوں رنگوں سے رنگیں ہوتی ہے اسی لئے
 محمدت نامہ سے براہین، محمدیہ میں اس کا بڑا جیسی مرزا اس
 کا نام آتھی بھی رکھا اور بھی بھی۔

۲۔ رالہ، دہم شش طبع اول،

بھرتیہ ری عبارت قاضی محمد زید کی کتاب سے یہ فہرست کر کے لکھا ہے کہ
 ۳۔ قاضی محمد زید صاحب اپنی کتاب الحقیقۃ المسدین فی تصدیق
 حاتم بنیہیں لکھتے ہیں کہ وہ

دافع ہے کہ حاتم بنیہیں کے معنی لا منعی بہتر کھرت کے معنی تھاں ہیں

بہت مشکل پہنچ کر نظر بد، ذکر کے، متبادر نہیں کر سکتا۔

میرا سوال یہ ہے کہ براہِ صاف ہے اس بدکردار کا تحریر
میں اور منشاء تک دوسری شخصیتوں میں جتنا امتیاز
کے معنی معنی بہا جس پر رکھے اور ملت معنی کیا؟

مکرمی، ان خیالوں کے مقصد و فتح رہے کہ ہم لوگ حضرت علیؑ
احمدیہ کی موت کے لئے تادم کی اصطلاح استعمال نہیں کرتے۔

یونہی کہ وہ اپنی سلسلہ محدث سے اس اصطلاح کو ایسے نہیںوں سے
مخصوص قرار دیا ہے۔ جراتی۔ ہوں بلکہ ہم آپ کے لئے نئی ہی
یا طائی کی اصطلاح استعمال کر رہے ہیں، ہمارے ایک عالم نہیں کے

معنی معنی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ذاتی یا
مستعمل ہی نہیں آ سکتا۔ اور جی معنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے
بعد مقرر ہے۔ اور یہ ہے اور حاتم لیسٹ کے تحت معنی یہ ہے کہ

موت کے بعد یہ کس قسم کے ہیں سے آپ کا ایک قوی جوڑ ہے
طبقہ کا وہ ہیں حاصل کر سکتے ہیں۔ اور موت طبقہ، قصہ بھی، یہ حدت
و سنتی ہی میں حضرت موت طبقہ، قصہ، اور کلام کا ہی فرق ہے۔

اور یہ ایک ہی قسم موت ہے۔ منشاء کا حضرت، ان سلسلہ حضرت
پر یہ اکتاف نہیں ہوا تھا کہ آپ کو ہر جہاد پر موت کا خطاب
دیا گیا ہے، اس لئے اس عراحت سے بچے آپ اپنے لئے ہی کہ لفظ

اسی، ادلی کے ساتھ ہی استعمال کرتے ہیں کہ آپ عرسل محدث، شد با

مرنی پڑی ہیں۔ و موت تادمہ شریعہ، اور بڑی تادمہ مستعملہ کے مقابلہ
 میں آپ کی یہ موت تادمہ نہیں بلکہ ناقصہ ہے، کیونکہ علم میں اس قدر تک
 لائی کے بعد خود کوئی دوسری نہیں کر سکتا۔ درصحت اسی نے آپ
 پر آپ کی شانِ موت کا طشاعت تدبیر کی کرنا چاہا۔ مالوگوں کے لئے
 اسے تسلیم کر کے میں موت ہو۔ معلوم ہوتا ہے اسی لئے رسولِ کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مکی زندگی میں خاتمِ نبیین قرار دیا گیا۔
 اور مدنی زندگی میں بھی وفات سے تقریباً پانچ سال پہلے آپ پر یہ
 بحالتِ بچہ کا آپ خاتمِ نبیین ہیں۔ جب رسولِ کریم نے صحیح مسلم کی
 حدیث کے مطابق خاتمِ نبیین پر اسی تعبیر کی وجہ بیان دیا ہے
 آپ سے فرمایا۔ قُضِیَتْ خَلْقُ الْأَنْبِیَاءِ بِسَبَبِ رَحْمَةٍ
 اَللّٰہِ وَحُسْنِ رِزْقِیْ اَنْبِیَیَیْنَ سَبَّحَ رَاقٍ ہے۔ اسی وجہ سے
 پانچویں وجہ ارسلیتِ الیٰی رَحْمَتِیْ کَمَا فَتَحَ مَسْکُوۃً بِسَبَبِ
 سَبَبِ اَرْسَلَنِیْ اَلِیٰی سَبَّحَ رَاقٍ ہے۔ حالانکہ اس معجزہ کی نسبت آپ
 پر مکی زندگی میں نزل ہو چکی تھی۔ پانچ سو سورۃ شہاد میں جو مکی
 سورۃ ہے۔ وَہَا سَبَبُ الْاَنْبِیَیِّ اَلِیٰی سَبَّحَ رَاقٍ
 وَہَا سَبَبُ الْاَنْبِیَیِّ اَلِیٰی سَبَّحَ رَاقٍ کے الفاظ موجود ہیں۔ یہ اعتبار
 دوسرے ائمہ کے معجزہ میں آپ کو حاصل تھا مگر اس وقت آپ نے
 اسے دنگ بنیاد پر وجہ شریف کے طور پر بیان نہیں فرمایا تھا۔
 بجز بیتِ خاتمِ النبیین کے نزول پر ہی آپ نے تمام وجہ پر اس وجہ

کو بھی وہی فصلت کی وجہ میں سے ایک وجہ قرار دیا ہے۔ حاتم
الطہیّتی کی آیت کے نزول سے پہلے وحی صریحہ علیہ وسلم نے یہ
فرمایا تھا: لَا تُخَيِّرُوا لِي عِشِي مَوْسَىٰ، کہ مجھے موسیٰ پر ترجیح
مسترد نہ فرمادینا، لَآ تَخَيَّرُوا لِي عِشِي يُولَسَّسُ، میں مسٹی کہ
مجھے یونس پر مسٹی پر فضیلت سب دور ٹو بی اس وقت، یہی مس اس کو
اس میں سے انھیں اور بڑھ کر قرار میں دیا تھا۔ عَنِ الْمَكِّيَّةِ
مَا زَكَّيْنٰكَ اِلَّا طَآئِفَةً يَدْعَاكَ فَيَذَرُكَ شَرَّهَا
فَقَصِيئَتُكَ فِي دَجْوٍ مُّوْجِدَةٍ، اس کا افسانہ کی وجہ ہونا، کب پر اس وقت
مکلف ہوا، جب خاتم النبیین کی آیت نازل ہوئی۔ مالتی اسی زمانہ
میں آپ نے یہ بھی فرمایا:-

”لَوْ كَانَ مُوسَىٰ حَبِيبًا لَّمَّا دَسَعَهُ اِلَّا اَشْيَآءُ“

کہ اگر موسیٰ زندہ بھی ہوتے تو میری نجات کے بعد اس میں عار نہ ہوتا۔
یہ طائفہ لہذا اس آیت سے اقصیت کی حقیقت کا اس
کے نزول کے وقت نہ کھٹنا بلکہ ایک دوسری آیت کے نزول پر اس
حقیقت کا کھٹنا یہ ظاہر کرنا ہے کہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
پر بھی بعض آیات کے پورے حای نہ تھا کھٹے ہیں اور یہ بات
مذہب کی حقیقت کا موجب ہے اور نہ اس بات کا موجب ہے کہ آپ
اس وقت صغر نہیں تھے

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اپنی شان کے بارے میں

اس آیت کا مدعا بھی انکشاف کرتا ہے، ناقص عقلی ہی میں یہ کامل، اس اعتبار سے جسے آپ کے پاک و برحق ہونے کے خلاف بطور دلیل پیش نہیں کیا جاسکتا۔ واضح ہے کہ یہ آیت سنیہنگ رنگہ کا آئینہ ہے اس میں کوئی مستثنیٰ نہیں ہے بلکہ ایک واقعہ ہے، خبر پر مشتمل ہے لیکن اس کا قائم معیار تو پاک سنگی پر مشتمل بھی۔ جس کا دامن قوت ہے، لہذا اس سے اس کا مسودہ جو توجہ سے نور ملے گی اس میں جو مستثنیٰ نہ تھی بھی اس کے پورے وقوع پر ہی اس کے معنی کا پورا انکشاف ہوگا۔
تو پھر پھر پھر کی پوری پوری محبت کا مجموعہ اس کے وقوع پر ہی
نہایت ہے اس لئے حضرت باہی سید محمد تہذیبی ہیں اور

”ہم اس آیت پر سچا اور کامل بیان رکھے ہیں جو دہا
وَنَكِنَ زُشُونَ اَلْقُوْا حَقَّ اَسْمَائِیْنَ وَاِس
آیت میں پاک سنگی ہے جس کی صراحت میں صرف کوئی
میں، اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر چہنگوں کے بارے
قیامت تک بند کر دیئے گئے اور ممکن نہیں کہ بکوئی بند
یا بیوہ یا غیبی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی
محبت آیت کر سکے۔ جو ان کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں
مثلاً ایک کھڑکی سیرت مدعی کی کھلی ہے یعنی حوالی ازہر
کی، اس شخص اس کھڑکی کی راہ سے مد کے پاس آتا ہے

ہو بہ مسدود اور موٹا فلکیہ کا ملکہ جس کے مدخل کو ہم انہی ہی کہتے
 ہیں۔ محدینت اس کی خز و سبے۔ اور شکل میں تجرود داخل ہوتی ہے۔ ہمارا
 آپ علی وجہ انکمال قدرت بھی ہیں، اور آپ پانی، شام کے مارہ میں
 نہری کی دلچسپات نہیں ہوتے ہے نہ صحرایہ کے خلاف ہمارے
 آپ ہمارے اس سب سے غایت کو چھو جائیں۔ مثلاً یہ آپ ہی نہیں
 کہ آپ نصیب سے پاک ہو کر سوچیں۔ اور عذابا کو دس میں رکھ کر
 محقق کو بڑے کی توسیع کریں۔ اور اسے رد کر سکتے ہمارے
 تلاش ہمارے آپ کی رہنمائی فرمائے اور آپ کو چشم ہر
 مظاہر سے باخبر رہیں۔ آپ جس کی ستمنا صرف سے غرور نہ رہیں
 ہم سے آپ سے جلس آیت قرآن میں جو ہمارے پہلے خواہد
 ہوں پیش کی گئی تھیں بطریق دین کے لئے تھا۔ متعدد ہمارے یہاں
 کہ پھر یہ ہمارے رہنمائی کے ساتھ ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے
 بات ہو ہم پر عمل کی ہے۔ آپ کو قرآن کریم کے عمل کر سکتے ہیں
 ضرور ہمارے دور آپ سے یہی ثابت ہے اس بات میں طبعی رہے کی
 کو سبب بھی کی ہے۔ اور ایک آیت قرآن میں ہے کہ یا جہمی ہوئے
 میں باقی رہے قرآن میں سے چلے نہ کہ طبع میں آپ ہمارے
 میں جو عذاب ایک دوں، ایک ہزار سال کا اور بھی ہے۔ رساں کا ہونے
 سے نہیں ہے۔ آپ انٹرنیشنل ہندوئی میں اکہبت اور انٹرنیشنل
 کتھوئی بائی حیرانہ منتقمیہ ہر سوری میں آپ کی تعلیم

سکتی جیٹ ہے۔ لیکن وحدۃ لکھنے والا فہم دور جو معنی آیت کے
 کئے میں وہ ہمیں دیا ہے۔ ہمیں۔ ہمارے نزدیک اس میں آیت کے
 لحاظ سے اس کے بہرے سے طے ہے۔ اور مذکورہ آیت اور اس میں
 کے ہیں۔ اور ان معمول پر دورۃ الشمس کی جہس کی ایک حد و تسر
 دلائل کرتی ہیں۔ اٹ لکھنے غلات فجر کی آیت اس آیت کے
 مخالف میں ہے۔ اور سوال و جواب کے بعد کے لئے فرمایا ہے۔

ما اصابك من ضربة فهد الله ذكركم بلك من
 سببہ ومن تفیلک۔ آیت ہے میں اصاب کی غیر خطاب
 کی، وہ آیت ہر حکم ہی کے تحت لکھا ہوئے تو نسب ہے مگر آپ کے
 لکھ دیا ہے کہ سے جی رہا ہے اسان، جو کچھ تجھے جس شخص سے ہے۔
 وہ تو اللہ کی طرف سے ہے۔ اور خبر کی جن کے بھی ملی ہے۔ لیکن ہمارے
 خطیب کا معلق ہے، ترے اسبہ اعمال کی درست ہے۔

تیسرے اس بیان سے مراد ہے کہ آپ کے ہاں رہے ہیں شک میں
 میں کہ یہ خطب اس جگہ ہی سے رہا ہے۔ اس میں یہ لکھا ہے کہ آپ
 کی پس کردہ آیت کا معلق وہ ہے۔ جو بڑے اہل کے نتیجہ میں
 ثابت ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضور میں ہے۔ وہ کیسے
 من طریقہ ہوں سے اس کو چھٹا لکھا ہے۔ یہ آپ کے کسی بڑے عمل کا نتیجہ
 ہے۔ تاکہ وہ بطور تہذیب کے نص۔ تاکہ آپ کے میرا اور مستقامت
 کے جس کا کمال دین پر عمل ہو۔ پس آپ کی اس طبیعت میں جو می سببوں کا

ہم اپنے اس معصوم کو اس بات پر جمع کرتے ہیں کہ جس نبوت کے
 دعوے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فرمایا ہے کہ ہم بھی نبوت
 کے مدعی پر محض جیسے ہیں۔ وہ لایزال ہے۔ **لَا يَمُوتُ وَلَا يَمُوتُ** رسول اللہ
 کے قائل ہیں۔ درآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایسے
 رکھتے ہیں کہ ہم احمدی بھی منسوب بھیجتے ہیں کہہ کر کہ ہم ہرگز یہ عقیدہ نہیں
 رکھتے کہ حضرت مانی مسیح احمدی مشرقی یا مسلمان نبوت کے مدعی تھے
 اور آپ ہم دشمن نبوت عدالت سے بھی دہی، ذل ہوئی۔ ہمارے نزدیک
 دہی دلائل جو حضرت مسیح موعود کو حاصل تھی چونکہ بدرجہ اولیٰ امور
 عیبہ پر مستعمل تھی۔ اس لئے، اسی دہی جو مانی سے جو آپ کو پڑی
 نبوت محمد پر انجناپ کی، اتباع سے ملی تھی۔ اس لئے آپ انجی بھی ہیں اور
 نبی بھی۔ دہی ولایت کے لئے، کا نام ہی اسی نبوت یا نبوت علیہ ہے۔ جو
 مکہ نبوت نام بھی ملتی ہے۔ درمکہ ثیب سے غالباً درجہ پر بھی۔ پس حضرت
 علی مسیح احمدیہ نے ہرگز کبھی بھی اس نبوت کا دعویٰ نہیں کیا، جس کے
 مدعی پر آپ نے لعن بھیجی۔ جو تشریفی اور مستعد نبوت کا دعویٰ ہے۔
 ایسا دعویٰ ہم سے نزدیک کتا بھی کھڑے ہو اس کا مدعی ملو نہ۔ اور
 اس میں کچھ شک نہیں کہ اس اثنت تک امت میں آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے بزار اور بڑا ہو پھر گئے ہیں۔ اور ایک
 دہی جو جو سکتی بھی ہے اور نبی بھی۔ حسب بیان حقیقۃ الوحی ص ۲۵۔ اس
 خبر کی۔ دوسرے آپ یہ لکھا کہ سال ۱۹۰۷ء سے پہلے، اسے ہرگز مسلمان نہ

کے بعد واسے عہدہ صائب پر حسبِ رتبہ میں ہر شیخ عطا میزانی مینے ہیں
 موت پر آپ نے اعتنا بھیجی ہے۔ اس کا آپ نے کہیں دعویٰ نہیں کر۔
 اس دعویٰ اور روایت کی رو کو یہ چھوڑ دینا

بے شک حضرت شیخ مرعہ دہلیہ سے یہ ہے کہ اور
 ہاں یہ ممکن ہے کہ انھوں نے جسے حدیبیہ مسلمہ کہتے تھے
 بلکہ مزد دفعہ اس میں بروہی رنگ ہیں کہ اس دور
 بروہی رنگ میں وہ کیا لکھ سکے ہاتھ آری تو آپ کا بھی
 ظاہر کریں کہ وہ باطل ہے یہ ہے

معاذ اللہ وہ ایک کتاب ہے۔ میں اس کے نسخہ پانچ سال پہلے
 میں نے دیکھا تھا۔ اس میں ہے کہ یہ کتاب ہے جس
 میں جو شخص کی نگاہ سے مراد ہمارے ہاں ہے، جو اسے مسلمان نہیں دیکھیں
 یہ کتاب ماری کے بارے میں ہے کہ اسے یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ
 عجیب و غریب شخص ہے کہ اسے یہ کہہ سکتا ہے کہ اسے یہ کہہ سکتا ہے
 کہ یہ کتاب اس میں ہے کہ اسے یہ کہہ سکتا ہے کہ اسے یہ کہہ سکتا ہے
 وہ اس میں جس کی یہ ہے کہ اسے یہ کہہ سکتا ہے کہ اسے یہ کہہ سکتا ہے
 تہذاں کی جو کتاب جو آچلا، تمام جوت کے ساتھی ہر سوئی کو ملاحظہ
 ی بھی تکرر کس رنگ میں لکھتے تو اس کی توفیق حتم بہت کم ہے
 میں سوچی کہ قتلہ پھر۔

حرف آخر

آپ نے اپنی آفات و آفات میں طبع دے والی پہلی نئی کتاب پر
لکھنے کے

۱۔ صریح ۲۰ اپریل ۱۹۶۷ء سے خط کا جواب دیتے ہیں کہ
اپنی مرید و مخلص اور سب سے زیادہ محبت رکھنے والے
کا جواب بھی دیتے ہیں۔ تاکہ دیکھ کر خود بخود سمجھ سکیں
کہ ان کی درجہ بندی سے مراد کیا ہے کہ ان میں سے کون سے
ہو گئے ہیں جو پہلے ان کے ساتھ تھے کہ ان میں سے کون سے
بڑے بولوں والے انکسوں میں سے ہیں اور انہیں۔

اس کے جواب میں واضح ہو کہ آپ کی پرستش اور انکسوں کا نام
بزرگی کی وجہ درجہ بندی خود بخود ملتی ہے جس میں ان میں سے کون سے
کوئی شخص ملتا ہے نہیں پڑتا وہ ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتہ اور
آپ کے مساجد، شہر ہونے کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں۔ آپ کے
بعض بڑے بڑے اکابر ہیں۔ قرآن جیسے صحرا کا کلام کو بڑھانے
بعض لوگوں نے کہا ہے۔

”إِنَّ هَذَا إِلَّا نَسِيْتُ لَأَوْ مِثْلِي“

کہ یہ ہے کیا؟ صرف پہلے لوگوں کی کہیں کیا ہے۔

میں وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسرے بہت سے لوگوں کو بھی گمراہ کرنے

اصل یہ ہے کہ سب برکت کی غبارِ تدویٰ رحمن طاری ہے
 اگر یہ دھواں نہ ہوگا تو جس سے لوگ کھینچ رہے ہیں۔
 حضرت ہادی علیہ السلام نے اسلام کے سوا کسی
 دوسرے مذہب کی طرف دعوت نہیں دی۔ وہ اسلام میں کے ارکان
 پانچ ہر معنی میں ذات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔
 وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ اور ہر مہم کو
 اور ہر مذہب کو اور ہر گروہ کو۔ اہل ارکان اسلام
 اہل حضرت اہل مسجد اقصیٰ کے کافی کمی نہیں کی، بلکہ ہمارے
 لئے آپ کو قتل کا مسیح کو قتل اور شہنشاہی میں کب خطرہ ہے۔
 اگر وہ گئے ہیں، ہمیں وہ ہر طرف سے گلا۔ اور یہ بتا رہے ہیں
 بیٹے کو سب کو جو کچھ چاہیں گے۔ اگر حضرت اہل مسجد اقصیٰ
 اہل آسمان کی مانند ہیں، ہر گروہ میں گئے۔ اور ہر ایک
 کو اپنے میں اور بعد کے دہائیوں میں رہنے والے کو
 بظاہر میں سمجھو کہ یہ اللہ کے فضل سے رسول کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوئے اسلام یہی غم ہے یہ سچ ہے
 جو اللہ کے لئے ہے اور بقیہ کی فکر ہے کہ آپ یہ سچ
 چھوڑیں اور اس میں سے کچھ نہیں۔ ہم نے آپ کو جہانم کی آگ
 کی شہنشاہی کے لئے بہت محنت کی ہے۔ کہ آپ گئے آپ میں
 ہمیں ایک نیا بھٹا بڑی سچہ اس لئے کہ اس طرح ہے اس چہی کہ

آجری قبضہ نہیں جس کے بے شکنی ہیں۔

تب سے عدوت کیا پہلی کا یہی تینیس مس رمیہ کے متعلق اپنے
ایک فقرہ کے تحت ہوئے کا، عزائم کیا ہے مگر ہمارے کسی جواب
کی صورت کتاب نے اعتراضات میں کیا معلوم ہوتا ہے آپ کی خدمت
میں بہت نہیں ہے۔ ساتھ میں سے وہی درپیش کہ وہ آپ کے سربراہ
کی خدمت میں کیسے۔ ہم جو دہا کرتے ہیں کہ خدا کا ہے آپ کا سربراہ
کھوں سے۔ کوئی سلسلہ کھیں صرف ان حق کو نہیں پا کر۔ اس کی
درست تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تھی۔ وہ سبب قاصر تھے
اور وہ نے اس قدر کس طرح نہت صندرت کہہ کر کتاب کی اس ضرورت
کو خود پورا فرما دیا۔ اور پھر کئی لوگوں کے ایسے قبول سلام کے لئے کہوں
دیئے۔ جس کا سینہ کھل جاتا ہے۔ اُسے ایک نور دیا جاتا ہے اس نور
کے درپیش جلس اور ریختیاں جو انھوں اور پرستاروں کی صورت میں
آئی ہیں پاشی پاس ہو جاتی ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ سے شریعہ
طلب فرمائیں۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اور آپ کو شریعہ عطا
کرے۔ اور آپ کی رہنمائی فرمائے۔ تَبَّسُّمُ یَسُوں۔

یہ واضح رہے کہ ہمارے اور آپ کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی
ہے اس کی دور دوری بھارت اصلاح و رشاد پر ہے، عصرِ غلطی و بیج
ایک خدا تعالیٰ اس کے دور و رہنمائی میں۔ گو آپ اپنے خطوط اسی کی
طرف اشارہ نہیں کرتے۔ لیکن جو ہمارے جو بات کو اسوں نے

بہر پڑھا اس نے ۔ ہمارے تو ایسے ہیں مگر وہیں درحقیقت کی
 بھائی موبو سے اس کی دھندلاری حشر سے حلیفہ مسیح احمد ۵۵ء بد پر نہیں
 ڈالی جاسکتی ۔ ، مد ہے اب آپ ہر یہ خط وقت سے ہمارے اور
 فہم میں نہیں کر سکتے ۔ خط سب میں تو ایک دفعہ سب لکھا ، یہ
 ہاں کہہ سکتا ہے ۔ خطوں کے جواب میں کہتے ہیں کہ تم نے مجھے یہ جان
 ہے کہ کچھ وقت حال کر تب وہ قریب لائیں تو بہت دگھنگ
 کر کے ہم آپ کی جگہ دیکھیں ، دور کر کے کی کوشش کر سکتے ہیں تیار
 میں جسکی سبلی کے سب میں نہیں ہیں ۔ کہو بھائی یہ خط خاصے کی طرف سے
 آتی ہے ۔ یہ وہ قریب لائے کی دھندلاری میں آپ کے قدم و قدم کے دربار
 ہم سب کے خط و ، سلام

وہ خط و ، سلام ب لکھنا ، اللہ رب العالمین ۔

نوٹ :- ہم یہ طرف سے بحث تم کر چکے تھے ۔ میں اس مضمون کے
 جاری طرف سے نہیں ، احمد صاحب کو اس کے جواب سے پہلے ہی کی
 دستبرد کی سبلی جو بعض نے سوا اب پر جسکی سبلی سبلی سبلی
 سوا اب اس کا جو یہ بھی آئے ، یہ کہا جا رہا ہے
 کا بھی محمد نے یہ ، نظر مصیبت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ — عَمَّا وَتُصَوِّرَ عَنْ رُؤُوسِهِ أَنْ يَرْتَدَّ

وہ پہلے خدا کے فضل اور اس کے ساتھ

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

مگر ہی۔ نہ ہر حال میں اب اللہ ہی۔

کے آواز میں دوسرا سکھایا۔ اور توفیق ملی۔

کا جواب یہ تھا کہ اس کا جواب دہم کے جواب میں سنو کہ

وہ ہے مثلاً آپ کا یہ جواب ہے یہ جواب بھی غلط ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت میں گوارا ہے کہ آپ کا جواب دہم کے

بھی اس کی قدرت میں ہے۔ اس لیے کہ میں سو اٹھ پچیس برس کے

ن کی مدت میں رہا ہوں۔ اور اب ہم دے رہے ہیں۔

اور اس پر دے رہے ہیں۔ اس کی طرف توجہ ہے۔

میں نے اس کو دیکھا ہے۔

یہ ہے حضرت مراد علیہ السلام کی یہ بات کہ

میرے وقت کے لوگ اس کا علم اور دوسرے

کا علم کریں گے کہ آپ کی بات اور اس کا

سب سے سب کا علم ہو کر رہے

اس کے نتیجے میں اس کا علم ہو گا کہ آپ کا علم

ہو گا اور اگر آپ کا علم ہو گا تو آپ اس کی بات

صاحب کی: پیسنوٹی میں تسہل کر دیاتے گئے۔ جو ظالموں کی
 لاجواب گردیں گئے۔ مرنوں میں اسعدوں ہوتے ہیں سو ہم سے خدا تعالیٰ
 کے فضل اور میں کی، کی ہوئی توفیق سے آپ کو لا جو ب کر رہا ہے باقی
 رہا میں کہ اور کسٹھرا کرنا۔ میں میں تو ایسا ملاں آں، خود کہ شب
 رہ سودا مصداق ثابت ہو رہے ہیں۔ وہ نہ شیخ مولوی، عہد شہلا م کی
 عسند لی آپ کے حق میں پوری جو چکی ہے۔۔۔ آپ جہاں سے دلائل کا
 معنی بل کر سکتے ہیں اور نہ متا، اس کا آپ جہاں تسبیح پر دراصل ہی
 لئے عجب یہ فائدہ ہمیں کہ آپ کھجکتے ہیں کہ آپ میں غلطی نہیں ہو یا وہ
 چلی ہیں کہ۔ اس سے آپ کو ایسے میں غلطی کا رہا ہے علم سدا م
 اس میں پر عجب، ہا، عسند ہی رہا مولوی، اس میں میں جہاں سے کا جہاں
 کے۔ آپ حضرت علی کو عسوں در پا چل کر رہا چاہیے میں سکس
 کین یحییٰ انی منو قیہ ہا، آپ کسب عسہم شہاد
 ہا دعت سہم د ہا نو قیشتن کے عسوں کے سدا م
 کہ آپ کے پاس کو رہا نہیں۔ ہا تصاد ہا عسوں پر تو آپ کا ہی بہت
 کہ چنے میں کس کو یہ کہہ کر رہا بیٹے کہ۔

یہ عرض کر رہی کہ حضرت عیسیٰ دت ہو چکے ہیں۔ وہ
 وہ بارہ دنیا میں بھی آئے۔ وہ یہ کہ مسیح کے بارہ
 آئے دالے سے م د کوئی پیش مسیح سے تو اس سے نہ
 نہیں ہو جائے گا کہ وہ پیش مسیح مر رہا صاحب ہی میں،

ریاۓ سے زیادہ جو بات تاباں ہوگی وہ یہی ہے کہ عیوان
مسیح کو مشن ہے جو کوئی حق بھی جو سکتا ہے اور مرد
نہیں ہو سکتے ہیں رکھو۔ صاحب وائیل مسیح ہیں

پاپ کی تپشیں ظاہر کرتی ہیں۔ پاپ نہیں مسیح کر کے کے لئے ہے۔ پاپ
یہ نہیں ہے۔ یہ جو پھر جو کچھ ہو سکتا ہے۔ وہ بھی کچھ نہیں ہے۔
عبدی! مسیح کا نبوت۔ اب ہر جہم کو وہی تو مرثیہ ملے گا۔ احمدیہ حضرت کے
مسیح مسیح ہوئے کے دعویٰ پر آپ نبوت کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔
کیونکہ پھر ہی اس بڑے طاقتور مسیحی علیہ السلام، صاحب لکھنؤ کے
اس آپ یہ سادہ و سادہ۔ اس شخص کو سنے کی تھوڑا کر سکیں۔
وہ صاحب رکھ سکے گا۔ کیا کر سکتے ہیں نہیں سکتے۔ آپ کو کچھ بھی
اس سلسلہ میں جو کچھ آپ کچھ بھی حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے
علامہ میں متفق نہ تھے۔ اس لئے ضرورت کے ساتھ میں دیکھ سکتے ہیں۔ آپ
کے مشن کردہ مشرور۔ اور مرثیہ تالیفات پر کافی محنت ہو چکی ہے
پاپ اس آسمان اور سیدھی رہا کی طرف تھے۔ اور یہ متفقہ دلائل
پیش کیجئے۔ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر عہدہ معصوم
عہدہ اور عہدہ معصوم ماضی ہوتا ثابت ہوگا۔ اس بات کو کر کے
پاپ ہی آپ ہم سے بڑی اپنی مریم کی پیگاری کی اس تاویل کو تیار کر سکتے
ہیں کہ اس سے مشن ہی مریم کا نامزد ہے۔ مگر ہمیں ایسا نہیں کہ آپ
اس سیدھی اور آسمان راہ کو اعتقاد کریں گے کہ نیک اس کے اختیار

کر لے یہ آپ کو پہنچا اس شہید کی جوت صراطِ راستہ میں تھی آپ جیسا
 رہا پارسہ ہی ۔

آپ نے لکھا ہے کہ :

”میرے رویہ کا اصل مشورہ ہے کہ پہلے مرادھاتیں
 کو ایک عام نیک دل و عارف و انسانیت پرست کر دیا جائے
 کہ ان کے انگریزوں کا صحیح احساس بھی تھا کہ ہمیں ہوتے تو
 ہمیں آگے بڑھ کر ان کے نفس کی ضرورت کی ہیں کہ وہ
 صحیح عالمِ اہلِ حق و حقیقت ، اعلیٰ رویہ کی ہوں گے یا نہیں
 اس سے گراؤ نہیں ہے کہ آپ پہلے یہ ثابت کر دیں کہ ہر انسان
 کے کسی خاص عبادت سے کام نہیں لیا۔ کوئی غوث نہیں ہوتا
 قرنی یا نیک سے غصہ یا متنہ نفس معلوم نہیں کیا جاتا جس حق
 و عدل میں وہ مانیں ہیں یا نہیں ۔ کیونکہ انگریزوں کا حسبِ خود پہنے
 و خیم ہونے سے یہ کہہ سکتا ہوں غلط رویہ اور اس نفس کی
 وجہ سے ایک عام نیک دل و عارف کو اس سے مانیت
 نہیں ہونے بلکہ اپنے ہی رویہ کے مطابق باطل و ضلوع
 ثابت ہوتے ہیں تو حقیقت یہ ہے کہ یہ ثابت کرنا سیکار ہے ۔“

مشرکین اسباب سے غیور کو کبھی صحیح انسان نہیں مانا ۔

الجواب :- تاکہ حضرت کی سی تراود و مہر کے حوالہ کی بدقسمتی کا جوت
 ہے ۔ صاحبِ برکت ! منافق کی معرفت کے مطابق نہ آپ حضرت مسیح کو خود

علیہ السلام کے کھلم کھلا میں "یقیناً بہت کر سکے ہیں اور کر سکتے ہیں اور آریہ
 دور عیسائی قرآن مجید میں "یقیناً بہت کر سکے ہیں اور کر سکتے ہیں، دعائے
 مسیح پر جو کائنات پر مسیح پر جو علیہ السلام نے دیئے ہیں ان کا مقابلہ کرنے
 سے تو یہ عاجز ہیں اور یا کمال آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرار
 دیجئے میں حسیصروا و مصروں مائیکم معشون پر آبت سارے
 رکھیں محمود رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہ کیا نقاد اور مدعا سے
 یہاں کچھ دوس کو تو یہ دیکھا جو کچھ میں جاریا ہے وہ تو رہا ہے کہ لے
 ہی اپنے رہنے کی حالت میں ہیں یہ مسند کا مکتبہ تحریر ہے۔ جو
 مکتبہ مطبع ہوتا رہا ہو دیکھئے مسند کا دورہ کیا اس کے بھی کچھ ہیں مگر کتب میں
 مسند کا یہ کس کا ہے آپ کو کچھ بھی مسیح موعود علیہ السلام کے منہ میں
 تھا وہ مسند کا دورہ میں گئے۔ وہ کی بعد یہ ہے کہ مکتبہ میں کہ
 رہتے ہیں

بدرة السموات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے نماز میں
 کہ جو وہ علی سے اسفند وہ کہیں کہ جیسا کہ اس نے اور قرآن کرم نے
 رسول کریم علیہ السلام کے مسکروں کو خیر و برکت کہا ہے دیکھتے ہیں کہ وہی میں
 سے کہیں لفظ یہ وہ صحت ہے۔ آپ سے انگریزوں کو جواب کو عطا اور
 بدور ہی بنی مانتے ہیں ہے جہاں مسکروں پر علیہ السلام کر رہا ہے وہ جہاں یہ
 آپ کے لئے مکتبہ کو کولی کو مکتبہ میں رہا یہاں خدا آپ سے ضرور پوچھتا
 دہم سے ہمارے مکتبہ دور میں کے ہمارے دوسروں کو کیوں جیسا کہ اس کا

جواب: وہ چاہے جس قدر کہ چاہے۔ یہ سب کچھ ہمارے دھرم میں ہے۔ یہ
 کہ ایسی اصلاح کا موقع دے گا۔ آپ فیما بین کے وہی ہے۔ یہی ہے یہاں تک
 بے شک حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے۔
 اگر یہ تمام ہی بھٹ مشرقی اور مغربی سب یک جہ ہیں تو
 میرے برکوں میں اس قدر میں نہیں کر سکتے جس قدر اس میں
 گزشتہ نبیوں میں سے کوئی شریک نہ ہو۔

نتیجہ حقیقہ: لوگ بھٹے

پس جواب میں: تمام قرآن مجید میں تمام حق و حقیقت کی باتیں
 کو سنیں کہ اس میں اور یہ مسیح موعود علیہ السلام کے کلام میں یہ حق
 دیکھنے کی بات کو سمجھ کر رہتے ہیں۔

آپ نے بھی یہ شہید کیا کہ اسماء قرآن مجید میں ذکر ہے
 پہلی نبی تھے گیارہ گز وہ بھی اس کی طرف سے رہتے ہیں کسی صاحب
 یا منصوبے کے تحت ہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہوتا تو وہ بھی ضرور یہی
 مطالب کرتے جس طرح مرزا صاحب نے کی ہیں۔

خدا کے ہی بے شک کسی سارا حق و منصوبہ کے تحت

الجواب: دعویٰ نبوت میں کرتے ہیں مگر آپ سے یہ چھٹی مراد بات

بھی ہے کہ گویا حدیث میں سلسلہ دعویٰ کو سارا ہی یا منصوبے کے تحت
 حق حقیقت یہی ہے کہ حضرت مانی سلسلہ احمدیہ کا دعویٰ بھی یہی ہے کہ
 یا منصوبہ پر یہی ہیں۔ آپ سے جو دعویٰ بھی کیا خدا کی وحی کی روشنی میں

چاہتے ہیں کہ اس کے لئے وہ جس جیسے ساری سے کام ہو رہا ہے پائے
 کی کوئٹہ میں کر دے۔ پھر حضرت اے سیدہ جھوٹے کو مسدود کر دے اور پھر چاہے
 کوئی بیاہ عمر میں تو اس کی کیا ہے آج سے اس بات کی تصدیق کا سال ہی
 مرد چھوڑا گیا ہے کہ پھر وہی اختر من مروت ہے جسے دوسرے بیویاں پر کئے
 گئے آپ کی نہ ہو چکی۔ حضرت اے سیدہ احمدؓ کو کام کرنا چاہیے کہ لیکن
 خدا تعالیٰ کے آپ کو الہام فرماتا ہے بلاشبہ لیٹ میں دھجواں
 دھجواں اور بلاشبہ لیٹ میں دھجواں لیٹ لیٹ کے تھے۔ سو کر بولی
 ہاں ہاں میں رہیں گی۔ و کا ذکر بھی مان میں رہتے تھے۔ اہل بیت میں
 کئے عظیم است۔ ان میں کی جبروی گئی ہے۔ پس آپ کوٹ حضرت کے خلاف
 رو رہا تھا۔ اور انہوں تک رہا تھا۔ میں اور پھر مجھ کی صراط سوانی سے کام
 لیں۔ صراط ہی ہے کہ آپ کوٹ اس میں کام رہیں گے۔ آپ کوٹ ہرگز
 آپ کے کلام میں کوئی عیب نہ تھا۔ تعلق ثابت کرے میں کام ہے میں ہونگے
 دو قسم کی غلطیوں کے عموماً کے تحت آپ نے خواہ بہتر معرفت
 میں طبع آدمی اس سوال تفسیرات سپہ سالار حضرت مسیحؑ کو خود علیہ السلام
 کے سو سے یہ دیکھا ہے کہ نبی کریمؐ کے گیارہ روٹ کے سپہ ہونے تھے۔ و
 سب کے سب فوت ہو گئے تھے یہ غلط بات ہے۔ مراد ان حب سے روٹوں
 کی تعداد بتانے میں غلطی ہوئی ہے تو قابل معافی ہے اس معافی کی وجہ
 آپ یہ بتانے میں کہ اصل نہایت لڑکوں کی تعداد نہیں بلکہ نبی کریمؐ کا
 خدا تعالیٰ سے گہرا تعلق ہے اور دوسری بات میں یہ ثابت کرنا مقصود ہے

کہ کسی کی اولاد کا مر جانا یہ بات ہمیں کرتا کہ حد تھامے اس سے مداخلت
 نہ کی جائے اگر بسا ہوتا تو بھی کریم کے رائے کے تحت نہ ہوئے ہیں سے کسی
 قسطوں کو چھوڑ کر صرف دو قسطوں کی ہیں جن سے ہر ایک حسب پیمانہ ہائی
 تنہا نقص فراں کبیر کے قسطوں کو نہ سمجھا یا کسی دوسری کے قسطوں سے کا
 لازم ہے سو تا ہے ۔

پہلے قسط ۔ دہائی سادات سے کام میں ہے کہ حضرت مسیح موعود
 علیہ السلام کی من مطلق توفیق حضرت کے گیارہ سال کے وقت سوائے قابل
 معافی و مردہ سب دیں جو کہ مقصود اس قدر ہے کہ ہر ایک کے لئے
 سب سے خارج کرنا خاص ۔ تمام کرنا کہ حد تب سے مداخلت نہیں ہوگی
 جس سے کہ سادات یہاں سے قرآن کریم کے پانچ سو ماٹھ سو پانچ سو
 حکام کا سر کرنے کے متعلق ہیں جوئی حد تک مقصود اس چاروں سے
 ہیں ۔ سب سے قرآن کریم کے تمام احکام پر عمل کیا جائے گا سب سے
 مستند اس تا جواب ہر آپ کو دستہ کے میں کہ اس چاروں میں کون سا
 میں دیکھ سکتا ہے ، لہذا ان کے بارے میں سب سے بڑی کی تہذیب و ذکر و
 اہم ایک ہے ۔ مگر سب سے بڑی ہو کہ جس سے کہ کوئی سواری جہاں کے
 مقام میں چھوٹے مبالغوں کو مستوجب ہوں ہیں ۔ کیونکہ مستحق ہے ۔ دیکھنے میں
 ہیں کہ انہی بات پر اس کی بانی سے ۔

تیسری بات ہے کہ کریم کے گیارہ سالوں کا دعوت مانا تو اس سے آتی
 ہیں کہ قسطوں سے کہ حضرت کے ہاں گیارہ سال کے ہوئے تھے اس میں

حب میں بات ۱۱ ملاٹ سے گزبارہ رکے ہوئے تھے تو عورت نے سوالیہ بھی ہر طرف
جس چاہے ایک روپے تاجی، لکھنوی شہر میں اور سرکاری الشرفہ جلد ۲ شش
میں شش ہوی کے بعد شش کے اس گیارہ رکے جدا ہوتے کی پہل آئی ہے سب سے
جس شش جلد ۲ شش ۲۴۵ میں اس سب کے، ہم بھی دیکھ گئے ہیں

حدیث اور کتب

یہ حدیث مرد، عداہم جنہ غلبہ اسلام کے نظام میں، ماحول تھا کیلئے کہ
کر آپ پہلے ہے آپ کو کثرت کر رہے تھے اور وہ میں ہی کہہ، نثر حب میں حب
یہ کہ وہ حب میں کارہر آپ سے تھے جن دن شش ہے، و پھر یہ حدیث اللہ کے حکم
میں حب میں تہا نفس کس اثر اور وہ میں حب نہ تھے حب میں تب وار دیا ہو گا ہے
جبکہ یہ حدیث آپ میں بات کے بھی دل بول، یہاں ہی ہیں۔ بلکہ شش
میں در اس باب کے بھی دل بول کہ یہ بھی ہیں۔ نثر یہ بات تو
باتی نہیں تھی۔ اور یہ باب یہ خوب جانتا ہیں کہ حضرت مسیح موعود
سیدہ سیدہ ہیں موت تو یہی اصطلاح ہے جس میں کہ حدیث قرار
دینے کا مسئلہ میں رک دیا تھا اور ہے آپ کو یہ قرار دیا تھا۔
تو اس طرح ہے کہ ایک ہی ہو سکے تھی اور اب ہو سکے تھی۔ اور اس میں
ہو عیدہ و کہ کہہ کی وجہ سے وہ شش رہا۔ وہ شش کے خلاف
وہ شش عیدہ احتیاج کیا۔ و پھر یہ کہہ کے کام ہیں تہا نفس سیدہ ہو
جس کیلئے وہ شش ہاں بھی شرط ہے جو ان را عقیدوں میں ہو جو نہیں۔

جہاں پر اس طرح رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وہی
 مکتب کی اس عصبی کیفیت کے یہ ہیں جس کا ایک ہی عہدہ رہا
 ہے کہ آپ نہ تھا ان کی پہچان ہی سے مسرت میں وہ آپ پر عذر غیبی کا
 شمار کرتا ہے اور اس سے آپ کو ایسے دھارے میں ملے جیسے کسی
 سردی رکھنے والے کی دھارے سے کسی نئی کو نام نہاد ہے اس طرح پہچانی بھی
 میں اور اہمیتی بھی۔ اب یہ سبب مشہور بھی ہے جس سے سبب سے بھی
 جو اتنی نہیں کہتا، اس آپ کا عقیدہ ایک پہلو سے بھی دریا کا پہلو
 سے کسی کا پہلو بھی موجود تھا صرف اس کی مادہ بنی مکتب کا حوالہ ہی آپ
 سے ترک کی گئی اور یہ بھی موازنہ ہی سے جس میں آپ کو ہر گز عذر پہ
 ہی کا مکتب دہا کے کا انکشاف ہو۔

اللہ تعالیٰ نے دھارے مسیح موعود علیہ السلام کا نام ہی اور
محدث سول میں رکھا اور یہ بھی مراد تھا کہ محدث ہے۔
 اس وقت جو یہ ہیں وہ دھارے کا انت ہی اس سرخیل سے ان کے
 میں خبر ان کے گویا سبب دھارے کا ایک ہی قسمی فائدہ عہد
 کہ یہ سرخیل میں ایسے عہد بھی ہوئے جس سے اللہ تعالیٰ پہلا نام مونا تھا
 منکر وہ بھی رہتے۔ اگر میری مدت میں کوئی ایسا ہے تو حضرت خرمیہ
 میں، ایک دوسری عہد میں وار دھارے کا ان ہی میں قتلیم میں الامم
 بعد ثوب دات یہاں ہی اتنی ایک فہم اس کا مکتب ہے کہ میں
 انہوں میں محدث ہوتے ہیں اگر میری اہمیت میں کوئی محدث ہے تو وہ حضرت

عمر بن خطابؓ چاہرور میں۔ ان دو حدیثوں سے حضرت عمرؓ کا پیرا ہو گیا
 ہوتا تا بہت۔ اس حدیث سے ان حدیثوں سے پہلے نکلا کہ حدیث
 وہ شخص کہ تا بہت۔ جو جی ہو نہیں رہتا۔ لیکن حدیثوں کے اس سے
 پہلے عام ضرور ہوتا ہے۔ پس حضرت عمرؓ اپنے حدیث کے جس حدیث
 سے اسے بن کا نام نہیں دیا تھا۔ علامہ ابن اثیر نے جو لغت حدیث
 کے نام میں۔ اسی کتاب "تہذیب" میں لکھا ہے کہ تہذیب ہذا سے امام
 ہذا کہتے ہیں۔ یہی معنی جامع العروسل میں جو لغت عربی کی مستند
 لغت ہے لکھے ہیں۔ حضرت محمدؐ و انبیاؑ تان عبد الرحمنؑ نے اپنے مکتوب
 بعد دوم مکتوب میں لکھا ہے:-

ان کلام اللہ حد یکنون شعا ف و دالت راحدا
 من الانبیاء و قد۔ سور بعض النکس من
 متابعیہم و ادا کثرہ۔ لقم مع و احبہ
 منہم سون محمدؐ تاکہ کان عمرؓ

ترجمہ:- حدیثوں سے ہالٹ و کلام کرتا ہے اور کبھی ایسے
 مکاتبات صرف ان کے بعض کامل متبعین کو بھی حاصل ہوتا
 ہے اور جب اس قسم کا کلام کسی سے نکلتا۔ سو تودہ لغت
 کہتا ہے۔ جیسے کہ حضرت عمرؓ و انبیاؑ نے

پھر وہ ایک مکتوب میں یہ بھی تحریر فرماتے ہیں:-

جامع در رنگ مقبول چنانہ مصنف نے شہود کہ یہ صحرا کے لغت

در تابع مسیوح لا بالاصالة والادوية والتجربة

والدراثة

ترجمہ۔ کہتا ہے جیسا کہ بت مشورۂ شی کے رنگ میں جس طرح رنگیں ہو جاتا ہے۔ کہ مشورۂ ہی اور اس کے تابع امتی میں سواستے جانتا، اور اہل سنت اور مشعبہ در رات کے کوئی فرق نہیں رہتا۔

قرآن مجید کی قرأت سرترہ میں تو کثرت کا بعد موجود ہی نہیں۔
الحق قرآن مجید میں، اللہ تعالیٰ سے فرمایا ہے۔

اِنَّ الدِّينَ قَالُوا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ اسْتَفْضَوْا
فَبَيْنَآهُمْ اِلٰهِيْنَا كُفَرٌ وَّاَتَّخَفَوْا
لَا تَخْشَوْا دَاۤءِ بَشَرٍۭ يَّادْبِرُۙنَ اِلٰى كُفْرٍ
فَوْعَدُوْا بِهِمْ اِلٰهِيْكُمْ فَاَلٰهِيْكُمْ فَاَلٰهِيْكُمْ فَاَلٰهِيْكُمْ
وَالْآخِرَةُ (مکرہ آیت ۳۰)

ترجمہ۔ جس لوگوں سے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ اور اس امر پر چکے ہو گئے ان پر خدا کے فرشتے ترے میں رہتے ہوئے کہ تم کوئی خوف نہ رکھو۔ کہ وہ اس کی نسبت کی تہارت پاؤ جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو، ہم کیا کی زندگی میں بھی تمہارے مددگار ہیں اور آخرت میں بھی۔

سید اکبر حضرت محمد الدین بن العربی نے فرمایا کہ باب کا سنا ہے

میں اس کی خبر تک نہیں لکھا ہے کہ۔

هَذَا السَّخَرِيں هُوَ تَسْبُوَةٌ لِعَامَّةٍ يَتَوَقَّعُ السَّخَرِيں

کہ عین لکے کا میں طرح مسخیر انکاں مومن پر غلام کانا بدعت کا مرہون
 ثمرہ ہیں جوت ہیں۔ گویا ان کے نزدیک جوت کا۔ سے عہد مبین
 مسلم لائق کہ بھی ملنا ہے مکن۔ ثواب تہ میں میں جوت
 ہمار کو دوسری حکم سوئے الودایہ بھی کہے ہیں۔ جو ہا کے ہیک
 جوت مغلطہ ہے۔ و محمدتین کو بھی اس کی ایک طرف۔ دیسے مگر
 ہوں سے نار ہوسے واسے عیس کو جوت مسلم کے ساتھ مارا ہو
 و لادنی قرار دیا ہے، گویا اس کے سٹے سوئے الودایہ میں جوت مغلطہ
 قرار دی ہے اور سے بھی کہا ہے۔ قرآن حکم کی آیہ و مہا
 ارسلتنا من قبلنا من رسول ولا سنی الا اذ اتعتی
 اتقی الشیطان فی امینتہ مینتہ۔ تہ مانتی اسین
 و یحکم۔ سید، سورۃ حج ۷۷، ایک دوسری قرأت میں جو حدیث
 اور تفسیر و تفسیر میں درج ہے و لانی کے بعد و لامحدث کے
 الفاظ بھی مذکور ہیں۔ اس قرأت کے لحاظ سے رسول کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم سے پہلے نبی اور رسول کے علاوہ محدث کے صحابہ سے ملتی
 ماحول ہونے کا ذکر ارسلتنا کے لفظ میں موجود ہے اور میں پر ناس
 چھوٹنے والی دھجی کو بھی رسول اور نبی کی طرح و عمل شیطانی سے
 پاک قرار دیا گیا ہے۔ پس گد مستند امانوں میں متحد ہیں بھی ملیوں و

رسولوں کی طرح ارسسین کے زمرہ میں داخل تھے۔

گو اس قرأت میں من رسول ولا نبی ولا محدث کا یہ
معلوم بھی ہو سکتا ہے کہ چونکہ محدث کو بھی نامور ہی قرار دیا گیا ہے لہذا
اس جگہ گو بھی اور رسول اور محدث مفہوم الگ الگ رکھتے ہیں۔
اس طرح کیا اور رسول الگ الگ مفہوم رکھتے ہیں لیکن ان کا مفہوم
ایک ہی شخص ہوتا ہے۔ بعض علماء نے جب کہ معروقات القرآن
میں لکھا ہے آیت کریمہ یا ایہا الذین آمنوا من قبلہ
واعملوا صالحا میں ان رسول کو خفاء قرار دیا ہے اور انہیں
نبی کریم سے مترادف دسم کے ساتھ ضم کر کے رسول مانا ہے مگر
اور ہی میں۔ بعض سے علوم مخصوص مطلق مانا ہے کہ ہر رسول نبی نہیں
ہوتا اور ہر نبی ضرور رسول ہوتا ہے۔ مگر بعض نے نبوت کو رسالت
سے نام قرار دیا ہے پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ وہاں دست میں
قبلا من رسول ولا نبی ولا محدث کی فرست میں جس حد میں
کے رسول ہوئے گا ذکر سے پتہ چلے گا کہ رسول ہونے والے کا کام رسولوں
اور انبیوں کی طرح داخل کتب میں مشرق ہونا اور ان کا کام ہونا تو
ہر حال مذکور ہے۔ اس لئے کہ ہمیں ہر سلسلے میں داخل ہونے کی
وجہ سے حد سے ہر عید پر اطلاق پھر بشرہ ہذا کا کام ضرور کرتے
تھے کیونکہ حد سے لے کر ان کے دھار میں ہر سلسلے آتے
مستور میں دستور بن ہر سورۃ کہتے آیت ۵۱ اور انبیوں کے

معلق ہوا یا فوج اللہ استیغاثیں مستریں و صدر میں ،
 و لفظ بیت ۶۱۳ ، و رسولوں کے معلق ہونا ۔ و سلامت میں
 و حذریں و فساد (۱۶۵)

پس گوں محذریں کو کوئی آگاہ کتاب یا شریعت ۔ ہی حذریں
 سیکس وہ مدرس میں و قتل تھے ۔ اور ایک حد تک ہی اور رسول
 مرد رہتے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں یہ سمجھا جاتا
 تھا کہ کوئی ہی در رسول نہیں ہو سکتا ۔ اس لئے حضرت
 مسیح موعود علیہ السلام سے لکھا :-

سلامت کے اصطلاح میں ہی در رسول کے حذریں
 ہوتے ہیں کہ وہ کامل سر پہ ہاتھ میں یا جس حلام
 تشریف سادہ کے منسوب کرتے ہیں یا بتی سابق کی
 بات ہیں کہلاتے در براہ راست ۔ حذر استعدا کسی
 ہی کے ہاتھ سے تعلق رکھتے ہیں ۔

مکرم جلد ۳۰ بر ۲۹ مکتوب ۵۹۳

یہ اصطلاحی فرق بعد موت تھے کے بعد آپ سے لوگوں کو پتہ نہیں
 پہنچتا ہے ہی سے ہی سے تھے یا تھے ہی تھے ہی تھے

ہیں تھے ہو سکتا ہے در مساجد میں کہیں جگہ ہی معنی رکھتے ہیں :-
 جناب میں یہ عرض کیا ہے کہ در مساجد عباد کو ملوث
 رکھنا قیاس کی شے ہے ۔ بلکہ جو کچھ رکھی جاتی اور درست رکھی جاتی

ہی۔ اس سے جب یہ قضاے میں صریح ہو جو حدیث سے عام کوئی نہ
 ہو، اور جو متعلق ہونے کے لیے اس حدیث کے مطابق ہی ہیں
 کہہ سکے۔ اس لیے آپ سے خبر دیکھا کہ آپ کو اس قسم کا یہی
 معنی تشریح ہی ہوا۔ اسے مستقل ہی نہ کہہ سکتے ہیں
 مگر یہی ہی مستقل ہی ہونے کا شروع سے یکنوا دم واپس آیت
 سے کبھی بخوبی نہیں کیا۔

پھر جب حدیث سے آپ کو یہی دور رسوں بھی کہ تھا اور یہی
 کہ ہے کہ اسے محدث نہ کہ اس سے آپ سے ہے متعلق ہی ہے
 لفظ کو تاویل محدث تھا دیکھا۔ اور ہی صرف تشریح ہی مستقل ہی ہی
 کو تھا، اور جو تشریح یا جو حدیث کے معانی میں ہی ہوتا کہ
 حروف ہوں اور آپ۔ اور محدث کے متعلق ہی احادیث ہی اصطلاح میں
 محدث کے تمام حالات ذکرہ کو آخری حد تک لیکر محدث کے ایک حصہ
 بیان و ماویئے میں، پیش حالات اور رد و رد کے علاوہ دیگر محدثی
 کے حالات و واردات نہ کر بھی محوط کھا۔ اور محدث و الی قرأت نامہ
 کہ ہیں محوط کہ اور حدیث سے یقیناً الا احادیث کے پیش نظر
 لکھا۔

۱۔ بخار حدیث سے کہ طرف سے اس وقت کے لئے محدث
 ہو کہ۔ یا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنی سے ہی ہی ہوا۔
 مگر اس کے لئے جوہر تامہ نہیں مگر تاہم حروفی طور پر

ایک بی بی ہے کہ وہ حدیث کے حوالہ سے منسک
 ایک شرف رکھتا ہے۔ مثلاً یہ اس پر ظہر رکھتے ہوتے
 ہیں اور سوہوں اور منوں کی طرح اس کا بھی
 تھوڑا سا حصہ ہے۔ اور یہ حدیث ہے کہ اس پر
 من پر رکھو لا ھات ہے اور منہ کی طرح ہات پر
 جو کہتا ہے۔ اور انبیاء کی طرح اس پر قرین ہونا ہے
 کہ بے تہیں پاک و زبید تھا سر لہے اور اس کا آثار
 کہ ہے دلا، ایک حدیث مستوجب سرا ہے کہ در
 نبوت کے معنی میں اس کے در کچھ ہیں کہ ہر مذکر
 ہلا میں میں پاک عیائیں۔ مگر یہ نام

مخصوص دل یاد رکھی جائے کہ یہ نبوت میں کا حصہ
 کے لئے حدیثی روئے گا۔ نبوت نامہ میں حدیث
 میں ابھی ہیں کہ تھا ہوں۔ وہ قرآن کی روئے نبوت ہے
 خود اس کے لفظوں میں کہ نبوت کے حکم سے موسیٰ ہے
 جو انسان لاف کے اقتدار سے ملتی ہے جو مستحق جمع
 کی ہست نبوت نامہ یعنی ذات منورہ صفات حضرت
 سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ علیہ السلام ہے۔
 ما علیہم رسولک قلے تعالیٰ اس انبیاء محدث و محدث
 ہی یا اعتبار حصول نوع من انواع النبوة۔

اس نصاب کی تین طرز کا ترجمہ ہے۔
 پہلی میں حد تھا جسے تجھے واجب دیا کہ متیہ کی حدت
 ہے اور حدت بھی موت کی قسموں میں سے ایک قسم کی
 موت رکھنے کی وجہ سے ہی ہے

اس سارا میں ہوا ہے کہ حدت کی حدت میں سے حدت
 قمریہ اور موت کی حدت کا کوئی دعویٰ نہیں ہے بلکہ پہلے
 راہ راست حاصل ہوتی ہے۔ حدت کی حدت کا دعویٰ تھا۔
 جو سولہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم سے حاصل ہوتی ہے جو
 مسیح صلی علیہ وسلم کی قسم سے حاصل ہوتی ہے جو
 مسیح صلی علیہ وسلم کی قسم سے حاصل ہوتی ہے جو
 مسیح صلی علیہ وسلم کی قسم سے حاصل ہوتی ہے جو
 مسیح صلی علیہ وسلم کی قسم سے حاصل ہوتی ہے جو

موت کے بعد بھی موت کی حدت کی حدت کی حدت

اس میں سے ہے کہ حدت کی حدت کی حدت

میں سے ہے کہ حدت کی حدت کی حدت کی حدت
 مسیح صلی علیہ وسلم کی قسم سے حاصل ہوتی ہے جو
 مسیح صلی علیہ وسلم کی قسم سے حاصل ہوتی ہے جو
 مسیح صلی علیہ وسلم کی قسم سے حاصل ہوتی ہے جو
 مسیح صلی علیہ وسلم کی قسم سے حاصل ہوتی ہے جو
 مسیح صلی علیہ وسلم کی قسم سے حاصل ہوتی ہے جو

سے بنی، اور ایک پہلو سے منہ کی قرار دیا ہے۔ تا آپ ﷺ تشریف
درمستقلہ موت کا مستحب نہ ہو سکے پنا پھر رہا۔ اس آپ ﷺ کا
فرمان ہے:۔

”اب یہ پتہ ہے کہ آتے رہے وہ مسیح کوئی بھی کرنا گے۔

اور اس کی بھی۔ اسی لئے یہ میں احمد رہ

میں بھی اس عات کا نام، منہ کی بھی رکھ، در کی بھی۔

رہا رہا، امام احمد، طبع اقل،

نیز یہ کھنے کے بعد کہ حاکم، عقیق ہوتا رہے ہی صلی اللہ علیہ وسلم کا
کسی دوسرے منہ کے کھانے میں مانع ہونے لگے مطلقاً وصاحت غریب فرمایا۔

”اب ایسا ہی جو مستحکۃ موت، خدیجہ سے پورا حاصل کرنا

ہے، وہ موت نامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں

میں مصیبت کہنے میں وہ اس شہید سے باہر ہے؟

در مجلس اس شہید سے باہر جو ہے کی یہ غریب فرمائی۔

”کہوئے وہ صاحب نبار، در سال رسول جو ہے کے

صاحب شہم المصلح کے زود میں ہی داخل ہے۔ جیسا کہ

حزب کل میں داخل ہوتی ہے؟

راہ، رہ دلاہم، طبع اقل،

یہ کال ہی کا بھی انتہا عجز میں تب ہی نہا نکل ہو سکتا ہے، کہ وہ

جوان صاحب امیر، در سال رسول کے جناب عظمیٰ امیر میں کے وجود میں

داخل ہو گیا کہ خود کل میں داخل ہوا ہے لیکن کامل قتل ہی صحیح حاتم
 الصبیحؑ کے، اس سجدہ سے مایوس ہو گیا ہے جبکہ وہ ایک پہلو سے بھی ہو
 اور ایک پہلو سے آتی تھی۔ ملاحظہ ہو ایسے حدیث اسلام کو جو مستقل
 ہی اندر رسول ہیں اس سجدہ سے مایوس قرار میں دیا گیا تھا۔ ان کا
 آنا یہ صریح طور پر خاتم النبیینؑ کی طرف کے منافی ہوئے کے لئے
 سے محال ہے کیونکہ مگر قتل ہی جتنی نہیں ہوتا۔ مگر ان ہی نبی کا
 دو پرکریاں کے مطابق سورت طہ کے ساتھ آنا آیت خاتم النبیین
 کے منافی میں ہوتا۔ کہ وہ نہ سجدہ نبوت محمدؐ سے حاصل
 کرنے والا ہوگا۔ اس لئے وہ بھی خاتم النبیینؑ کی سجدہ سے باہر ہوگا
 کیونکہ وہ رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی شرط سے معاف
 نبوت پائے گا۔ اور ختم نبوت سے اس کا وجود ملے گا نبوت انبیا
 نہیں ہوگا۔ بلکہ اس میں نبوت محمدؐ کی نبوت منقطع ہو جائے گی اور اس میں نبوت
 نبوت عباسیوں ہوئی کہ سلسلہ میں اللہ میں الیٰیٰ سے نبوت
 مسیح موعود علیہ السلام کو وصاحت در نصرت سے ہی قرار دے دے۔
 اور یہ بارہ میں مزار وحی عالم قرآنی کو اس سے آپ اس فقیر پر
 بھیجے کہ مختصر مسئلہ علیہ وسلم کی پیروی اور ختم نبوت سے
 آپ کا ایک اُمتی بھی۔ قی نہیں ہو سکتا ہے مگر وہ ہر گاہ ایک پہلو سے
 اُمتی اور ایک پہلو سے نہیں۔ اس اُمتی ہونا اس ملاحظہ سے مانع نبوت
 رہا۔ اور معرفت الصلوة؟ نبوت کی یہ شرط قرار پائی کہ وہ ملاحظہ

رہتی۔ اور وہ ایک امتحان کے راہ جو ہے میں رہ گئی تھی۔ پس مہذب کی اس قدر
 سرچھ ہو آپ نے اپنے اتھار سے فرمائی تھی وہ اس مرحلہ پر انکشاف
 کے بعد قابلِ غمت رہی۔ اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشق
 حاضرت کی پوری حقیقت کھل گئی کہ پاک نہیں ہو۔ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے انہیں سے عوام و خواص کا ملکہ ہے لیکن جیسے دنیا کے اہلِ احد سے ان کا
 اتنی محویت کے عام مقام سے گئے ہیں بڑا کھانا یہ تھا تم اسباق کا ہی
 کمال ہے کہ آپ کی خبر وہی کلمات جو کبھی کسی سے اور یہ کی تو تھوڑی سی
 ہی زبردستی ہے۔ بہت حد تک اس دور کی کوئی چیز مل۔ پس خدائی رسول
 ہونے کی رکت ہے۔ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر جہت سے فائدہ
 کی حد تک یہ رہی ہوئی کہ اس سے محض نہیں رہا۔ اس کا بوجھ ہے اس
 بلکہ اس کی حد تک یہ ہوئی کہ خود میرے میں لگتی رہے۔ اس کی طرف یہ آپ
 کے قص سے مل سکتی ہے

اسی انکشاف سے بدست موت کے خفیہ معنی ہیں، مریمہ لاء مرگئی وہ

آپ نے تحریر فرمایا۔

ابن کے خفیہ معنی پر جو ہمیں کی کہی ہے اس کے معنی صرف
 یہ ہیں کہ خدا سے بڑا ہو جاتی ہے یا سنے وہ وہ نہ ہو گا کہ
 اس طرح سے سمجھنا ہو۔ سرحدیں ڈالا، اس کے لئے ضروری
 میں اور یہ ہے جو یہی ہے کہ خدا سے سرحدیں رسول کا شیخ
 ہو۔ اس بلکہ اتنی کو جیسا کہ ضروری ہے اس کی کوئی حدود

لہرم نہیں آتا۔ (صاحبزادہ احمادیہ حقیر حکیم شاہ)

چند معرفت میں لکھا۔

۱۔ حد کی یہ اصطلاح ہے جزائرت عکالات و معالجات کا نام
اس نے پوت رکھا ہے۔ کسی ایسے منہیات بن میں کثر

غضب کی نثری دی گئی ہیں۔ (چند معرفت ص ۳۲)

حناپ میں۔ آپ کی نا سمجھی ہے کہ عقیدہ برزت میں میں تبدیل سے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام میں آپ کو کوئی تہ قص نظر آتا ہے
اس لئے آپ ہمیں ایک ایک لسان بھی مانتے کو تہ نہیں مگر اصل

حقیقت یہ ہے کہ دراصل تمام جو حوالہ ہوتا ہے وہ میں صورت میں

معاں ہوتا ہے کہ ایک وقت دو تہاں ہاں، ایک شخصیت میں متفق

سمجھی ہوئی۔ لیکن جب دو ذول باتوں کا زہن ایک الگ ہو تو حقیر سچی

تناقص و تفریح میں ہمیں آتا۔ پس آپ کے کلام میں حقیقی تہاں قص نہیں ہوتا

حب دوسرا عقیدہ اختیار کرے پر آپ سے اپنا پہلا عقیدہ ترک نہ کیا

ہوتا۔ لیکن پہلا عقیدہ تو آپ نے ترک کر دیا۔ اور وحی الہی کی روشنی

میں دوسرا عقیدہ اختیار کر لیا تو حقیقی تہاں قص نہ پایا گیا۔ چنانچہ خود

حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں بظاہر تہاں قص کے پیدا ہونے کی وجہ

بیان کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔

۲۔ خداوند یہ کہ میری کلام میں کچھ تہاں قص نہیں۔ میں تو خدا کی

رحمت کی پیروی کر رہا ہوں۔ جب تک مجھے اس سے

علماء کو - میں دیکھتا ہوں جو اذکار میں نہیں لکھا
 درجہ کچھ کو، اس کی طرف سے علم بڑا تو میں نے اس
 کے خلاف کہا، اس میں اس میں بھی عام اسباب ہوتے
 ہیں۔ علم نہیں۔ بات یہی ہے کہ شخص چاہے قبول کرے

یا نہ کرے۔ حقیقتہً اوستا

گزرا پڑا وقت کے امتیازوں کو جس میں سے پسے کو ترک کر کے دوسرے
 کو اختیار کیا تھا جو قابلِ اعتراض مر جاتے ہیں۔ اور یہ کرے و لا
 پہ کے نزدیک ایک عام سیاق آدمی بھی بہت سہیں ہوتا تو پھر ہم یہ
 نہ دیکھتے کہ سنے گھوڑے ہوں گے۔ یہ تو علم مسلمان سے لو کی مس
 میں اور یہ جان کر کہ اس سے بھی غور ہوا گئے۔ یہ آپ کو اسلام چونکہ
 رسول میں ملتا ہے۔ اس لئے آپ مسلمان ہیں۔ اور اگر آپ رسول کریم
 مسلمان تھے تو اسلام کے نشان میں ہوتے تو شاید تلافی کی یہ دعا کرنا
 ہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی، بیان لائے سے محروم
 رہتے۔ کیونکہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اپنی شان کے بارے
 میں ایسے بیان سے گفتگو، نشان دہی الہی کے ذریعہ ہوا ہے۔ تو
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایسے عقیدہ سے گفتگو انکشاف
 الہی کے ذریعہ ہوا تھا۔ انچیزہ نہ کہ مکہ مکرمہ میں حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہو چکی تھی کہ وہاں رسالت، لاکا تہ
 لست من یسیر! و سبیرا۔ کہ اے نبی! ہم سے ہم کو سب لوگوں کی

طرف لشیرہ مدد فرما کر بھیجی ہے ، اس آیت سے حضرت علیؑ سے
 علیہ السلام کے تمام پہلے عسکریوں پر فضیلت رکھنے کا اشارہ ہوتا ہے
 لیکن یوسفؑ ، یحییٰؑ ، یونسؑ کے بھائیوں ، سہیلؑ ، یونسؑ سے
 تمام نبیوں سے پہلے فضل ہونے کا اظہار نہیں فرمایا ۔ بلکہ جب بھی
 کسی نے آپؐ کو موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت دی تو آپؐ سے فرمایا
 لا یتقدرونی علی ما منی کہ پھر موسیٰ پر فضیلت نہ دو ۔ درجہ تہی
 سے آپؐ کو تیسرا درجہ دیا اور مخلوق سے پہلے کہا تو اس سے فرمانا نہ
 ہو ۔ پس جب یہ ہوا ابراہیم علیہ السلام میں اسی طرح حضرت یوسف
 علیہ السلام کے ذکر پر بھی فرمایا ۔ لا تعصمونی علی یوسف بن منی
 کہ مجھے یوسف بن منی پر فضیلت نہ دو ۔

لیکن جب آپؐ کی جوتہ پر قریباً ۱۵۰ سال گذر گئے تو آپؐ پر
 آپؐ قائم نسبت نازل ہوئی جس سے بالعدالتیت ۔ تاں کہ آپؐ
 اسی شان اور مرتبہ میں تمام انبیاء پر فضیلت رکھے میں اور آپؐ نے
 فرمادیا ۔ فضیلت علی بالنبیاء بسمتہ علیہم السلام کہ میں چھ اتوں
 میں سب ، نبیاء سے افضل ہوں ۔ اس حدیث میں پانچویں درجہ فضیلت
 ارسلیت الیٰ اہل بیت کا قائل ہونا فرمائی کہ میں سب مخلوق کی طرف
 عیساؑ کی ہوں اور تھیں درجہ اپنی اہل بیت ہونا فرمائی ۔ اور ایک
 دوسری حدیث میں یہ بھی فرمادیا ۔ لو کان موسیٰ حشاً بعدد شعبہ
 الا ایسا ہی ۔ کہ اگر موسیٰ بھی ۔ درہ ہوتے تو اس میں میری پیروی کے سیر

جہاں ہر جوتہ ہر ایک حدیث میں یہ بھی فرما دیا۔ **سیدنا سیدنا**
 من الاولاد من آل محمد من روئے، کہ میں اس سے پہلے، اور کچھ دوسروں کا
 سید اور بڑا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بعض نادان مواہد گئے انھیں قابل
 ہوا حضرت مسیح سے انتہائی تسلیم کی دیگر اہل عباد پر کئی مصلحت کے قابل
 نہ تھے اور اس میں لائق مصلحتی علیٰ یونس بن عتیٰ کو مشاہدہ کرتے
 تھے آئندہ کہلات اسلام میں یہ تحریر فرمایا۔

۱۔ نادان ہیں جیسے کہ گروہ حدیث صحیح بھی جوتب بھی
 وہ بطور غبار تبدیل ہے جو ہمیشہ حدیث سیدنا کرل ہند
 جیسے اندھ کی بات تھی۔ ہر ایک بات ایک
 موقع اور میں ہوتا ہے۔ اگر کوئی صاحب اپنے خط میں
 حقیر عباد سے بھی تو اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ
 نادان یا یہاں تک کہ بت بستی و تمام واسطوں سے توجہ
 وجود قرار کرنا ہے کہ وہ انگریزوں کا خدا ہے کسی قدر
 وہی اور ہر شے نفس ہے۔

۲۔ کہلات اسلام سے

ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس بیان کو درست مانتے ہیں، کہ
 لائق مصلحتی علیٰ یونس بن عتیٰ اور حدیث موعود علیہ السلام کی
 بناء پر سیدہ مکیہ ہیں اس لیے ہیں کہ انھیں موعود علیہ السلام اور

در حضرت ابراہیم کو جبر پر یہ قرار دیا کہ وہ وحی بھی ٹک ریمع کی بنا پر ہے
 ورنہ در حقیقت، حضرت ابراہیم نے خود علیحدہ مسلم نام دیا ہے جس سے اصل حق اور
 اپنی موت کے پہلے وہ سے ہی نفس نکلتا ہے پس آپ کا یہ سبب ہمارا ہے ۔
 امیر کے بیوں کو مہر ہیں کہ غلامیت صلیب کے ایسی تھیں جو مرتد کے متعلق
 دو دوسوں میں صلیب جہالت کا، ظلم و ستم اور ۱۸ سال تک رہتا ہے وہ
 کسی ن سے صلیب میں کوں ۔ بلکہ ہر جہالت آپ کو وٹس قرار دیتا ہے
 کہ یہاں کے سے روح فریاد لیکر حاتم سپین کی سی تاروں پونے پر ٹکنا
 ترک فرما دیا ۔ ورنہ ہر اور وٹس کا، مفاد میں ہر جہالت پر ٹکنا صلیب
 ہوئے گا غلام فرما دیا ۔ ورنہ یہ بھی فرما دیا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام
 ہوتے تو شمس میری پیروی کے سوا چارہ نہ ہوتا ۔ اور یہ بھی فرما دیا کہ
 پہلے در گچھے میوں کا سردار ہوں ۔ اب آپ کی پہلی بدیت مظاہر اس
 بات کی نصیب نظر لی ہے کہ نہ سرسٹی پر ٹیم اور پوسٹ ریموٹ کنٹرول
 ہوں ۔ اگر ہم آپ کی پہلی بدیت پر عمل کریں ۔ سر راتھسٹرولی میں
 صومالی پر زہن ہمارے عمل ہوگا ایک فضیلت علی لایسیا ۔ اب ہم پہلے
 ہمارے عمل میں رہے گا ۔ پس ان دونوں باتوں کو ایک وقت اختیار کریں
 کہ ان سٹھائیوں کے اس سے اجتماع تھیں لازم آتا ہے ۔ لہذا یہ دونوں
 در وٹسوں کی قرار پائیں گی ۔ انکار پر مستعمل دعا یا اب پہلے وقت کے
 ہو سکتی ہیں ۔ نہ اب کا فضیلت علی لایسیا ہم پہلے کے وقت کے قرار
 دینا معقول ہے ۔ نہ بعد کے قرار دینا معقول ہے ۔

جہاں میں! آپ لکھے ہیں کہ

”یہ باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکسار کے طور پر اور دوسرے
نیاد سے لوگوں کی عقیدت و محبت کو قائم رکھنے کے لئے
کہی تھیں کسی غلط فہمی کی بناء پر نہیں“

پھر اس کے بعد فصاحت عسیٰ الاسباب کے پیش نظر نادان برہمنوں کی بات
میں اب لکھتے ہیں -

”یہ باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حاصلِ نقیض کلمیٰ کی تردید کرنے
کے لئے کہیں اور بتا دیا تھا۔ کہ مجھے قدرت ان مجاہدوں
میں دوسرے تمام انبیاء پر نصرت حاصل ہے جیسا کہ
ان موحّدوں کا خیال ہے، جن کی مرزا صاحب سے مخالفت ہے“

جناب میں آپ کی ان تحریروں سے آپ کا یہ خیال ظاہر ہوتا ہے
کہ قرآن المبین کی آیت کے نزول سے پہلے باقی پانچ امور صدرِ جدِ حدیث
فصاحت عسیٰ الانبیاء کے مطابق، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
یہ کشاف ہو چکا ہو، تھا کہ یہ امور جزوی مسائل ہیں۔ ہذا انکسار
کے طور پر، اور دوسرے، جہاد سے لوگوں کی عقیدت اور محبت کو قائم رکھنے
کے لئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکسار کو فرما دیا تھا کہ آپ کو
حضرت موسیٰ حضرت یونس اور حضرت ابراہیم علیہم السلام پر نصرت و
مدد پسند ہے انکسار کے بعد کہ ساتھ بحسبِ آپ کے زعم کہ یہ دوسرے
حوجب بھی مد نظر تھا کہ تانہ لوگوں کی، انبیاء سے عقیدت اور محبت قائم رہے

اور سب پر شکست تھا کہ ہر امور و مردی متعلق ہیں ان میں سے
 کوئی بھی کئی نصیب پر دیا نہیں۔ تو اب یہ سب مل جاتا ہے کہ اگر
 حضرت عیساٰ علیہ السلام کا حاتم النبی بن ہونا ہی آپ کی عیسا پر
 ہر وہ نصیب کا سطر ہے تو پھر حاتم النبی کی آیت کے نازل ہونے
 پر ان حجت و مردی متعلق تھے ہوتے ہوئے آپ سے اپنے انکار کا طریق
 کیوں ترک و مادی۔ در اس طرح اپنی نصیبیت کا حمار کر کے اس کے
 بارہ میں لوگوں کی عقیدت اور محبت کو کیوں ٹھیس پہنچا دی اور آپ
 ۱۸ سال پہلے کا شخص طریق کیوں رک کر دیا۔ کیا یہ دونوں طریق
 آپ کو مایہم تھا قصہ و شہادت نظر نہیں آتے۔ آپ اس کی وہی معقول
 و بیان نہیں کر سکتے کہ حضرت عیساٰ علیہ السلام سے کس طرح ایسے
 طریق کو کیوں ترک و مادی ہے۔ حجت و مردی متعلق کا شک و شبہ پر ہے
 سے تھا۔ عیساٰ علیہ السلام کی بناء پر آپ اپنے آپ کو نبیوں پر نصیب نہیں
 دیتے تھے۔ اگر حاتم النبی کی آپ ہمارے ہوتے یہی آپ کی نصیبیت
 کا شک و شبہ ہے۔ یہاں سے بھی جو سی فیصلہ ہی جانا تو پھر انکسار علیہ
 ۱۰ ہے، مرکب کر لے کی گئی وجہ نظر نہیں آتی۔ ان اگر شک و شبہ
 کہ حاتم النبی کی نیت سے دوسرے عیسا پر کئی نصیبیت کا علم
 ہوگا جو پہلے میں تھا وہ پہلے یا پھر امور کو صرف جن متعلق ہی تھے
 و لعتہ میں طریق عمل میں تبدیلی کی وجہ صحت خدا ہر موجد کی سے متکرر ہوگا
 ہے کہ آپ مادی و محدود کی عظمت میں گمراہ ہو کر ان کے اختیار

کر رہے ہیں جس سے حضرت علیؑ کے طرز عمل میں اجتماع
تفصیل لازم آتا ہے۔ یعنی ایک ہی وقت میں حضرت علیؑ نے
مسلم اپنے آپ کو ایمان پر قبولیت دے سے اپنی امت کو جمع کر کے
تھے۔ اور اسی وقت ہی تمام عباد پر اپنے کو نبوت بھی دے دی۔
اور آپ کے علم کے مطابق اخبار صبح کو بھی ترک کر دیا اور دوسرے
لوگوں کو اپنے عباد کے بارہ میں عقیدہ و محبت میں ٹھیس نہ لگے گا جہاں
ہی ہو گا یا کینا ہی ہو پڑیں۔ جو آپؑ حضرت علیؑ کے بعد مسلم کو
دینا چاہتے ہیں۔

لیکن تعجب ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو دشمنوں
کے دو عقیدوں کو جو بس میں تھا سب رکھتے تھے۔ ان میں سے پہلے کو
آپؑ نے ترک کر دیا۔ اور دوسرے کو حقیر کر لیا۔ تحقیق تمام اس قدر
دستی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتماع تفصیل کے
ٹائل ہو کر آپؑ میں رسول خدا تھے ہیں اور حضرت باہی سلمہ
احمدیہ کے عقیدوں میں جبکہ دونوں کو یک وقت متفق ہیں، مگر آپؑ
حقیقی توافقی قرار دے کر آپؑ کے نیک آدمی ہر سے سے بھی احکا
کر رہے ہیں گویا آپؑ کا آپؑ تولد صحیح نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَعْدِلُوا هُوَ اقربُ متقونی
پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں حقیقی توافقی نہ پایا
جانے اور اجتماع تفصیل وجود میں۔ آگے کی ضرورت صرف اس

صورت میں تسلیم کی جا سکتی ہے کہ دوسرے اہل بیت کو نصیبت
 دینے سے آپ کو منع کرنے والی اجماعیت کسی پہلے زمانہ کی ہوگی اور غنیمت
 علیٰ الاسماء نسبت والی حدیث بعد کے زمانہ کی ہو۔ اس پر بلا توفیق ثروت
 کہ نصیبت علیٰ الاسماء دور و حدیث و کسی بعد کی ہے جبکہ آپ کی ہوتا
 پر ۱۰ سال گذر چکے تھے یہ ہے کہ اس سے پہلے نصیبت میں مدخل و کلم
 تھے یا نہ تھے۔ نصیبت حدیث کے الفاظ میں سے ہے کہ نصیبت
 باتیں دینی تھیں اور مراد یہ ہے کہ یہ زراعت کو سبب دین تھیں۔ اس
 طرح نصیبت پر ایسا متنازعہ تو ملتا ہے کہ ان کی بناء پر تمام عباد
 پر نصیبت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ پانچ یا بیس وہی ہیں جو غنیمت
 علیٰ الاسماء نسبت والی حدیث میں درج ہیں جبکہ خاتم نصیبین کی
 چھٹی بات کا آپ پر ایک ہی ہے۔ جبکہ آپ کی موت پر قریش انکار
 سال گذر چکے تھے اس وقت آپ سے اپنی نصیبت کا اعلان فرمایا جو
 خدای نصیبت نہیں کہہ سکتی۔ پس خاتم البیت کی آیت سے نصیبت
 کا دوسرے جہ پر کلی نصیبت کا ہونا ثابت ہوتا ہے نصیبت سے ہند
 غیر رسم انکار بیع کا یا نا طریق پھوڑ کر اس آیت کے تحت پر
 تمام عباد پر نصیبت رکھنے کا اعلان فرماتے ہیں جب تک آپ
 بیت خاتم البیت کو رسول کریم سے اللہ علیہ وسلم کی دیگر تمام عباد
 پر کلی نصیبت تسلیم کریں۔ آپ رسول کریم سے اللہ علیہ وسلم کی مشاہد
 میں متعلق تناقض پیدا ہوئے کہ میں نہ کہتے۔ یہ تو مانا جا سکتا ہے کہ

اکثریت میں سے عید و کسم خاتم نبی کی آیت کے رد میں پہلے ہی
 پانچ سیارے کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ تھا
 وہ حدیث میں بیان کئے جزوی مسائل حیاں کہتے ہوں گے کہ یہی آپ
 سے انکسار طبع کی وجہ سے ان پانچ امور کی بنا پر ہے آپ کو دوسرے
 اعیان سے انصاف نہ کیا، اگر خاتم النبیین کی نسبت سے بھی آپ اپنی کلی
 نصیبت نہ سمجھتے تو پھر یہ ان طریق میں طبع کا ماری رہتے مگر
 میں سے لوگوں کو جو نصیبت اور محنت ہے (بقول آپ کے) عمل ائمہ میں
 وہ بھی محروج نہ ہوئی، پس پر سے طریق کو تبدیل کرنا اس امر کا نتیجہ ہے
 کہ نصیبت علیہ السلام سے آپ کی محبت کے سبب کے وقت سے
 صلی اللہ علیہ وسلم آیت خاتم النبیین کی بنا پر اپنی تمام اہلیہ و برکلی
 نصیبت رکھنے کا عقیدہ اختیار کر چکے تھے ورنہ جو وہی نصیبت رکھے
 کا عقیدہ رکھنا چکے تھے پس حد تک یہ مختلف مضمون بہت سی مادیات
 در دستوں کی رہیں، ورنہ آپ نصیبت رہنے سے امت کو مدد کرنے
 و ان حدیثیں پہلے زمانہ کی نہ سمجھیں یا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
 کلام و عقیدہ میں حقیقی تہ بعض ماننا بڑے گھٹا پس جناب میں ان دونوں
 قسم کے حدیثوں کو ایک وقت کی قرار دے کر آپ نادان موحیوں کی
 حمایت کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا نادان مذہبی
 کا یوتھ جٹیا کر رہے ہیں کیونکہ اس طرح آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم کے کلام میں حقیقی تہ بعض اور سماع لشعبہ میں کیا یا نہ تسلیم کرے

والے قرار پائے ہیں۔ پس اگر آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دوستی کا ثبوت دینا چاہتے ہیں تو نادانوں و خودوں کی حمایت کر کے عیار پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلی مصیبت رکھتے ہوئے انکار کرنا اس رفعت اور تعظیم کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تبدیلی عقیدہ کے متعلق الحق المبین مانگتے ہیں آپ کے پیش کردہ اقتباس پر آپ کے اعتراضات کا ٹک جواب دینے کی ضرورت نہیں رہی آپ کی سب باتوں کا جواب اور آپ کے معصوموں کی موجودگی ہے۔

۱۔ صمد کلام یہ ہوا کہ جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر انصاف و سب ل بعد اسی پوری مثال کا کشاف ہوا۔ اور یہ تدبیر بھی ممکن قابل اعتراض امر نہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی شان اور مرتبہ کے متعلق تدبیر کی انکشاف ہرگز قابل اعتراض نہیں۔ تبدیلی عقیدہ رواج میں آنے پر اس سبب ایک غلطی کیے گئے کہ

میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی لکھا ہے۔

”جس میں تبدیلی نے ثبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معصوموں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں، اور میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معصوموں سے کہ میں نے آپ رسول موعود سے باطنی مباحث حاصل کر کے دریافت کیے ہیں اس کا دم پا کر ان واسطے سے علم عیب یا یا ہے رسول اور نبی ہوں مگر پھر

کسی حد میں غیب کے۔ اس طور پر ہی کہنے سے میں نہ کبھی
 انکار میں کیا بلکہ اسی معنوں سے حد سے بھیجے گا اور رسول
 کریم کے جلائے گا۔

تجربہ میں یہ سب سب یہ بیان درست ہیں سو حقیقت یہ ہے کہ
 یہ بیان میں دین درست ہے۔ کوئی شخص بھی یہ مانا نہیں کرتا کہ شرارت
 سے کرتا ہم آپس میں جو حدت کسب ہو تو شرارت شرعی یا مستقل سے
 ہوتے کا دعویٰ کہ اگر کوئی ایسا ہے ہی کہ اس میں شہادہ ایسا دعویٰ کہنے سے
 انکار کرتے رہے ہیں۔ اس بیان میں آپ کا یہ لکھا بھی درست ہے۔
 کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قصص کے واسطے سے علم غیب پانچ کے
 معنوں میں آپ نے ہی کہنے سے کبھی انکار نہیں کیا چنانچہ تو صحیح مرام
 میں محدث کی جو یہی احتمالی تعریف پیش کرے کے بعد جس میں سات
 جہاں سے بیان کئے یہ تحریر درج دیا تھا

ہوٹ نہ بھی سحر، نیکی اور کجی میں کہ امور بتدکر وہاں اس
 میں ہائے جانی۔ اور شیخ مرام طبع اول حدت۔

ان باتوں سے ظہر ہے کہ دعویٰ طور پر موت پانچ سے آپ ہی وقت ہی
 انکار میں کر دے تھے۔ جب آپ نے جو پہلی محدثیت حوالی موت پانچ
 کا دعویٰ کیا تھا تو صحیح مرام کے خلاف اس بات کا اعتراف بھی موجود ہے
 کہ یہ موت فنا کا نہیں بلکہ فنا سے حقیقی ہے۔ جو صحیح مرام کی بات ہو کہ
 ہے یہی ہے۔ سو وہ صفات حضرت تیرا، اعلان تیرے سے صلی اللہ علیہ وسلم

پھر ازاں اور اہم میں بھی آپ سے فرمایا۔
 و مسودہ پات کہ میں و مسیح موعودؑ، ممتی بھی کہا اور نبی بھی
 اس مدت کی طیف قرار دے کہ وہ دوں شمار لقیّت اور پخت
 کی اس میں مائی حقائق کی عبادت بحقیقت میں اب دونوں
 شاہ کا پایا جاننا ضروری ہے۔ (ازاد اور اہم ص ۳۳)
 میں موعودؑ طور پر ہی کہلائے۔ آپ نے کہیں ٹکار میں کیا ہیں انجی نورت
 کی تعیناتی کیفیت کے ساتھ سے آپ کا دعویٰ شروع سے بیکر حیرت انگیز
 ہی رہا۔ آپ سے اپنے معصوم کے عقوّد پر بھروسہ ہے۔

اور صاحب سے تھا ہے جن معصوموں کو قرآن مجید، معصومی
 طور پر بعض معصی کے سے و ص کر دیا ہے۔ وراپہ ماں
 میں کوئی کجا دیتا ہے کہ غلوں معصی کے سے اس سے قتل
 معصوم ماں کر رکھا ہے۔ اس معصی سے، اس لفظ کو صرف
 اس میں سے پھیرنا کسی حدت کی کتاب میں، کے اور
 معصی بھی آئے ہیں انما د ہے۔

۱۱۔ اور اہم ص ۳۳ طبع اول،

اس کے بعد ازاں، اہم سے یہ عبارت بھی آپ نے پستی کی ہے۔
 و قرآن کریم سے بعض، الفاظ لغت سے سکر معصومی طور پر
 ایک حسنی کے لئے خاص کر دیئے ہیں جیسے موعودؑ
 روحانیت و زمینیت، نوئی اور اپنا ہی، نہ تھا سٹے بھی اور کھا

آراء و معانی۔ سوا اصطلاحی، مریں بحث کی طرف رجوع کرنا
حکایت ہے۔ دراز سر، دوام بحث کا طبع اول،

ان دو عبادوں کو پیش کر کے آپ بستر میں ہیں
"مری صاحب نے لفظ ہی کی اصطلاح کے مہموم کے لئے
بحث کی طرف رجوع کیا: اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے
معنی لغت کی رو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اصطلاح پاکر
حبیب کی طرف سے دلائل پس حمال یہ بھی معادق آئیں گے
یہ کالفاظ بھی معادق آئے گئے گات

راستہ ہار ایک علمی کا ارادہ تاسخ کر کے لکھا

اگر ہمیں معاملہ دینا نہیں چاہتے تو پھر آپ خود عطا فرمائیے
الجواب میں بیسلا میں۔ بن عبادوں کا ہرگز یہ مہموم نہیں کہ جن معنی
کو قرآن کریم سے اصطلاحی طور پر استعمال کیا ہے ان کے لئے لغت کی
طرف رجوع کرنا ضروری تھا اور حماقت اور تعسیر بالراستہ یہ حکم مراد ہے
کہ قرآنی آیات میں استعمال کردہ اصطلاحی معنی دیکھنے والے کے لئے کسی
ورق قرآنی آیت میں ایسے معنی نہ لیں گے جن کے لئے لغت کے کسی اور معنی کی
طرف رجوع کرنا تعسیر ہوگا اور ان کی حماقت ہے۔ جو قرآن کو اس کے مد نظر
اصطلاحی مہموم کے خلاف جوں سیوں اگر لغت میں کے وہ معنی بھی بیان
کرتی ہو جو خود قرآن کریم میں مد نظر ہیں تو ان معنی کو تا ثیڈ لغت سے پیش
کرنا یہ مذاہد ہو گا نہ حماقت بلکہ اس صورت میں تو بحث کے ان معنی کی طرف

رجوع کرنے سے اس بات کا ثبوت ملے گا کہ لغت دہریوں نے بھی کچھ سچا
 ہے کہ اس لفظ کے اصطلاحی قرنی معنی کیا ہیں۔ یہ لفظ کی کتابوں
 میں جہاں ایک لفظ کے ایک سے زیادہ معنی ہوں۔ بتے ہیں ان میں بہت
 نہیں اصطلاحی معنی بھی لکھ دیتے ہیں۔ لغت میں رجوع ان اصطلاحی
 معنی کی طرف رجوع جو قرآنی معنی کے لئے مؤید ہیں۔ یہ صرف ہاؤ بلکہ
 ، شب ہے کیونکہ اس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ جو شخص قرآن میں ایک
 لفظ کے متعدد اصطلاحی یا خاص معنی بیان کرتا ہے اس کو علمائے سنت
 کی بھی تائید حاصل ہے کہ یہ لفظ ان خاص معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے
 لیکن اگر کوئی لفظ قرآن سے باہر استعمال ہو جو لفظ کے کسی سے
 معنی کی طرف رجوع کرنا کہ جو معنی داسا سپاں ہوں، اس کا مادہ کلام کی
 خلاف در ذیل نہ ہوگی۔

پس جناب من۔ آپ حضرت بانی اہل بیت کے بیان کردہ کلمہ
 کو وسط رنگ سے رہے ہیں۔ اگر وہ لفظ ہی کے لئے ہیں تو اس میں
 آپ کی ناگہی ضرور ہے آپ در پہلے حواسے پر نور کیجئے۔ اس کا احاطہ
 میں آپ سے۔ فقرہ بھی نقل کیا ہے۔ اس معنی اصطلاحی معنی۔ ناقص
 ہے۔ اس لفظ کو صرف اس حباب سے پھیرنا کہ کسی لفظ کی کتاب میں اس
 کے اور معنی بھی آئے ہیں صریح انکار ہے۔ آپ در ذیل بھی لفظ پر خود
 فرمائیں۔ جس سے ظاہر ہے کہ لغت میں رجوع کرنا، ایسے معنی کی طرف رجوع
 کہ پھیرنا انکار ہے۔ جو لغت میں ان قرآنی اصطلاحی معنی اور ان کے

مسئلہ بصورتِ اشرک لعل کے لکھے گئے ہوں۔ قرآنِ عہد کے
 اندر ہی آیت میں اسے معنی کی طرف رجوع تعمیر، اسے صرف احکام اور
 درحقیقت جو تھا۔

لیکن مدت میں قرآنِ عہد کے یہ ہیں کردہ اصطلاحی معنی بھی اگر
 موجود ہوں تو ان معنی کی طرف رجوع تو یہ ضرور کرنا پڑے گا۔ یہ
 حماقت نہ کہ یہ عیس۔ معصوم ہوگی جو مؤید نہ ہو۔ اصطلاح ہو۔

پس جواب میں اب آپ اس کو لکھ سکتے ہیں۔ تو اب میں واضح
 استفسار کیسے کر سکتے ہوں۔ میں نے حصہ ۲۰ فی سہرا احمدیہ قرآن سے
 باہر ہی گئے اس معنی کو حصر کر کے لکھے ہیں۔ آپ کے لئے یہ لفظ
 استعمال ہوا جو مدبرانِ اصطلاح کے خلاف معنی رکھتا تھا۔ مدت کی طرف
 رجوع کرنا، اعلیٰ درجے پر۔ اس کیلئے کی ملامت اور مذمت ہیں۔ کیونکہ لعلی کا
 ارادہ لکھتے تھے یہی آپ نے اپنی کتابوں میں اپنے متعلق خدا کی طرف سے
 مسئول کرنا۔ نبی کے معنی کے لئے مذمت کی طرف رجوع کیا تھا۔ ایک عالمی کا
 "لکھنے کے وقت قرآن پر پورا انگشت نہ ہو چکا تھا۔ کہ قرآن معنی میں
 جس کے لئے لکھی نہ ہو ماکوئی ضرورت ہی شرط میں بلکہ ان کے معنی کے لئے
 نسبت عربی قرآنی مسوں ہی کی مؤید ہے۔ اس لئے لغوی معنی کی طرف جو
 مؤید قرآن میں رجوع نہ کیا حماقت ہے۔ یہ سمجھا رہے

پس مسئلہ رطلی کے بارے میں تصریح: یہ مسئلہ احمدیہ کا ہی ہے
 لعل کے قرآنی معنی میں اس کے بعد مدت کی طرف رجوع صرف یہ ثابت

کرنے کے لئے ہے کہ ان قرآنی اصطلاحیں معنی کی بنا پر لکھائے گئے ہوتے ہیں ان کی
 ہے۔ استتہار ایک فعلی کلمہ ہے۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لغت
 کے کسی سے معنی کی طرف رجوع کیا ہی نہیں جو کسی کے معنی کے قرآنی تصور
 کے خلاف ہیں اور تفسیر مامور ہے۔۔۔ در حدیث صحیحہ اتحاد اختلاف قرآنی ہے۔
 چنانچہ دیکھئے اب کی پیش کردہ ایک فعلی کلمہ کی عبارت سے پہلے
 موعود علیہ السلام یہ تحریر فرماتے ہیں۔

”ہی کے معنی لغت کی رو سے یہ پیر کہ خدا کی طرف سے طہار
 پاکر عیب کی طرف سے والا“

”میں جہاں بھی یہ جی ہمارے میں گئے ہیں کہ خدا بھی جہاں آئے
 اور یہی کارسولی جو ہر شرط کیوں نہ کر وہ رسول بہ ہو تو
 حنیف مہذب کی سرس کوں نہیں سکتی اور یہ آیت مدق ہے
 لا یظہر علی صلی غیبہ احذار لاس ارتضیٰ
 من رسول۔“

”اب اگر سمجھتے ہوئے تقدیر علیہ وسلم کے بعد ان معنوں کی رو
 سے نہ لکھا جائے تو اس سے درہم آتا ہے کہ یہ عقیدہ
 رکھا جائے کہ یہ ائمہ مکاتبات و مقامات غیبہ علیہ السلام
 ہے کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبہ میں جامع انبیا پر ہوتا
 با ضرورت اس پر مطابقت آیت لا یظہر علی غیبہ
 کے معنوں پر کا حدیث آجکل۔۔۔ استتہار ایک فعلی کلمہ ہے۔“

حضرت بان سید احمدؒ کی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ حضور
قرآن معنی کی تائید میں صعب کو پیش کر رہے ہیں کیونکہ مشابہ میں خود کے
روح زود معنی میں قرآن کے معنی ہی معنی کے خلاف سمجھیں، بلکہ قرآن میں
اس حضرتؒ میں یہ سلام نے اس عبارت میں یہی کہ معنی کے لئے علت
کے کسی ایسے معنی کی طرف رجوع میں کیا جو قرآنی معنی سے حقائق رکھنے والا
ہو تو جبکہ آپ کے قول کا جواب میں سے ظاہر ہے کہ آپ یا تو اس
کلمہ کو میں سمجھ سکے جو قرآنی اصطلاح کے متعلق حضرت بان سید احمدؒ نے
تخریج فرمایا ہے، یا نسبت معاملہ دیا جاتا ہے۔ کیونکہ آپ کے لئے لازم
ملائم طبع دونوں ہی میں عبارت، حضور کی پیش لی ہے۔ اور دوسرے
انتباس جو شہادہ سے آپ کے نقل کیا ہے اس کا معنی یہ ہے انتباس
کے آگے بھی وجود سے ہے، آپ سے رجوع میں کیا اور علت کی طرف متعلق
رجوع کو ثابت کا جوت تھا کہ نہ کہ ثابت آپ نے پتہ قیاس کو وجود
میں اور بعض علماء میں پیدا کرنے کی خاطر، سب سے انتباس کو پیش کر دیا
کہ ہر حال میں علت کی طرف رجوع کو حضرت بان سید احمدؒ کے خلاف میں
حکایت کہنا بھی دکھا سکیں۔ حالانکہ اس لئے بھی قرآنی اصطلاح کی معنی کے
صاف معنی اور کہہ سکے کہ علت کی طرف رجوع کو ثابت اور نہ ہی
مرا د ہے جیسا کہ پہلے انتباس سے ظاہر ہے۔ بلکہ میں ہم آپ کی توجہ کے
لئے جو یہاں پر انتباس رجوع کر رہے ہیں۔

بعض جلالہ کی سے قرآن شریف کے کلمے ثبوت پر ہر

وزن چاہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ لٹوئی کا لفظ لغت کی
 میں نہیں کئی نسخوں پر آیا ہے۔ حالانکہ اپنے دور میں
 عرب ہاٹے ہیں کہ جس لفظوں کو قرآن ستریب مصطلح
 طور پر بعض معنی کے لئے اس کو لیا ہے وہ ہے متواتر
 بیاں سے کوئی سمجھ رہا ہے کہ لسان معنی کے لئے اس
 سے لسان مصطلح حاصل کر رکھا ہے۔ اس معنی سے اس لفظ
 کو صرف اس جہاں سے میرنا کہ کسی لغت کی کتاب میں اس
 کے اور معنی بھی آئے ہیں صرف اس کی وجہ سے مثلاً کتب لغت
 میں مصیری رس کا نام بھی فارسی لفظ تمام قرآن شریف
 میں کافر کا لفظ صرف کا ورنہ یہ لفظ کتب پر ہونا گیا ہے
 اب اگر کوئی شخص کفر کا لفظ لفظ عامہ جو وقاس سے پھر کر
 اٹھیر کر آتا اس سے مراد ملے اور یہ ثبوت دے کہ لغت
 کی کتابوں میں اس کے یہ معنی بھی لکھے ہیں تو یہ کس کا یہ
 محاورہ عربی ہے یا نہیں۔ یہی طرح کتب لغت میں
 عموم کا لفظ صرف روزہ میں محدود نہیں بلکہ عیسائیوں
 کے طور پر کاتھولک بھی عموم ہے اور شہر مرزا کے سرگرمی کو بھی
 عموم کہتے ہیں لیکن قرآن شریف کی اصطلاح میں عموم صرف
 روزہ کا نام ہے اور یہی طرح حدودہ کے لفظ کے معنی میں
 لغت میں کئی ہیں۔ مگر قرآن ستریب کی اصطلاح میں صرف کاتھ

درود اور دعا کا نام ہے۔ یہ نام رکھتے، پڑھتے جانتے
 ہیں کہ ہر ایک میں ایک اصطلاح کا مجموعہ ہوتا ہے اور
 اس میں اس کے عجایب و گہر میں جس معاذ کو محدود
 معنوں میں محدود کر کے کسی ایک معنی سے یہ تصور میں کر لیتے ہیں
 اصطلاحات کے جس کو دیکھتے کہ پھر وہ ماحول کوئی حد
 رکھتے ہیں صرف ایک معنی میں اصطلاح کی طور پر تصور
 و محدود رکھے گئے ہیں۔ اور یہ تو یہ ہے کہ کوئی عام تصور
 اصطلاحی معاذ کے چل ہی نہیں سکتا۔ یہ جو شخص معاذ
 کا وہ نہیں رکھتا اس کے لئے بد معنی رہی ہے کہ
قرآن شریف کے معنی اس کے مراد ہے در اصطلاح و لغت کے
 معاذ کے لئے درہ تصویر یا راستہ کوئی ہے۔

درہ اصطلاحات ۳۰۰ ص ۱۰۱

آخری حد کشیدہ عبارت سے ظاہر ہے کہ قرآن تفسیر کے اور کسی
 اصطلاحی معاذ کو قرآن اصطلاح معنوں میں یہ تصور یا مراد کے ہوگی
 قرآن سے ہر کسی اور معنی میں اس معاذ کا استعمال تفسیر یا مراد کے نہیں
 کہلا سکتی۔ کیونکہ تفسیر تو قرآن کی ہوتی ہے۔ اور قرآن کے معنی اصطلاح کو
 چھوڑنا ہی اتحاد و محافطت قرار یا سکتا ہے۔

حضرت قدس علیہ السلام کے اسی اقتباس سے ظاہر ہے کہ اس جگہ
 حضور بلفظ ثبوتی کے معانی علت کرتے ہوئے یہ قرار دے رہے ہیں کہ۔

’بعضی چالاک سے قرآن شریف کے کلمے غروب پر پردہ
 ڈالنا چاہتے ہیں، اور گتہ میں کرتوتی کا مصداق صاف کیا تو
 اس کی محسوس کیا جاسکتا ہے، یہ دھنچ رہا ہے کہ نبوتی کائنات
 لغت کی کتابوں میں توئی، تھک خلافت اس حالت میں رہتی
 تھک خلافت، اسی بدھ، روحانہ بھی درج ہیں اس حقیقت
 کی طرف رجوع کو حضرت قدس اعمار میں چاہتے، و شجاعت
 رقصہ مرا کے نیاں کر سکے میں متاثر، خلافت پہنے
 دلوں میں جواب چاہتے ہیں کہ اس مظلوم کو قرآن شریف سلطان
 طور پر بعض معاد کے لئے خاص کر گیا ہے اس
 بعد اصرار اس خیالی سے پھیرنا کسی لغت کی کتاب میں
 اس کے، اور معنی بھی اسے اس طرح نکال دے۔“

حساب میں: آپ کا دل کیا کہنا ہے کیا نبوتی کو اس سے ترقی و مصلحت
 سے بے پھر یا آپ اس نے دل میں کیا دیا ہے جس کہ ہمیں باب میں قلم
 کو بند سمجھتے ہیں۔ علم آپ اس کو غلط قرار دیتے ہیں تو ہمارا رویہ ہے کہ
 آپ اس کی محیط پر قیام میں ہیں، اس لئے کہ آپ کو وہاں کسی دھند
 مان لینا چاہیے۔

اس تہا کس میں حضرت بائی سلطانہ نے اس پر یہ کہ صحیح
 فرما دینے کے لئے اس سے اقتباس کی طرح صفت نہیں بھی دی جس مثلاً
 لکھ دے۔

کتبِ ثقیل میں ادھیری رات کا نام بھی کاغذ ہے مگر تمام قرآنِ کرم
 میں کاغذ کا لفظ کا قرآن یا کاغذ پر بولا گیا ہے :-
 اس مثال کو سامنے رکھ کر یہ سوچیں کہ کیا قرآن میں جو کار کا لفظ آیا ہے اسکے
 معنی میں شب کی طرف رجوع کر کے ادھیری رات بھی لینا صحیح اتحادِ صحت
 اور تعبیر ہوا ہے ہوگی ماضی - اگر ہے تو اس مفہوم میں غصبت ہانی ملے
 احمدیہ کا بیان کردہ کتبہ میں ہو اور آپ اس کی تعبیر برقرار نہیں ہو سکے
 اور یہ بھی آپ کو سمجھ لینا چاہیے کہ اگر مذمت میں کاغذ کے معنی کا ورنہ
 اور کاغذ صحت بھی نہ ہو - تو ان معنی کی طرف رجوع بھی اس کتبہ کی
 صحت و برتری نہ ہوگی بلکہ اس کی عاید ہوگی اور مؤیدات سے فائدہ
 اٹھاتا اس صورت میں - اتحاد ہوگا نہ صحت - تعبیر ہانی ملے ہوگی بلکہ
 مفسرِ آخرین کے ساتھ - سر اللہ بھی ہوگی جو عموماً قرآن ہوگی -
 قرآنِ مجید سے ہا - کبر کا لفظ ادھیری رات کے معنوں میں بھی استعمال ہو سکتا
 جبکہ وہاں صطلحی معنی حسبِ مذکور ہو سکتا - اور ادھیری رات کے
 معنی ہی حسبِ بیان ہو سکتے ہوں - حضرت بان سید احمد علی علیہ السلام
 نکلتا ہے :-

اسی طرح کرب لعت میں خصوصاً کاغذ صحت و روزہ میں
 محدود ہیں - غصبتوں کے گرجا کا نام بھی حسبِ صحت
 شدہ صحت کے سرگرمی کو صحت کہتے ہیں لیکن قرآن کریم کی
 اصطلاح میں صحت روزہ کا نام ہے -

صوم کی پیش کردہ یہ مثالیں بھی اس کلیہ کی تائید سے اس مثال میں
 مصدر نے صوم کی اصطلاح ترک کر دیا ہے اور دورہ کے معنی میں
 سے اور مرابا ہے کہ معنی میں دورہ کے علاوہ اس کے اور معنی نہیں
 کا اگرچہ دورہ سفر مرث کا سرگین کے بھی لکھے ہیں۔ لہذا قرآن شریف میں
 صوم کے معنی میں نبیوں کا اگر حرام راہ لینا یا سفر مرث کا سرگین یہ طرح
 اہل اہل اور حاکم اور محدثین کے ہوتے ہوگی۔ لیکن لغت میں جو دورہ کے معنی
 لکھے ہیں۔ ان معنی کی طرف رجوع کرنا جو حاکم کو یہ کہ وہ تو ان کے معنی
 معنی سے صحت رکھتے ہیں اور اس کے معنی کے مؤید ہیں۔ ان دونوں
 سے باہر اس لفظ کا دوسرے معنیوں میں استعمال بھی جائز ہوگا
 تفسیری مثال میں یہ سے صلوٰۃ کا لفظ سہا ہے درحکم پر فرمایا
 ہے کہ:-

* اسی طرح صلوٰۃ کے لفظ کے معنی بھی حدیث میں کسی ہیں۔

مگر قرآن کریم کی اصطلاح میں ضرب شمار اور دورہ

دعا کا نام ہے۔

بہرحال چنانچہ دورہ دورہ اور دورہ کے معنی چھوڑ کر قرآن میں دورہ
 کے کوئی اور معنی معنی مراد لیں مثلاً درگاہ کے معنی سے اگرچہ
 داخل کرنا یا بیرون کرنا اور کسی دورہ کے معنی سے نکلتا ہے تو
 یہ صریح ایک دار حاکم اور تفسیر یا راستے ہوگی۔ لیکن حدیث کے
 میان کردہ معنی نماز اور دورہ اور دعا کی طرف رجوع آتی ہے کہ

سمجھانے کے لئے ہاتھ ہڑکا۔ کادور لکھنا یا تفسیر یا اسے میں ہوگی
 لکھنا سیر بالحقہ ہوگی جو قرآنی مسیح کی طریقی ہوگی غرض کہ اس کے منہ سے
 ہم میں سمجھ سکتے کہ کوئی شخص معانی پرش و حوس سے اس کے منہ سے کی
 طرف رجوع کو جو قرآنی اصطلاح سے معنی وقت رکھتے ہوں، صریحاً ناد
 حفاقت، در تفسیر بالراے خیال کرے۔

لغت میں ہی کے جو معنی بیان کئے گئے ہیں وہ معنی در
 عن المستقین یا لہام من اللہ و ما یخلق بہ تعالیٰ ہیں کہ
 نبی کے معنی میں ہام، اسی کے کسب و حاصل کے معنی در و درنا سے ہیں
 ہوں کہ بار میں جبرائیل والا۔ یہ معنی میں اور قرآن مجید کے لغت میں
 میں سے ان معنی سے قرآنی معنی کی تائید حاصل کرنا جو آیتوں میں
 علیٰ خبیثہ اسدًا لا من ریحانی من رسول میں بیان ہوئے
 ہیں۔ لغت کی طرف رجوع قرآن مجید کے ہوں کہ وہ معنی کے معانی
 ہیں۔ تفسیر بالراے اور اسکا اور معانی لغت کے ان معنی کی طرف رجوع
 کرنا کتب کا معنی، ہے جو معنی قرآنی کادورہ کے معنی ہوں۔ قرآن مجید
 نے نبی کا وہی دستور و نظر رکھا ہے جو خست میں ہی کے معنی میں درسط ہے
 آیت ما کان لیشران یومہ للہ ان کتابہ و الحکمہ و السیوۃ
 السیوۃ کے معنی میں بیان کردہ معنی ہی مراد ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ لغت میں
 سے السیوۃ کا معنی الحکمہ اور الحکمہ کا کتاب یہ کیا ہے۔
 یہ کہ سطوح اور سطوح قدر میں ہوتا اثر ہے، اس سے اس سے السیوۃ

کا تصور احکام و کتاب سے الگ مفہوم میں کرنا ہو گا۔ کیونکہ اگر
 بعض شی الکتاب یعنی مترجیت جدیدہ بھی لائے۔ حکومت کے ساتھ
 ہی آئے۔ جیسے آنحضرت سے مندرجہ وسلم ہیں اور بعض ہی غیر کسی
 جدید سرحد کے آئے اور حکومت بھی رکھے تھے جیسے حضرت سلیمانؑ
 مگر بعض ایسا نہیں ہے۔ کوئی جدید کتاب مندرجہ لائے ۵۳
 صاحب حکومت تھے مگر کسی ضرورت تھے جیسے حضرت یحییٰؑ اور مکر یا غیبا
 اسلام کی ہوت کا تصور وہی حق حودت میں بیان کر دیا ہے کہ
 اصطلاحی معنی میں طوطی ہے۔ قرآن مجید کی آیت لا تطعوا علی غیبه
 کے لحاظ میں صرف میں یہاں کہہ سکتے ہیں کہ اصطلاحی مفہوم ہی مندرجہ
 درالہب رعل نعیم کا مقید رکھنے والے شی کے لئے قرآن مجید سے
 آیات ارتضائی سن رسول میں اس ہی کے لئے رسولوں کو ہمارے
 قرار دیا ہے۔ اس سرخی اور رسولوں کے لئے قرآن مجید سے رسولوں
 میں الکتاب ملے کا ضرور ذکر کیا ہے کہ نہیں مترجیت کا علم دیا جاتا ہے
 خواہ وہ مترجیت جدیدہ لائے یا کسی جیسے مترجیت کے مابین کیا ہے جو
 جب میں آپ صرف ایک نہیں میں مبتلا رہتے ہیں سے ہم نے
 آپ کو نکالنے کی کوشش کی ہے امید ہے کہ آپ کا غلط فہمی دور
 ہو جائے گی

آپ نے اذہر و اعم طبع اولیٰ ۵۴ سے منہ جو ذیل عبارت

پیش کی ہے۔

خاتم النبیین ہونا یا ہمارے نبی کریم صلی علیہ وسلم کو کسی
 دوسرے ہی کے آگے رکھا جائے۔ ہاں یہاں بھی جو مسئلہ
 نبوتِ محمدیہ سے اور حاصل کرتا ہے، وہ وہاں رہا نہیں رکھنا
 جس کو دوسرے عقیدوں میں محدث کہتے ہیں وہ اس تحدید
 سے باہر ہے نہ

حضرت باڈی سید۔ محمدیہ کی اس عبارت پر آپ کا سوال یہ ہے۔
 پہلے نظم نبوت کی تحدید سے صرف محدث ہی باہر تھا۔ پھر
 طلی رو ہی نبی کو بھی اس تحدید سے باہر کر دیا۔

در حقیقت تو اُمتی ہی یا بالفاظ دیگر طلی اور بدر ہی تھا

پہلے ہی اس تحدید سے باہر تھا، البتہ حضرت مسیح موعود

الجواب

علیہ السلام سے ہے بصورتِ محدث کی اسی اتہاساری تعریف کے اس تحدید
 سے باہر قرار دیا تھا۔ اور محدث کی یہ تعریف دراصل، مسیح موعود ہی کی
 تعریف تھی جو طلی اور بدر ہی طور پر مل سکتی تھی۔ واضح رہے کہ خاتم النبیین
 کے معنی ایک پیغمبری معنی تھی۔ اس لئے جب حضرت مسیح موعود کو ایسا
 شان کے متعلق نبوت کی تعریف بہ سیرا پڑ محدث کے بعد جو حدی تعریف
 عقیقہ کی طرف سے متواتر دہائی کے ذریعہ ایک طور پر ہی کا خطاب پہلے
 کا غلط ہوا۔ تب سلفی تعریف ترک فرمادی اور اپنی سماج محدثوں
 سے ملا سمجھ لی۔ اور خدا کی دہائی کی روشنی سے ہی بدر ہی و در فانی نبوت
 جو پہلے بھی آپ کو حاصل تھی خاتم النبیین کی تحدید سے باہر سمجھ لیا۔ کیونکہ

ہستی تھی اور طبعی اور پروردگار ہی بھی مشکوٰۃ و مسائل محمدیہ سے ہی
 جنسیاب بھا۔ پس ہمیں بر اس میں کوئی قابل اعتراض نظر نہیں
 آئی۔ علیٰ رہہ رد فی غلطیٰ کی دعا ہر دھند تھا سنے آکھرت
 عیسےٰ علیہ وسلم کو سکھائی تھی جس کے نتیجہ میں آپ کو ایک مباحثہ یا
 گیا۔ پتا کچھ پتے بوجہ انکس رہا۔ سچہ آپ کو طیبوں سے افضل رہا۔
 ہے۔ اور اٹھارہ سال کے بعد ساقی تم اہل بیت کی آیت فاذن بوسنے پر
 آپ اپنے تئیں تمام نبیوں سے افضل جاننے لگے۔ پس آنحضرت عیسیٰ علیہ
 علیہ وسلم اور حضرت اسی سلسلہ حمد و حمد کی دین سے کیونکر نکال
 کر سکتے تھے۔ اسی لئے دروں ہی نے اپنے عساکر کی حالت کو ترک کر کے
 عذابی حکم کے مطابق اپنی طرف کے پھرنے سے بلند تر ہونے کا مدد
 کر دیا۔ اور دروں سے پہلی بات کے خلاف اتنا کہ دی ورنہ لوگوں کی
 مخالفت سے ہمیں ڈر ہے۔ پس شان کے بارے میں ہر سبھی شکاف ہر
 حلیہ ناقص کا حل نہیں ہوگا اس لئے قابل اعتراض نہیں۔

مگر عاتق البیت کی آیت سے رسول کو ہم سے اشد علیہ وسلم ہے
 کلی نصیب کا دعویٰ نہ سمجھا پڑا، اور اس کے نزول پر بھی صرف اپنی
 خودی نصیب کے سوا ہر قابل ہوتے تو بھرا انکار طبع کی وجہ سے جو
 ہمیشہ آپ کے لارم حال تھا اس کو ترک کر کے کی وجہ سمجھ میں نہیں آ سکتی
 اور اس بات کی وجہ سمجھ میں آ سکتی ہے کہ آنحضرت عیسیٰ علیہ وسلم سے
 رنگوں کی دوسری سے شرف و عقیدت کو قائم رکھنے کے لئے ہے

قرآن کو کہوں رک ورنایا در پیٹہ طریق کے خلاف کیوں تمام میں یہی نصیحت
کامیاب کر دیا۔

مناہد میں آپ کے لکھا ہے کہ در

مناہد میں صاحب مرصع صاحب نے جو شہادت سے تاریک کے روت
کا انہی کہ تھوڑے غلوں میں صاحب کا وہ جو پہلے کھلا تھا
مرد کو دیا رکھتا اگرچہ تھوڑے سے طبع کی حریر یا سو
میں نام نہیں رکھتا تو پھر بتاؤ کہ نام سے اسے پکارا جائے
اگر کہوں کہ نام نہ رکھتا تو پھر بتاؤ کہ نام سے اسے پکارا جائے
مناہد کے معنی کس طبع کی کتاب میں ظاہر نہیں ہیں
قرآن میں طبع مجرہ کی فکر نہ مل جو نے کے اور سرور پر عبد ربیب
کا رہا یہ کہنا ہے کہ آیت لا تظہروا علی عیبرا
حدیث میں رہی میں رسوہ سے عداوت ہے

شہادہ کا علی کا زوالہ موجود ہے نہ پہلے

جہاں میں ہشتاد کے علی کا زوالہ کا یہ ظہار میں درج کر کے جو اکثر میں
کرنے کے لئے یہاں لکھنے میں ہے۔

نہ پہلے کہ مرصع صاحب کی سلسلہ سے پہلے وہ بعد کی تحریر میں
تین نصوص واقع ہو گئی ہیں بلکہ قرآن عہد کی ایک ہی آیت میں ایک ہی لفظ میل
میں پہلے حدیث کو نہ مل کر کے پھر اسے خارج کر کے ایک طرف نہ مل کر کا پتہ
مناہد آیا تو دوسری طرف یہ بھی ثابت کر دیا کہ مرصع صاحب قرآن مجید کو سمجھنے

یہ کہہ دینا واجب ہو سکے ہیں۔ میں سال تک وہ عدد بولنا مطلب یہ سمجھ سکے۔ میں سال تک فقط رسول میں محدث کو بھی نہ ملے گا اور اس پر علوم غیبیہ کا دورہ نہ کھلا رکھ لیکن محدثیت سے انکار کر کے کی حد میں اس پر عدم صحت کا دروازہ سد کر دیا۔ در نقطہ رسول میں صحت ہی در رسول کو متنازع رہے دیا۔

حضرت شیخ مولانا دہلوی السلام نے جس شہ پر محدثیت سے اخبار
الجواب کہا وہ غیبیہ وسط میں۔ جس میں آپ کا یہ لکھنا خود آپ کی
 غلطی ہے۔ کہ وہ علی دہلی غلط ہے۔ آپ نے ان کی اصلاح تھا حضرت
 سے بظہارت اپنے مصنف میں درج کی ہے۔

”قرآن شریف میں سے فلا یطہر علی غیبہ احدًا
 الا من ارادنی من رسول یعنی کہ ہر طور حسب کتاب
 کہ حضرت رسولوں کا نام ہے دوسرے کو یہ مہربانی نہیں ہوا
 رسولوں سے مرد وہ لوگ میں خود کی طرف سے نیچے جانے
 میں خود بخود ہوں یا رسول یا قدرت اور محدود ہوں۔“

اس سے ظاہر ہے کہ یہ نہ لایطہر علی غیبہ احدًا الا من ارادنی
 من رسول میں ہی آپ کی موت اور رسالت کی بنیاد بھی ہو تو دہلی حسب
 آپ نے محدث کو رسول میں شامل کیا تھا تو محدث کے لئے میں کہنا بھی
 جائز رکھا تھا۔ چنانچہ حسب میں آپ نے خود اپنے مصنف میں تسلیم کیا ہے
 ”حسب تک مر صاحب سے قدرت ہونے کا دعویٰ کر رکھا تھا“

میں دلت سوا سے نئی شریعت کے جوت کی نام سماعت
 محدث میں باقی نہ ہی نہیں تہ
 میں مرگے جوت میں آپ سے برکات اور مصلحت سے لے کر اہل کمال بھی پیش
 کیا ہے۔

۱۔ صاحب دینی محدث اب مفسر حالات پور ہر رنگ پر
 جتے اور وہ غیر جوت اور محمد جوت کا اور بعض نئی شریعت
 دانی جوت کہے۔ مقلد وہ سب پر مفسر نام و کرم
 واد ہوئے ہیں جو نئی پر اور ہوئے ہیں تہ
 صاحب میں ہم آپ کا یہ بیان درست سمجھتے ہیں کہ مرزا صاحب اس قیادت
 میں نئی شریعت لائے دلائی ہوئے سے نکال دیا ہے۔ سو آپ پر واضح
 ہو کہ یہ اذکار تو صرف مرزا صاحب کو سمیٹے رہا ہے کہ آپ نئی شریعت لائے
 دے جسے وہ رسول ہیں بلکہ آپ نے مفسر ہیں دینی غیر امتی۔ غیر
 شریعت ہی ہوئے سے بھی سمیٹے نکال دیا ہے اور آپ نے تین محدث کہنے
 ہوئے بھی غیر شریعتی من وجہ ہیں۔ ورم من وجہ امتی قرار دیتے
 تھے اور محدث میں دوروں شاہیں لقیات ورم جوت کی تسلیم کرتے تھے۔
 مفسر میں بھی آپ نے نئی شریعت لائے یا مفسر بنی ہوئے کا دہلوی
 ہیں کیا۔

تو صبح مرم میں محدث کے لئے جو بات باہیں آپ سے ضروری قرار
 دی تھیں ان کے بیان کر کے بعد مفسر سمجھ دیا ہے اور

نبوت کے معنی سمجھو۔ اس کے اور کچھ نہیں کہ امور مذکورہ ۱۰

اس میں پائے جائیں گے۔ در توحیح مرام ص ۱۱ طبع اولیٰ

پس محدثیت کے پیر یہ ہیں جس نبوت کا آپ کا دعویٰ تھا طبع ۱۱ میں بھی
آپ کا دعویٰ انہیں ثابت کرانے کے لئے نبوت سے کسی زائد امر ماننے کا نہیں تھا
پس تعصب و کفایت آپ کی نبوت کی ضرورت سے ہے کہ تمام وہاں ہیں
اکہ ہی رہی ہے۔ جو تبدیلی پیدا ہوئی وہ صرف تاویل میں ہوتی ہے کہ پہلے
آپ کے اس نبوت کا دوسرا نام محدثیت رکھ کر بعد میں بھی طبع ۱۱ میں یہ
دوسرا نام محدثیت رکھ کر رکھ کر دیا۔ اس سے آپ کے کلام میں کوئی حقیقی
تناقض جو قابل غور میں ہو، ہے۔ ہرگز نہیں پایا گیا۔ کہ حقیقی تناقض
اجتماع مقیضین کی صورت میں پایا جاتا ہے۔ اور ایک عقیدہ کو ترک کر کے
اس کی بجائے اس کے متناقض عقیدہ کو صحیح کر کے سے جسکے دونوں عقیدے
کا رہا رنگ رنگ ہو، اجتماع مقیضین قرار دے دیں یا نہ۔ پس آپ پر نہ پہلی
عقیدہ کی بناء پر حقیقی تناقض پیدا ہونے کا استزاع سبب بنیاد ہے

بہم پہلے ثابت کر آئے ہیں کہ تخصیص کیفیت کے لحاظ سے آپ کی نبوت

میں ان دونوں زمانوں میں سمجھو اس تاویل کے کوئی فرق پیدا نہیں ہو گا
سنوٹ سے پہلے آپ اپنی نبوت کا دوسرا نام عقد نبی فرماتے تھے کیونکہ
نبوت کی معروف اصطلاحی تعریف میں نبی کے لئے کسی ہی کا الٹی نہ کہنا
ضروری سمجھا جاتا تھا۔ لیکن بعد میں جب آپ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے
اپنی نبوت کے متعلق صراحت و ردفاست ہو گئی تو آپ نے کچھ لیا کہ نبی

ہونا مد کی اصطلاح و درجہ کی اصطلاح میں دفعی ہی ہونے میں دو گنا ہیں
 لہذا آپ سے یہی محدث وانی اجتہاد کی اصطلاح ترک فرمادی۔ یہی ممکن
 مجددین کے حرم کی سی اور جردی رسول ہونے سے آپ کے کبھی انکار نہیں
 کیا۔ مگر ہاں دیکھا کہ میں طہا ایسے شمس برہمور غیبیہ پانے کا تبرہ سوسل
 میں آپ سے موجب عادت سوریہ صرف ایسے وجود کو قرار دیا۔ عصب کہ
 حقیقت روحی مخلوق سے ظاہر ہے۔ قدرتی حقیقت کے وہ آپ کی محدث
 کی جہاں ہی معرفت مصدر پر توضیح مرام عادت در اصل واقع ہوتی کی تشریح
 کتابت میر چلی تھی اور متی ہونا، مع ہو۔ نہیں تھا۔ اس لئے محدث کی
 یہ فتنا دی تعریف ہی کی تعریف سمجھی جانے لگی جو یہ تھی کیا ہو اسے کہ
 محسوس محدث۔ محدث کے معنوں کے لئے آپ کی تعریف مصدر پر توضیح مرام
 میں احراز ہے اب حقیقت نہ رہی تھی کہ آپ اسے نفی کر چکے ہیں۔ مگر وہ
 اسے ہوت کی تعریف سمجھے لگے تھے۔ اس لئے آپ کو اس فتنا دی تعریف
 کے مطابق محدث قرار دینا درست نہ رہا۔ ملکہ تھی وار دیا درست ثابت
 ہو۔ لہذا اس کے بعد اب صرف ہی طرح محدث کہلا سکے تھے اس طرح
 ہر ایک حقیقی عملی وجہ لگاں معالہ می طلب لایہ کا شرف رکھے کی وجہ سے محدث
 کہلا سکتا ہے۔ گویا ہی کو محبت کین کا صرف اتنا معلوم ہونا ہے کہ جس میں خدا
 کے معالہ می طلب سے مشرت ہے اور یہ معلوم نفی میں مصدر جو محدث کی اصطلاح
 تعریف میں موجود تھا۔ اس لئے آپ سے محدث میں پیش کردہ معلوم کے
 مطابق محسوس محدث کہلانے کو اپنی مثال اور مرئیت کے طہار کے لئے کافی نہ سمجھا۔

کیونکہ حضرت سیدی میں محدث کی اصطلاح کے مفہوم میں اس پر غیب کا تھا
ضروری مترادف قرار نہیں دیا گیا تھا بلکہ حضرت عرب میں صرف اس کے لئے خود
غیبیہ پر اصطلاح پانا ضروری قرار دیا گیا تھا اس سے آپ کے شہاد
یکہ غیبی کے لئے رہیں لکھا کہ اور

”اگر خدا سے سے غیب کی خبریں پاسے والا ہی کا نام نہیں
رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جاسکے اگر کوئی
نام محدث رکھا جائے تو میں کہتا ہوں تحدیب کے معنی
کسی حدت کی کتاب میں اظہار غیب ہیں جسے ادیبی کے
معنی شمار غیب ہے۔“

پس آپ کو ہی محدث کہنا اس میں حائر ہے نبی کا بعد رک کر کے محدث
حدت کہنا حائر نہیں پس تبدیلی عقیدہ کے بعد آپ صرف اسی طرح محدث
کہلا سکتے ہیں جس طرح ہر نبی کو محدث کہنا جائز ہے لیکن غیب حدت میں
کہلا سکتے۔ کیونکہ اس سے موت کی ساری کا احتمال پیدا ہوتا ہے۔ غائبہ تدبیر
حضرت قدس نے حدت کا توفیق مردم میں جو اہمیت دی تعریف کی

غیبی اس میں ایسی واردات ملحوظ تھیں جس میں اور غیب کا اظہار بھی تھا۔
جب حدت کی یہ جہت دی تعریف دراصل موت کی تعریف قرار پائی تو
آئی بہن کے مطابق مریدانہ علی وجہ امکان پانا صرف واقعی ہے اور
رسول کی شرط قرار پالا کہ مجددین مدتیں کے لئے شرط ہوں مجددین امت
پر کہ وہ مدعی طلب اللہ سے مشرف ہونے رہے ہیں اور حدیث ہدیٰ سے

یقیناً من المستوفی لا المبتدئ کے مطابق نہیں المبتدئ ہیں
 امور عیسائیہ سے حصہ لیا رہا ہے۔ کیونکہ المبتدئ دیکھے جوت میں کریم
 عیسیٰ احمد علیہ وسلم کے نزدیک موسوس کی بدنامی اور بھی رہا ہے۔
 اس کے لئے محمد دین محمد میں بروہی طور پر جوہر و درمست کے بھی حال
 ہوتے رہتے ہیں اور نہیں ہوتے مطلقہ کے، اتفاقاً صرف تو وہی ہی
 اور رسول کہنا سہا رہے۔ ورنہ واقعی ہی وہی کہنا سکتا ہے جسے خود
 خدا جانے لکھتا ہے، مورخین پر اطلاع بھی دیا ہو اور خود اس کا نام ہی
 اور رسول بھی اس کے بہانے میں رکھ رہے۔ مولا علیہ السلام دینی
 کے پیروں پر حاکم کو بھی وقت کہ ہے خدا کو وہ فرما رہے ہیں۔

چوں بدادی دست خود در دستِ مر
 مر عفت کو عیسیٰ دست و تعمیر
 کہ بجز وقت با منہ کے مرید
 کہ در دور سی ٹیڈ رہا
 کہ جب دوسرے کے لئے جس لئے دست ہے پیر کے ہاتھ میں حریف شکب
 جسے خام دیں اور حالات سے، تب سینہ ہوا سے مرید وہ ہر تہا رت
 ہو گیا۔ کیونکہ اس سے جی کریم صلی علیہ وسلم کا ہوا ہے ہر مرید ہوا
 میں خلیفہ طور پر محمد دین محمد کہ من و در۔ ہر عفت خود ہی در
 کہنا جائز ہے۔

و فتح رہے کہ حضرت مسیح موعود میں سال تک، میں محمد عیسیٰ کے ملا
 پر قائم ہیں رہے بلکہ یہ غرض، ہر سال کا ہوتا ہے مگر عفت کی تعریف
 جو آپ کے ملائے میں کہ وہ دور، مسئلہ و انجی موسیٰ کی ہی عفت ثابت

مولیٰ ہے۔ اس لئے آپ کا مدتیہ کے پیڑ میں سونے کا دھڑی بھی دراصل
 اتنی ہی ہونے کے بعد کے دھڑی سے ہیں جو تفصیلی کتب کے مطابق
 ہی رکھتے تھا۔ آپ شروع دھڑی سے ہی سنی ہی تھے اور تا دہرے
 ہی آپ کا دھڑی رہا۔ آپ نے کبھی بھی مستقل سرایت لاسے یا مستقل ہی
 ہونے کا دھڑی نہیں کیا۔

حضرت مراد صاحب قرآن لکھتے ہیں کہ دہن سٹھے۔ سکہ
 بڑے ذہن تھے۔ رسول کے عطا ہونے آپ کے رد ایک ہر دی طور پر عادی
 و محدثیں ہی دھن تھے۔ اس کا آپ سے بھی اظہار میں کیا ہوا گند
 ذہن ہونے کا اثر ہم بھی ملاحظہ ہے۔ ورتہ حق با عاے کارم
 باطل ہے

ارشاد آئے والے مثل مسیح

حضرت مراد صاحب مسیح موعود علیہ السلام کے درجہ میں
 دعوتِ عالم کی مہر پروردگار ہے اس کی نیکیں آپ کی حد تک نہ ہونے
 سے۔ اس دوران میں یا اس کی نیکیں پہلے کوئی اور مقبل مسیح آئے جس کا
 ملک مغرب مسیح موعود علیہ السلام کو ملے۔ یہ تو وہ آپ کا حق و درخند
 ہی ہوگا۔ پس آئندہ آئندہ دیا نہیں مسیح آپ کا حق اور جلد
 ہی ہو سکتا ہے۔ دعوتِ عالم کی نیکیں ابھی ماتی ہے اس کی نیکیں
 ملکِ اسلام پہ ہونے لگیں۔ مثلاً آئندہ آئندے۔ تحریر کی حضرت مسیح موعود

کے درجہ کو چھٹی پہنچتی تھی کم پڑ جائیں گے، اور انہیں کی بیماری کے لئے
 لڑائیں نہیں کیج سکتے تھے، جو مجدد بھی ہو مگر وہ آپ کا عقیدہ اور
 ہی نہیں بلکہ یہ عقیدہ مسیح و ہمدی کے بعد اسے مسیح موعود اور ہمدی
 موعود قرار ہے۔ صلح و امت میں حضرت مرزا اسیر احمد صاحب کی مراد
 ہے کہ ان کے ایک رسول کو ہم عیسٰی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے
 مسیح موعود اور ہمدی موعود حضرت مرزا غلام احمد خلیفہ مسیح ہی میں اور
 آئندہ کے لئے ان کے جیسے شخص کی آمد سے متار کیا ہے تو ان کے کام کا
 اعادہ کرنا۔ اسی کے کام کو جاری رکھنے کے لئے مسیح موعود یا مجدد
 کا خون کا عقیدہ بھی ہو تب سے ہرگز ایجاد نہیں کیا۔ بلکہ قرار ہی کیا ہے
 عارفانہ عقیدہ امت میں لیکن میں ۱۔

”یہ کہ کوئی نامور و عظیم کا کام نہ کیا ہے
 وہ کامل طور پر اس کی زندگی میں پوری نہیں ہو سکا کرتا۔
 بلکہ اس کے درجہ صوفی اس کام کی عمر یہی ہو کر رہے
 پھر بعد میں خدا تعالیٰ اس کے حلقہ دور میں کی جہات
 کے درجہ آہستہ آہستہ اس کام کو انجام تک پہنچا رہا ہے۔
 وہ یہ عقیدہ مسیح موعود کے کام کی عمر یہی ہو چکی ہے گنت
 جہات حریفانہ میں کردہ غبار سے اس کے کی بجائے میں معر میں سے سر
 کی خاطر دھوری۔ امت میں کی چند۔ ہمدی میں کردہ عبارت کے ہوتے
 چل کر ہمدی میں مسیح موعود کی غلامی کے لئے لیکن ہیں۔“

ساری مخلوقات خود علی کی ذات میں پوری پوری ضروری ہیں
 ہیں جو تشریف لکھتے ہیں کہ اس کے علاوہ اور متعین ہیں
 پوری جوڑ میں کہو کہ اس کے علاوہ اور متعین ہیں اس سے انک
 ہیں جو تشریف لکھتے ہیں کہ اس کے علاوہ اور متعین ہیں اس سے انک
 کے ہائی کے نام سے دیا جاتا ہے۔ مگر لکھا ہے کہ ہائی خود
 میں ہر جہتی میں درمیان اس کے خفا راہ متعین ہیں ہائی
 میں درمیان اس کی غلطی کہہ دیتی ہیں کہو کہ وہ اس
 سلسلہ کا بانی ہوتا ہے اور باقی اس کے چہرہ یعنی وہ جس
 ہوتا ہے اور ہائی فرج۔

تسلیم ہو بہت جلد ۲۹ مہینہ کی طرف رہت ساخت مژ بھر
 یہ جہاں سے خدا بہت ہے کہ مسیح موعود کی بعض علامات حضرت مرید
 یہ کہہ بھی ہے کہ خدا کے درجہ پورے ہیں جس کے سے یہ مسیح موعود
 کا اصل ہے وہ علامت مسیح موعود کی فرج میں مسیح موعود میں
 ہو کر وہ مسیح موعود میں حضرت مرید مسیح موعود میں مسیح موعود
 کے کوئی علامات نہیں ہے کہ یہ آپ کی کلمہ کا تصور ہے۔

ذات اللہ الاقدس

تذکرہ آپ میں حضرت مسیح موعود کی قربت میں ہونا ضروری ہے۔
 فرج و مہینہ میں ہونا ضروری ہے کہ یہ آپ کی کلمہ کا تصور ہے۔

میں بھی درست ہے کہ۔

۱۔ قرآن شریف ہوتا ہے کہ آخری دور میں دو قسم کے بتاوارض
 پیدا ہو جائیں گے۔ ایک تو علماء سے غل جی گئے اور دین کے ساتھ
 خیانتوں میں لگے رہیں کی سہرت چاہیں گے۔ دوسرا ظالموں کا کٹر
 جرم و سرزد ہی ظاہر ہو گا سو اس زمانے میں دوسری باتیں ظہور میں
 آئیں گی۔ رسول مبعوث علیہ السلام

مگر آپ سے بدعتیں میں کہ

۲۔ ہر جے کہ مراد صاحب سے ایک آیت میں مفہوم

انبار میں کے پہلے تو محمدی معنی علماء و ظاہریوں کے

دور بعد میں اس کے معنی یا حقیقی معنی ظالموں کا کٹر

پنا ہے۔ پھر دوروں میں تناقض کو دیکھ کر دیکھ کر

بتایا کہ اس مسئلے کے ایک دور دور میں سے مینا دست

ہے۔ اور ساتھ یہ بھی لکھ دیا کہ گویا حضرت سے

علیہ السلام پر بھی قرآن معارف میں طرح شدہ یہی لکھے

تھے اس طرح مراد صاحب نے دو قضیہ کیا کہیں۔

صلی علیہ کی کہ ایک ہی آیت میں ایک ہی لفظ آیا ہے

کے معنی اور حقیقی یا لغوی معنی لکھے کر دیئے جو

علم لغت کی مدد سے امر محال ہے (۲) دوسری صلی علیہ کی

کہ ایک صلی علیہ بڑا عجیب بولا گو یا محمد صلی علیہ وسلم

نے یہ کہ ہے ورنہ کسی فقہرہ کے ایسے معنی لئے جاسکتے ہیں
 آپ نے فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی قرآنی معارف
 تدریسا کھلے اس کا یہ مطلب نکالنا تو ماحضرت کیسے علیہ السلام
 قرآنی آیات کا مہم جوہر کر کے میں خطباں کرتے تھے صریح الہام ہے
 و رسول کریم پر وہ معارف آیات کا مفہوم تدریس کھٹا سرگزشتی انجیل
 میں میں دھٹکا کوئی عجیوٹ بولے کا شاہد نہیں۔ تو رسول کریم نے
 فرمایا ہے قرآن کریم کا ایک خط سربے در اس فلاں کا میں بھی سب سے ظاہر
 کے متعلق میں میں بہر حال دوسرے معنی ہونگے خدا کا رسول کریم کو یہ دعا
 سکھانا جس ریت و ردی غلبہ صرف قرآنی کے کھلے کے لئے بھی
 سمجھنا ہے چنانچہ دیکھئے "بیت اسدین یوموں" نصیب کی
 تفسیر میں رسول کریم کے دو مختلف دنوں کے "قول یہ کہ میں ایک
 قوریت ہے عن موید بہتہ اسلم فالت قہ مت مہو
 و انصر فی - احدی حار فاستقبل مسجد ابلیا فتویا
 مسجد میں تقریبا اس میں بحدوث ان رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم قد استقبل البیت و حار تحول لرحال
 مکان السماء و السماء مکان الرحال و صلیما المسجد تن
 اب قیستین و عن مستقبل البیت و حار قطع رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دلت فقت و لک قور
 حار البیت - (تفسیر و تفسیر حار البیت و حار البیت و حار البیت)

ترجمہ ۱۔ بوجہ بہت اسلم سے روایات ہیں اس لئے کہ نئی عمارت کی
 مسجد میں ظہر و عصر کی نماز نہ ہوئی رسم سے ایسا کی مسجد بیت المقدس
 کی طرف منسوب اور دو رکعتیں داکیں۔ دو رکعتوں میں غصہ نہ ہو
 کیا۔ کہ رسول کریم سے عمارت کی طرف سے کہ یہاں سے چاروں طرف
 نہ ہو آگئے اور غصہ میں مردوں کی ہڈی ملی گئیں تو ہم سے باقی درختیں
 پر رک کی قدر نہ ہو کر ادا کیں یہ بات رسول کریم کو پہنچی۔ تو کہہ سے
 رہا یہ کہ وہ جو عیب پر بیان لائے ہیں۔ اس سے حل ہو گیا
 سخی ہوئی خدمت ہوئی پر عمل کرنا خواہ ردی ایک شخص ہو یا ابن
 العتب ہے۔ لہذا شرط یہ ہے کہ وہ راوی صحابی ہو جس سے حدیث
 خود کائنات سے منسی جائے۔

۲۔ دوسرا قول ہے۔ عن ابن قال قال رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم لیسی باللقبت احو فی فعال لہ رجل من
 صحابہ اخوانک قال صلی اللہ علیہ وسلم احو فی یا توں
 من بعدی یومعون بل دوسرے روایتی تمام قرآن اسدین یومعون
 یا ضعیف و یقیمون الصلوٰۃ۔ رد المحتار جلد ۲ ص ۲۵۰

ترجمہ ۱۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے
 فرمایا کاش میں اپنے بھائیوں سے ملتا۔ اس پر آپ کے بھائیوں سے
 ایک سے کہا۔ اپنے بھائیوں سے۔ آپ نے فرمایا ہاں تم لوگ میرے بھائی ہو
 اور میرے بھائی وہ میں جو میرے بعد آئیں گے وہ مجھ پر ایمان لائیں گے

وراحوں سے مجھے، کچھ نہیں ہوگا۔ پھر نبیؐ نے اس میں یثوسف
 بالعبیب کی نیت پڑھی۔ اس سے جا بڑی کے کہ کھرت سے انشد علیہ وسلم
 نے اپنے بعد آکر یہاں لائے واسطے اور انکو ہم جنوں سے نبیؐ کو دیکھا
 نہیں۔ ورمشوں میں السد بن یثوسف بالعبیب کا مصدق قرار دیا
 ہے اور صحابہ کرام کو ورمشوں میں اور یہ دونوں بھی باسم قتالہ میں
 اور ہی کریم کی طرف سے اسد بن یثوسف بالعبیب کی دو تفسیریں
 ہیں۔ اور جس طرح ذاتہ الارض کے لفظ کے منشا یہ ہوئے کی وجہ
 اس کی دو تفسیریں حضرت مسیحؑ موعودؑ سے بیان فرمائی ہیں۔ اسی طرح
 اسد بن یثوسف بالعبیب کی تفسیریں، عبیب کے متناہ
 بعد ہونے کی وجہ سے اس کی دو تفسیریں آنحضرتؐ سے قدس علیہ وسلم
 نے بیان فرمائی ہیں جو باہم صلت میں۔ اور مصدق ان کے الگ الگ
 اشخاص میں جس طرح ذاتہ الارض کے مسیح موعودؑ کے بیان کردہ
 دو مختلف معنوں کے مصداق الگ الگ ہیں۔ جس قول کریم کا
 دو معارف ہوا تو ظاہر ہی ہے۔ ورمشوں مسیح موعودؑ کا یہ بیان
 بالکل صحیح ہے کہ کھرت سے، انشد علیہ وسلم پر بھی قرآنی معارف تدریجی
 کھلے پھلے۔ آنحضرتؐ سے، انشد علیہ وسلم نے اس بارہ میں کچھ وضاحت
 فرمانے کی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ یہ دونوں معنی ایسے صاف ہیں
 جن کا ایک وجود میں شکیں تسلیم کیا گیا ہو تو ذاتہ الارض کے دونوں
 معنی ایسے صاف ہیں جن کا حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کے کسی ایک

وجود میں تحقیق ہے، ہر حدیث کے ایک عمل مقام اور وجود میں تحقیق محال
ہوتا ہے۔

کفر و ایمان کی بحث | بے شک حدیث مسیح موثر و ساریہ اسلام ہے کہ
ہے کہ کافر تر رویتا و احکام جدیدہ و انبیاء کے
نبیوں کا ہی کام ہے۔ و مراد اس سے ہر ایک کفری سے لے کر انکار
و لہذا کفر کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ اسلام میں مسیح موثر ہے
کس تک بھی اپنے مسکر و کافر قسم اول قرار نہیں دیا۔ جو ہر انکار
ہے و لہذا انکار، ضعف، ثرہ اسلام سے خارج ہوئے کا اسلام
کا ہر کر کے جو اتر م کرتا ہے۔ و مثلاً مسیح موثر کے کنارے
دوسری قسم کا کہ۔ ایمان ہے کیونکہ و مشرعی میں ہیں و دوسری
قسم کی دلیل میں و حرج کفر بھی ہے۔ یہی مسیح موثر کا انکار
کر کے۔ دوسری قسم کا کفر تر رویتا ہے۔ یہ کفر قسم دوم قسم اول
سے الگ نوع کا ہے کیونکہ ایک مجلس کی اوز میں ایک دوسرے سے
نہایت، مخالف رکھی ہیں۔ یہ وہ مجلس میں ہا کہ تو ایک قسم حقیقی
میں۔ لیکن نوع کے لحاظ سے بعینہ مختلف ہوتی ہیں لہذا کفر حقیقی
و نہ اسلام سے خارج ہے۔ اور ہر وہ کفر حقیقی و نہ اسلام
سے خارج نہیں جس کیلئے دائرہ اسلام سے خارج کا خط تخصیصاً ہی اسکا
ہو سکتا ہے۔ ہر کفر، و حقیقیہ۔ میں کہ عالم کو یہ جہاں کر کہ وہ عالم
سے قوت دینے والے کے لئے رسول کریم سے خارج من لا سلام

کے الفاظ سہولت کے ہیں۔ خواجہ کے مسئلہ میں یہ اثر نا کھرا اور ردِ ماکھرا
 ایک ٹکڑہ شریکِ نیکی کے حامل ہوتے ہیں۔ یہی بات پر اتمامِ محبت ہو جانے
 کی صورت میں خواجہ ہو گا اور ان تمام محبت نہ ہونے کی صورت میں وہ خود
 نہیں ہو گا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے صاف لکھ دیا۔

”کسی کے کفر اور اس پر اتمامِ محبت کے بارے میں فردِ فرد کا
 حساب دریاوت کرنا بھاری اکام میں نہیں آسکا۔“
 جو ظلمِ المنسب منہ سے باتِ حقیقۃ الوحی میں موجود ہے۔ اور
 یہ بھی وہاں ٹھکانا ہو جو وہ ہے۔ کہ ہم اس قدر کہہ سکتے ہیں
 کہ حد کے نزدیک میں پر اتمامِ محبت ہو چکا ہے اور خدا کے
 نزدیک زمرہ عظیم چکا ہے وہ خود خدا کے ذاتِ ہونا۔
 حقیقۃ الوحی ص ۱۷۹

”آگے چل کر آپ سے یہ بھی ٹھکانا ہے۔“

”وہاں ہم اس بات کے تدارک میں ہیں کہ ہم اس کی صحت
 بجا کے قائم کریں۔ اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے ہمیں ہی
 جی و عقل نہیں ہے۔“

”میں دعویٰ ہے۔ کہتا میں جانتے ہوں کہ خدا کی مشیت پر
 تمام محبت میں بڑا۔ ہمیں کسی کے باطن کا علم نہیں ہے۔“
 حسابِ حق ان عبارتوں کے سبب قارئین آپ کی پیش کردہ عبارت پڑھی
 جانے لگی۔

جس قدر نوانا ہے اسے رسول کو بھیجا اس کی اس
 کسیر شان ہے بے تحلف وعدہ لازم آتا ہے کہ
 اس کے کہ اس نے یہ وعدہ بھی کیا ہے کہ یہی نجات
 پوری کروں گا پھر بھی وہ عکد میں پر حقیت پوری نہ کرے گا
 حقیقت، بوجہ سنت طبع قل،

آپ کا حضرت مرزا صاحب مسیح موعود قلیا اسلام کی تحریریں کو حادہ کی
 پیاری کس عین استہر ہے جو شکر کی رس، استیوہ رہا ہے اور حد تھا
 جو اس پر اسو کس سے فرماتا ہے۔

یہ حسرتاً صلی، بعد مایاً ہم من رسول
 لاک سوا یہ یسویہ دن۔ کہ اس بدوں پر
 اسو سے کہ اس کے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر وہ
 اس سے استہزا کرتے ہیں۔

ہم احمدی بیاد کے *DIVINE RIGHT* کسی غصہ کے تو نہ کی ہیں لیکن
 اعیاد کی طرح بادشاہوں کے لئے جسے حق کے قائل ہیں ان قرآن مجید
 میں حد کی مثال یہ ضرور بیان کی گئی ہے۔ *فَلَا تَهْتُم مَّا لَكَ لِحَدِّ
 تَوَاتِي لِحَدِّكَ مِّنْ تَشَاءَ وَتَسْرِع لِحَدِّكَ مِمَّنْ تَشَاءَ وَ
 تَعَزَّ مِّنْ تَشَاءَ وَتَذَلَّ مِّنْ تَشَاءَ بِبَدَلِكِ، يَخْبِرُكَ أَنَّكَ
 صَلَّى كُنْ شَيْءٌ قَدِيرٌ۔* (آن عمران آیت ۲۶)

کہہ دے اسے خدا تو ملک کا مالک ہے۔ جسے چاہے اسے ملک دینا

اور جس سے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے تبرے ہاتھ میں بھلائی ہے
یہ شک تو ہر شے پر قائم رہے ۔

جس کا مسلمانوں سے حکومت چھین کر، انگریزوں کو دیا اس کی
منیت کے ماتحت تھا۔ چنانچہ مسلمان اس وقت حکومت کے تابع نہیں
رہے تھے۔ اس لئے ان سے حکومت چھین کر خدا تاملے نے ان پر انگریزوں
کو مسلط کر دیا۔ لیکن اس میں بھی خدا تاملے کے تو نظر اسلام کے لئے ایک
بھلائی تھی۔ چونکہ اس حکومت نے اسی سبب رعایا کو بددینی، رادی دینا
ن لے خدا نے کس نوعیت کو مثل عیسیٰ علیہ السلام کے طور پر کھڑا کر دیا
و جو رعیت میں سے ایک اور اس کا غیر حکومت کے ماتحت نہا بھی تھا
کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ردمن حکومت کے ماتحت رہے تھے
تو بہت برسوں کی حکومت تھی ۔

ہم اسے پہلے جواب میں بتا چکے ہیں کہ غیر مسلم حکومت کی دفاع دینی
سے اطاعت کے صریح یہی ہیں کہ قریب مشکلی نہ کی جائے کہ یا غیر مسلم
حکومت میں مسلمانوں کو نسا و پیداکرے، اور قائم شدہ، ان کو خواہ وہ غیر مسلم
حکومت کے ذریعہ قائم ہو۔ آیت قرآنہ لا تفسدوا فی الارض
بعد اصلاحها (اعراف آیت ۵۶) کے مطابق برادر کرنے کی اجازت
ہیں۔ غیر مسلم حکومت بھی تعاون مجاہدینی ہے اس لئے ہاتھ نہ فرس ہے
اور خدا کا حکم ہے۔ تعادلوں علی السبیل و استقامی و لا تعادلو
علی الاثم والعدوان۔ (مائتہ آیت ۲)

کہ مکی اور نقوی کے کاموں میں ہا جمہور دن کرو۔ گناہ و سرکشی میں ایک
 دوسرے سے مل دن ذکر و۔ جو حکم انگریزی حکومت نے مسلمانوں کو
 پڑھنا اور کے نام تک مذہبی آزادی دے رکھی تھی۔ اس لئے مسلمانوں
 کے لئے مکی کی راہیں کھلی تھیں و رہائی کی راہیں شریعت محمدیہ کے
 مطابق پیچھے ہی بند تھیں حکومت انہیں حوری اور بدکاری پر مجبور
 نہیں کرتی تھی۔ و حضوں کی لکھنا فی خواہش ت پورا کرنے کے لئے جو
 عورتیں جب کی حیاتی تھیں کے جیسا کرنے کے لئے مسلمان مجبور
 نہیں کیے جاتے تھے چونکہ ایسی باتوں پر فساد خلل ترقی تھا۔ اس لئے
 حضرت مسیح موعودؑ سے مسلمانوں کو شریعت سے ایسے امور میں تجاوز
 کی ہدایت نہیں دی۔ جو خلاف شرع ہوں۔ اب تک پاکستان میں بھی حدود
 شریعہ نافذ ہیں جو ہیں۔ لو کہ آپ اس حکومت کی بھی۔ حاداری سے طاقت
 نہیں کریں گے مگر کتب سے ہی اعلیٰ سمجھ کریں گے۔ کہ بد مذہبوں
 کو یہ کہنا نہیں چاہئے۔ و رہا کے نزدیک و حاداری سے طاقت
 اور رسالت کے درمیان بھی کوئی حائل ہے۔ مثلاً ہمیں توروہ حالت
 حد وقت ہی نظر آتی ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعودؑ نے سورہی تھیں
 کو شریعت کی حکومت میں سلطان ترکی کو چاہا جب انکم بادشاہ
 ہونے کی صورت میں موقت قرار دیا۔ مگر آپ نے اس میں ہر ایک
 مفروضہ پیش کیا ہے جسے ہم درست نہیں سمجھتے۔ ہم اپنی حکومت کے
 و در میں و مذاقاً نہ طور نہیں۔ بچے دن سے دعا و میں تو بعض مآول

میں ہمیں حکومت سے حقائق بھی ہے لیکن ہمارے امام مرزا، امیر احمد علی
 ضیاء المسیح ثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ و عزیز ہیں کسی یہ حکم
 نہیں دے سکتے اور نہ دیتے ہیں کوئی نوں شکستہ کی جائے، اور بدامنی پیدا
 کی جائے، اور حکام میں فساد پھیلے یا جائے چنانچہ بہت صاف طور
 پر اپنے عالیہ خطبات میں جماعت کو دلائل کے ساتھ اس بات کی طرف
 توجہ دلائی کہ قانون شکنی سے بچیں، اور جو سخت کے بچوں کو بھی یہی تلقین
 فرمائی جو تربیت حاصل کرے کے لئے ایسے آئے کہ اب کے
 خطبات شائع شدہ ہیں اس لئے احمدی و نادار کی یہ منافقت اختیار
 نہیں کر سکتا۔ جس کتاب میں بھی وہ رہا ہو۔ چونکہ مسیح موعود علیہ السلام
 لقرآن مجید کی دوستی میں ہوا یہ ہے کہ ان کی خاطر کی
 جائے اس لئے حبیب کوئی ایسا حکم نہیں دے سکتا کہ وہ
 اپنی اپنی حکومتوں میں ممانعت کے ساتھ خود سے کی، ممانعت کریں۔
 ہمیں حکومت کی بعض باتیں نا پسند ہوتی ہیں لیکن ان سے زائد کی
 صورت ایسی نہیں کے ذریعہ کرنا ہمارا اسباب نہیں، ہمارا اسباب یہ ہے
 کہ حکومت کی اصلاح کے لئے دعاؤں کی جائیں اور خدا کو اس بات پر
 قادر رکھنا چاہئے کہ وہ شر کو دور کر سکے ہے

آپ نے جو آیت میں رسول کی مہتمم کی ہیں۔ تم کا مہتمم یہ ہے
 کہ مومن کافروں، احمقوں، احمقوں کو دلائے جائیں، ان کا توبہ
 ہم اپنے پہلے مہتمم میں دیتے چکے ہیں۔ یہ مہتمم نہیں ہیں اور یاد رکھیں کہ

کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں یہ بھی فرماتا ہے :-

لَا تَحْذَرُوا الْمُشْرِكِينَ اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي هُوَ

دُونُ الْمُشْرِكِينَ وَمَنْ يَعْصِ ذَالَكَ فَلَهُ

مِنْ اللَّهِ نَافِلَةٌ خَالِدَةٌ لَا تَنْقُوتُ لَهُمْ ثَمَرٌ

وَبِحَسْبِ الْكَافِرِ إِنَّهُ فَسَقٌ رَاكِبٌ

ذَلِكَ نَعْلَمُ بِآيَةِ

نوحیہ :- سو میں کافروں کو اپنا دلی نہ ساتھی نہ مونسوں کو چھوڑ کر جو

ایک کرے گا اس کا اللہ سے کچھ بھی تعلق نہیں رہے گا۔

سو شے میں صورت کے کوئی بنائے ہوئے ہم نہ کا دوں

سے، پناہی ڈکڑ اور اللہ نہیں اپنی دانت سے ڈرانا

ہے۔ یہی کافر حکام سے داروہیں صرف خدا کے ڈرو

اور اللہ کی طرف ہی ہماری ہر گشت ہے۔

اس آیت میں کافروں کی ولایت کو ہوسوں کے لئے صرف اس صورت میں

جائز قرار دیا گیا ہے کہ مومن ان سے اپنا پورا سہارا کر لیں پس جو

غیر مسلم حکومت برائے خلق فی الدین کرتی ہے صرف وہ مسلمانوں کی دلی

اور حقیقی دوست نہیں ہو سکتی۔ اس آیت کے سببوں میں ہی قبل

اللہم ما لا شأنا لك من ثبوت العباد من تشاؤ و سرح

العبد من تشاؤ و ما لا آیت نائل ہوئی ہے جس سے ظاہر ہے

کہ دینی آیت میں حکومت کی ولایت کا بھی ذکر ہے اور غیر مسلم حکومت

دوستی و راسخ کو دلی اترتھیم کرنا اس آیت سے اسی صورت میں
جائز ہوگا کہ اپنی مذہبی آزادی کا تحفظ حاصل کر لیا جائے۔ مثالی رہے
سیاسی امور تو سیاسی اور میں غیر مسلم حکومت کا عاقل اور اس حد
تک ضروری ہوگا کہ تو دن مشکنی نہ کی جائے۔ بدلتی پیدا نہ کی جائے
اور فساد فی الارض کو نہ دسی جائے۔

لہذا میں اسلامی حدود و اہام ہی نافذ ہوں گی جہاں خالص
اسلامی حکومت قائم ہو۔ غیر اسلامی حکومت میں اسلامی حدود
نافذ کرنے کا سوچ ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ اسلامی حدود کو وہ
حکومت نافذ کر سکتی ہے جو خود اسلامی ہو۔ اسلام نے ہر ایک
روکے کے لئے تین طریقے بیان کئے ہیں۔ طاقت رکھتا ہو تو طاقت
سے روکے۔ اگر طاقت سے روکنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے
روکے اور اگر زبان سے روکنے کی طاقت بھی نہ ہو تو دل میں بُرا
جائے۔ لہذا اس صورت کمزور ترین ایمان کی صورت ہے۔
میں غیر حکومت میں کسی بدی کو طاقت سے نہ روک سکیں تو خدا کا سزا
ہمیں محسوس نہیں کرتا کہ ہم اس بدی کو نافذ سے روکنے کے لئے ملک
میں فساد برپا کریں۔ بلکہ یہ پسند فرماتا ہے کہ ہم اسے دلفظاً نصیحت
و تبلیغ کے ذریعے روکنے کی کوشش کریں۔ اور اگر کوئی دلفظاً نصیحت
کی جی اہمیت نہ رکھتا ہو تو دل میں بُرا جائے۔ دراصل بدی کو نافذ
سے روکنے کا کام، اسلام میں حکام کا ہے زبان سے روکنے کا کام غیر حکام

کاجے رہیں اسلام مدی سے تعاون کی کبھی حد نہ ملے دینا حوالہ
حکومت اسلامی ہو یا غلامی۔

بالآخر میں مسند پر فائز ہوئی۔ کہ شکر ہے کہ ہر ملک حکومت
تخلیف ہوئی تو اب ہندوستان دو۔ دھارم سلطنت میں قائم ہو گیا
ہے۔ یکہ کا نام پاکستان رکھا گیا ہے۔ اور دوسری کا نام ہندوستان
رہا۔ پاکستان کو اسلامی جمہوریہ کا نام رکھا گیا۔ ہندوستان میں
غیر ملکی حکومتیں ہیں۔ ملک کے لوگوں میں اکتاہٹ ہندوؤں کی ہے
اسلیں ہر چند بڑی طاقت ہیں جو سب جمہوریتیں انیسویں کے ساتھ
میں کر حکمران رہے ہیں۔ سید احمد شاہ ہیں کہ ان کی حکومت ہندوستان
کے لئے سلامتی بہت کیا ہے کیا آپ کے نزدیک ہندوستان
کے مسلمانوں کے لئے ہندوستانی حکومت کے لئے کاجے کا اثر مہم جوئی
ہے یا نہیں کیا مسلمانوں کی جگہ کی ہندوستانی حکومت کا حوالہ
ہوئی یا نہیں یا میری طرف سے۔ آپ کے نزدیک جہاں حکومت مسلمانوں
ہو وہاں مسلمانوں کے لئے انیسویں کی طاقتوں کی داری ہے یہیں
پر مسکنی۔ اگر ہندوستان کے مسلمانوں کے حوالہ سے یہ مسکنی
ہوں تو ان کا نام کیا ہو گا کیا آپ کو جہاں میں جمہوریت نہ
ہو جس کے لیے ہندوستان سے کثیرتک یا وہیں یا کسی اور جگہ
پانی ہوئی تھی۔ اس کو جہاں دیکھتے ہیں یا نہیں کیونکہ ہندوؤں کی قیادت
سے تو اس کے جہاں نہیں جہاں نہیں بلکہ مسلمانوں کے لئے جہاں ہندوؤں کی قیادت

آپ کے وار کس حد تک موردِ اعتراض سے مشغول رہے ہوں گے؟
 کے اور سناؤ کہ جس حد تک وہ درجہ کمرے میں رہا اور وہی
 رہا کہ وہ نورانی بھی ہو۔ یہیں ٹھہرا۔ اور یہ سب کچھ
 بھی دیکھیں۔ یہیں کچھ اور ہے کہ یہ وہ بھی ہے جو
 تھا جیسے اب کہ گار کس حد تک ہے۔

وہ تین برس کر کے سے سب سے
 رہا کہ وہ سب سے سب سے سب سے
 اب یہ سب سے سب سے سب سے
 پہلے سب سے سب سے سب سے
 تھا سب سے سب سے سب سے
 سب سے سب سے سب سے

پہلے سب سے سب سے سب سے
 سورج مادہ کی ۵۰ سورج مادہ کی ۵۰
 سورج آل عرب سب سے سب سے
 کی سب سے سب سے سب سے
 اس سب سے سب سے سب سے
 آپ نے سب سے سب سے سب سے
 سب سے سب سے سب سے
 اور آخری آیت میں گناہگار اور کافر کی اعانت سے رکھتے ہیں

میں پہلی سورہ گفت کی آیت ۲۸ اور دوسری سورہ اعراف کی آیت
 ۵۲ اور تیسری سورہ شعراء کی آیت ۱۵۱ ہے اور چھٹی سورہ القصص
 کی آیت ۶۸ اور ساتویں سورہ الدھر کی آیت ۲۲ ہے یہ سب نہیں
 تو مکتی ہیں جو تھی اور پانچویں دونوں آیتیں نمبر ۸۸ سورہ الاحزاب
 اور سورہ الدھر کی ہیں۔ جو بدلتی ہیں۔ سہ سہ ہیں تو اسلامی حکومت
 قائم ہو چکی تھی اور کافروں نے مسلمانوں سے لڑائی شروع کر رکھی تھی
 اور منافقین سے اب کی ساز باز تھی اس لئے ان دونوں آیتوں میں
 یہی کوہدیت کی گئی کہ کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانیں کہو کہ
 کافروں منافقوں کے دعوے دھوکہ دے کر کوئی فتنہ پیدا کر سکتے تھے
 اس لئے یہی کوہدایت دیے سے مقصود رہا جس کا اردوں اور منافقوں
 کو ان کی بات نہ ماننے سے باز رکھا جانے کے لئے بھی یہ آیات نازل
 ہوئیں اور نبی کو سناٹا دے کے نہ بھی کہ سناٹا میرا خواہی ہوں یا نہ
 لڑے دھوکہ نہ دے جائیں۔ اور کسی بڑے فتنے کا موجب نہیں جائیں
 گی۔ یا نہیں جو کافروں کی بات نہ ماننے سے منع کیا گیا ہے
 تو یہ بات خاص ہدایت کی ترتیب تھی۔ اگرچہ حقائق کے اعتبار میں
 بہمنبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی اختیار کر لیں۔ مثلاً ان کے ہونوں
 کی تضحیک چھوڑ دیں تو اس کے مقابل وہ بھی نرم رہا یہ اختیار
 کر ہی گئے ہاں سورہ القصص کی آیت وادعہ سورہ صافات
 سورہ شہدوں میں بات پر دشمنی ڈالنی ہے کہ گویں کافر بہمنبر

ہی کرانا چاہتے تھے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلیغی جہاد
 کو بوجھ میں پیش کرنا ہو چکا تھا اس انداز سے رد کیا جاتے تھے۔
 چنانچہ الفرقان کی آیت میں نبی کریم کو بدیت کی گئی راہ تہدیح
 ، لکافروں ، و جاحلین و جاحلہم ہم جہاد اکسیر کا کافروں کا
 کھانا پانا و ترانہ عید کے ذریعہ ان سے جہاد کبیر کرو۔ اس آیت
 میں قرآن مجید کی تبلیغ کے لئے مجاہدہ کو متدعا ہے جس نے جہاد کبیر
 کا نام دیا ہے۔ دورہ منگوا میں جہاد و اسیت کی ترانہ زت رہتی۔
 اور اس سے کہ آپ کے اس آیت کا ترجمہ غلط درج کیا ہے کیونکہ
 آیت میں "سین" کا زخم لکھتے ہیں۔ اور کافروں کی اطاعت نہ کیجئے۔
 بلکہ ان سے بڑے رو سے جہاد کیجئے۔ اس جگہ آپ نے بدلتے
 لفظ کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے جس کے لئے میں اس کے درجہ میں اس کا
 مجمع قرآن مجید ہے جس سے پورے قرآن کے درجہ و درجہ ہم
 کر سکتے ہیں کہ ترجمہ ہوا۔ ان سے دلاؤں ، قرآن کے درجہ جہاد
 کر سکتے ہیں جہاد نام آگے جہاد کبیر رکھا ہے۔ پس ان کی باتوں میں
 تمام رنگ میں دیکھ گئے کہ ان کی حکومت کی بابت کریں
 جانتے۔ قرآن و اس میں کافروں کی اطاعت نہ کرنا ہے۔ یہ سب
 عید، مسلم کی حکومت کی بدلت کا حکم ملتا ہے پھر آپ کے طائف
 خانہ بعد شہر سب کے گھروں سے خروم کے پاس پر گئے ہیں ان کے قانون
 کے مطابق کافروں سے خروم حاصل کر کے داخل نہ ہوتے تھے مگر

میں وہ سب سے بڑھتا ہے، وہ پھر حیثیت میں ان کے ساتھ نہ ہم کرتے
 حوالہ لکھ، محض اس لیے کہ وہ علینہ ہوسکتا ہے، یہ ہیں کہ ان کے ہاتھ میں
 کے غلوں کی حد سے بڑھ کر وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں
 کے آپ کے ساتھ ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں
 میں سے ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں

بہت سے وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں
 ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں
 ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں
 ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں
 ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں

میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں
 ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں
 ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں
 ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں
 ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں
 ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں
 ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں
 ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں وہ ہیں، ان کے ہاتھ میں

لاہور، ۱۰ دسمبر ۱۹۷۷ء، المدینہ منورہ، پاکستان

یہ جو جو کہ میں دیا رکھوں تیرے ساتھ
 غنیمتوں میں سے ان کے بحسب اہمیت
 نہایت اہمیت کے میں نے ان کو
 لکھ دیا اور جو کہ میں دیا رکھوں
 میں نے ان کو لکھ دیا اور جو کہ میں دیا رکھوں
 میں نے ان کو لکھ دیا اور جو کہ میں دیا رکھوں

یہ جو جو کہ میں دیا رکھوں تیرے ساتھ
 غنیمتوں میں سے ان کے بحسب اہمیت
 نہایت اہمیت کے میں نے ان کو
 لکھ دیا اور جو کہ میں دیا رکھوں
 میں نے ان کو لکھ دیا اور جو کہ میں دیا رکھوں
 میں نے ان کو لکھ دیا اور جو کہ میں دیا رکھوں
 میں نے ان کو لکھ دیا اور جو کہ میں دیا رکھوں
 میں نے ان کو لکھ دیا اور جو کہ میں دیا رکھوں

میں

یہ آیت مسلمانوں کے لیے لکھی گئی ہے اور جو کہ میں دیا رکھوں
 غنیمتوں میں سے ان کے بحسب اہمیت
 نہایت اہمیت کے میں نے ان کو
 لکھ دیا اور جو کہ میں دیا رکھوں
 میں نے ان کو لکھ دیا اور جو کہ میں دیا رکھوں
 میں نے ان کو لکھ دیا اور جو کہ میں دیا رکھوں
 میں نے ان کو لکھ دیا اور جو کہ میں دیا رکھوں
 میں نے ان کو لکھ دیا اور جو کہ میں دیا رکھوں

شہر مسکوں سے ایک سوک رہ گیا جس نے کیونکہ ان کی حکومت میں رہتے
ہوئے ان سے یوحانی کو آپ جاثو رکھے ہیں تو ایک ملک اور نصاف
کا معاملہ ہیں۔ ملکہ خداوند نے کے نزدیک ہر سو کی اور پناہ نصاف کی کا
ہی معاملہ ہے جسے خداوند نے پسند نہیں کرتا۔

پس صاحبِ دنیا آپ کا عقیدہ، سلام کو داند، رکھنے والے
اور یہ دنیا میں قائم ہو جائے تو سخت درد کا موجب ہو گا آپ سلام
سے ان دوست کا معاملہ نہ کریں۔ یوحانی کے ساتھ شہر مسکوں کی
طاقت، اگر آراہی ہے۔ تو آزادی قابل شرم ہے۔ خداوند
ولا تحسب من اعدائیں۔

آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی، زندان کے ساتھ، خوا
اجعلی منی حرائل الارض سے۔ یہ تو نکاح تھا چاہے کہ انہوں
کلی عیا، تہ کا سطر لکھا تھا۔ تو بادشاہ وقت سے پورا کر دیا اور
بادشاہ سے اسے روادار ہو گیا۔ آپ کے نزدیک جعلی غنی
حرائل الارض کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کوئی اعلیٰ صدد دے دے۔ یا
وہ بہت زیادہ۔ آپ کا ان میں سے کسی ایک سے اس کی آپ کی
آپ کے پاس ہے۔ کہ وہاں محکمات لبو صفت فی الارض ہے۔ آپ
لکھے میں کوئی نہیں لی الارض حکومت یا قہار کے لئے اسٹول ہو، ہے
جیسا کہ آپ لکھے میں کوئی اسٹول نہیں کے بعض آہ ہے۔ تا صفت
سے فی الارض، مستم دی اسٹول نہیں کو میں پر حکومت خط دیا فی انھی۔

کسی دوسرے کے ماتحت کوئی اعلیٰ عہدہ نہیں اگر حضرت یوسف بادشاہ کے ماتحت ہوتے اور اس کی وفاداری سے اس کا طاعت و سروری سمجھتے تو بادشاہ کے نامہ لکھے ہوئے تاج کی حفاظت و سروری کہہ کے چلے بھاٹی بن یا بن کو کیسے رہ سکتے ؟ اور مصلحتوں سے ؟

حجاب میں بائپ کی یہ بات کہ بادشاہ مصر حضرت یوسف کے الجواب حق میں محبت حکومت سے دوسروں کو لگا تھا تاہم پہنچ کے بھی خلافت ہے اور درجن عہد کی بیت ماکاں لیا حضرت خدائی دیں الحدیث کے بھی حجاب ہے کیونکہ اس بیت کا تعلق اس زمانہ سے ہے، حبیبہ شہلی کے ساتھ اس کے بعد یوسف علیہ السلام کے بھی لی تھا کے سال کے دست مل لینے کے سے مصر میں رہے پس اس سے طبر ہے کہ اس زمانہ میں ست ہی قیوں تو تاریخ کا سیکھتے تو وہ آپ کے مصر یوسف علیہ السلام سے بہت بڑا حبیب و زاہد و نیک ہوتے ہوئے تو وہ لکھا اور اس سے ثابت ہو گیا کہ دوسرے دور و اہل عرب مصر کی لکھا ہاں اس سے بہت بڑے اہم ثبوت پر بھیجیں اختیار دے دیا تھا اس کی جگہ پر خدا نے فرمایا ہے کہ لکھ لکھ کر اسے یوسف کی راہ حق کہ اس طرح ہم کو زندہ کرے مصر میں افسردہ دی و تقریب کے افسردہ میں دق ہے یوسف علیہ السلام کو افسردہ راہیہ حاصل ہو جیسا کہ دور و غنم کو ہوتا ہے بخار سے سردی کہ یوسف علیہ السلام سے لکھی قیوں تو راہیں لکھے الہی مدد کے ماتحت اس کے ٹوٹنے کی وہ یہی ہیں اتنی معلوم ہوتا

قاضی یہ تھا کہ کوئی عورتی مدرسہ بلا جبر و کفر نہ ہو گا۔ یہاں بھی
 طرح پرستوں کو سب سے پہلے جہاد کی ضرورت بتائی گئی تھی۔ ان کو
 یہ بھی کہہ دیا تھا کہ جس سے جہاد کی بات کی جائے وہ اس سے برا ہے۔
 ان پرچہ داروں کو یہ بھی بتایا گیا کہ جس سے جہاد کی بات کی جائے
 وہ اس سے برا ہے۔ ان کو یہ بھی بتایا گیا کہ جس سے جہاد کی بات
 کی جائے وہ اس سے برا ہے۔ ان کو یہ بھی بتایا گیا کہ جس سے
 جہاد کی بات کی جائے وہ اس سے برا ہے۔ ان کو یہ بھی بتایا گیا
 کہ جس سے جہاد کی بات کی جائے وہ اس سے برا ہے۔ ان کو یہ بھی
 بتایا گیا کہ جس سے جہاد کی بات کی جائے وہ اس سے برا ہے۔

یہ سب باتیں کہیں کہیں کوئی یاد دلا دے گا۔ ہمارا ان لوگوں
 کے ساتھ جو کچھ لادیں گے، ان کی جہاد میں کڑے سے کڑے جہاد میں
 اور ان کے ساتھ جو کچھ لادیں گے، ان کی جہاد میں کڑے سے کڑے
 جہاد میں کڑے سے کڑے جہاد میں کڑے سے کڑے جہاد میں کڑے
 سے کڑے جہاد میں کڑے سے کڑے جہاد میں کڑے سے کڑے جہاد
 میں کڑے سے کڑے جہاد میں کڑے سے کڑے جہاد میں کڑے سے کڑے
 جہاد میں کڑے سے کڑے جہاد میں کڑے سے کڑے جہاد میں کڑے
 سے کڑے جہاد میں کڑے سے کڑے جہاد میں کڑے سے کڑے جہاد
 میں کڑے سے کڑے جہاد میں کڑے سے کڑے جہاد میں کڑے سے کڑے

موجود ہو گئے۔ کہ جس کے ملک میں ۔۔۔ کی سواٹی اور مسلم لکھیں
 شامل ہو گئے۔ جس نے مسلمانوں سے ہاتھ کر سیں کا ساتھ دیا۔ ہوں سے
 دور رہنا قریم کے علاوہ نہیں کر۔

جس نے ۔۔۔ ہستی دیکھ کر کہے تھے کہ جو ہم قریم سے ۔۔۔
 ۔۔۔ ۔۔۔ کی ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

قیل یسئل اللہ العزیز یقتلکم
 ولا تحمدواہ اب اللہ وحبیب محمدیہ رضی اللہ عنہ
 کہ لشکر کی ۔۔۔ ہوں سے ۔۔۔ کہنے پر ہم نے جنگ
 کر کے میں ۔۔۔ در ہم جہ سے ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔
 وہ ہوں کو دوست نہیں رکھا۔

معاہدوں کو توڑ کر سے جنگ کر کے تمام ان کے عہدہ پر فائز کے بعد ملے۔
 مسیحی فرمانات ۔۔۔ ۔۔۔ یقیناً ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔
 و ان اللہ علیٰ انہم قعیر۔ اٹھ و ۔۔۔ کہ ان لوگوں کو
 کہ جس سے جنگ کی ۔۔۔ کی ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔
 ہے ۔۔۔ کہ وہ ہم سے گئے ہیں ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔
 کے باعث ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ کی ۔۔۔

مس اسلام میں جہاد و لست کا خارج ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔
 جنگ کا ۔۔۔ نہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلم بادشاہوں کو
 خطوط لکھے ۔۔۔ ان میں جنگ کی کوئی دھمکی نہ تھی۔ بلکہ اسلام دیوں کر کے پر

ہدایہ الہی سے بچنے کی شہادت تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ
 زیادہ کے پادشاهوں کو جو مخطوط لکھے تھے ان میں نہ دفاعی جنگ کا ذکر ہے
 نہ عمار خانہ جنگ کے بارہ کا ذکر ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمار خانہ
 اہرام تو کر ہی نہیں سکتے تھے۔ کہ جب کہ وہ استخوانی سبیل اللہ ہیں
 مستند و شکر کمر عہد اللہ سے نے آپ کو یہ کر سنے سے روک دیا ہوا
 تھا۔ اور یہ اذن لہدیں یغاثلون یا تھو طسوا میں
 صرف دفاعی جنگ کا حکم مانگیا تھا۔

خدا ہی آپ پر سنن لاء کی تڑوی کے ساتھ ہر مسلم حکمران کی
 دھارہ کی سے اعلیٰ کو غلط قرار دیتے ہیں۔ مگر قرآن عید کی آپ
 الائن تنقوا منہم بقسۃ کی سرط کے ساتھ ہر مسلم حکومت کا
 دل ہر ہوا مسلموں کے لئے عازر و مدینہ ہے۔ مگر آپ قابل نرم
 قرار دیتے ہیں۔ سو کیا آپ کو قرآن کریم کی صلہ سے شرم آتی سنتیں
 پر عمل کرنا ضروری طور پر پہچان ضروری حالت میں۔ اگر ضروری حالت
 میں کہو جو آیت الائن تنقوا منہم بقسۃ کہ آپ بھی ایمان لاء
 ضروری سمجھتے ہیں۔ مگر ضروری نہ سمجھیں جو بیکر سارے قرآن پر آپ کا
 بیان ہی ہیں۔ جس امر کو آپ عادی کہہ قابل مژدہ قرار دیتے ہیں اس
 طریق کے اعتبار کرے سے اسلام کی احادیث کے ذریعہ دنیا میں اساحت
 ہو رہی ہے۔ اور نشاء اللہ اسلام اس طریق سے صاحب نے لگا۔
 وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کثرت خطا و غلطی سے اول میں
درست لکھا ہے کہ قرآن میں ایسی تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ یہی کو تو اہل کفر کے ساتھ
مرد دی جائے مگر مرد اس سے دین سکے جو عاقل و فہم کی تعلیم کا قرآن
میں موج دہن ہو اسے۔ امانتِ ابدی کے قرآن نے انسانوں کو ایمانیت و سچائی
سے۔ آپ نے اس پر سوال کیا ہے کہ مرد بشر کے بقول جو تکلیفیں مسلمانوں
نے سب سے اعلیٰ مرتبہ کے تحت لڑی تھیں، ان کا مقصد دین کو توڑنے کے ساتھ
مرد دینا تھا یا نہیں جو اٹھا عرض ہے کہ چونکہ اسلام میں صرف دفاع کے
لئے جنگ جائز ہے اس لئے جو سیاسی جنگیں دفاعی تھیں وہ تو اسلامی
تعلیم کے مطابق تھیں، درجن جنگوں میں مسلمانوں سے جارحیت اختیار کی گئی
تھیں جو ان کے ساتھ ان کو مرد و بنا قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ ان میں
تو دین کی صداقت و سچائی تھی۔

آن مجید کے حکام کے متعلق ہم نے پہلے مفسدین میں
احکام القہر | برائوں کے قہری سے دیکھا دیا ہے۔ کہ مصرع، حکام
تو کچھ ہی ہیں۔ اگر رسول و ورعی احکام ملا کر سات صد احکام
ہوئے تو اسے کتنی ہی کی عقلی تصور کیا جاسکتا ہے۔ مقصود تو سات صد
احکام پر عمل سے ہے۔ کہ قرآن مجید کے تمام احکام پر عمل کیا جائے
تو کسی عقل مقصود نہیں۔ تاہم اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تصور
کرنے کی عقلی کو آپ ثابت کرنا چاہتے ہیں تو خود شمار کو کے عقلی نمایاں
یوہی سم پر لازم نہ دیتے ہیں۔ کہ ہم شمار نہیں کریں گے اگر چاہیں تو

روح پر مہاشن و رسم کی موجودگی میں اگر شکار مہاجر آپ کی
 حد تک ملے گا تو آپ کی اہمیت و موجودگی کا مناسب انتظام
 کرونا جو سب سے زیادہ اہم ہے۔

مہاشن میں! موجودہ زندگی کے تجربے آپ کے ارادہ و ہمت پر
 مہاشن میں سب سے زیادہ اہمیت ہے۔ آپ کے پیش کی جہت
 سے عملی صورت میں نہ رہتی رہتی ہے۔ وہ عبارت ہے کہ
 حضرت کی زندگی میں گلوں کا حال ہے زیادہ تر
 کیا بھی ہوئی ہوگی کہ سب سے زیادہ اہم
 پڑے گی انہیں میں گلی کا پڑ جائے۔

مہاشن میں! اس سے زیادہ اہم ہے۔ گلی کا پڑ جائے میں کہ
 سے پڑے بھی کوئی مہاشن میں! اس سے زیادہ اہم ہے۔ حضرت کی
 مہاشن میں! اس سے زیادہ اہم ہے۔ حضرت کی مہاشن میں!
 مہاشن میں! اس سے زیادہ اہم ہے۔ حضرت کی مہاشن میں!
 مہاشن میں! اس سے زیادہ اہم ہے۔ حضرت کی مہاشن میں!
 مہاشن میں! اس سے زیادہ اہم ہے۔ حضرت کی مہاشن میں!
 مہاشن میں! اس سے زیادہ اہم ہے۔ حضرت کی مہاشن میں!
 مہاشن میں! اس سے زیادہ اہم ہے۔ حضرت کی مہاشن میں!
 مہاشن میں! اس سے زیادہ اہم ہے۔ حضرت کی مہاشن میں!

بیمال کرنا ہے کہ اگر حضرت مسیح میں قدری طور پر

مسکن لوگ منتظر ہیں اس کی حسرت پر گناہ دیت ہیں یہ نہیں سمجھا کہ
اس کے آفتے سے مردے مردہ ہوں گے، بلکہ یہ سمجھا ہے کہ اس کے دم سے
نکال دیا جائے گا، اذکار دہام طبع اول صدمہ،
مہتر گئے مسکنوں، اور عیسائیوں کے مشترک سوانہ کی جو سب ہیں
یہ لکھا ہے۔

۱۔ حدود اس کے خود انہی تھائیں نے اس کی حرمت سے
عاجز کو بھیجا ہے کہ روحانی مردے مردے کے حائیں ہر
کے ان کمزور ہیں اور محدودوں کو سافسٹا کیا گیا ہے
وہ تو سزا میں ہیں مابہر نکالے جائیں۔ اور میری بھی محاکمہ
ہے کہ عیسائیوں پر عظیم شہیدانہ عین عورت کا مجمع سلا مٹا
معرصل پیش کیا تھا اس کام کے سے بدتر ماہر سے
نامہ انوں کے سمجھا ہے کے لئے قرآن پر یہ کی جاتی تعلیم
پیش کی جائے، اذکار دہام طبع اول صدمہ،

آگے چل کر یہاں پر مسکنوں کے مشترک سوانہ کے پتے نظر
میں مصروف مسیح کے عین میں بد کو مسخرات، اور مستیوں کیوں چھوڑا تھا
بلکہ، لڑاؤ، عیسائیوں کے لئے ہوئے لکھتے ہیں۔

۲۔ در عسائرت کے لئے مسیح کی پہلی بددی کے معجزات
وطلب کے جاتے ہیں اس بار سے عین، جس میں کہ عیسائی
ہوں۔ کہ احیائے عیسائی کے چہرے میں عیسائی روحانی

کے لئے یہ عجز آیا ہے اور اس کا تصور ہرگز نہ ہوا
 اس کے اگر مسیح کے اہل کاہنوں کو ان حوشی سے
 الگ کر کے دکھا جائے۔ جو محض اقوام کے طور پر یہ غلط
 جہی کی وجہ سے گمراہ تھے ہیں۔ تو کوئی عجیب فطر نہیں رہا۔
 جگہ مسیح کے معجزات اور پیشگوئیوں پر جس قدر اعتراضات
 اور شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی
 اور ہی کے خوارق و برکات خبروں میں کسی ایسے نہما
 پیدا ہوتے ہوں۔ کیا مایاب کا تفسیر مسیحی معجزات کی
 رونق کو دور نہیں کرنا۔ راز الہی و ایمان پر اس وقت
 مکر می ! اس کے بعد وہ جہالت شروع ہوتی ہے۔ جس کا کچھ دھویاں ہے
 آپ نے عترت کی خاطر منہ کیا ہے۔ اس میں زلزلے درمزی اور
 لڑائیوں اور غلط کی پیشگوئیوں کو الہامی صراط سے ترقی قرار نہیں دے
 گی بلکہ نہیں معجزات کے مقابل میں مسیح کے ان کے منہ غلط حجابات
 کے عیسایانہ ترقی میں قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ بوجہ جہالتی
 غلطی کے پوری ہیں جو ہیں۔ وہ ان کے غلط مسیحی معجزات کی
 سبب سے استہان کیا گیا ہے۔ یہاں سے کے لئے کہ ان معجزات کے بیان
 میں جو اسٹی کے ذریعہ نقائص پیدا کئے گئے ہیں۔ لیکن پیشگوئیوں کی حالت
 اس سے بھی اتر ہے۔ مقصود ایسے غلط کے استعمال سے لازم معصم ہے
 فلسطین کے تعلق میں ایسے لغات جو ناجیل میں ان پیشگوئیوں

شہر مد رزلوں کی اطلاع دی ہے۔ وہ اس ملک کی
 حالت کے بارے سے درحقیقت غلط فہم تھے۔
 ہیں کیونکہ اگر اس ملک کی صد سال کی تاریخ دیکھی
 جائے تب بھی ثابت ہوگا کہ کبھی اس ملک میں
 ظالموں پر ایسی سے نہ تھا کہ ایسی طاقتوں میں سے
 کسی سے ملے ہیں لاکھوں مسافروں کو ہلاک کر دیا ہے۔ چنانچہ
 ظالم کی میری مستثنیٰ کیا جاوے یہ ہیں کہ ملک کا کوئی
 حصہ ظالم سے مالی میں رہے گا۔ اور سخت تھا بھی
 آئے گی۔ اور وہ تھا ہی رہا۔ اور رات بیک رہے گی۔ اب
 کہا کوئی ثابت کرے کہ وہ ملک کہ بے شکوئی کے
 معافی نہ نسبت تھا۔ ان طاقتوں سے ملو رہی آئیں پہلے
 یہ ملک میں کبھی ملو رہی کیا تھا، رگڑ نہیں رہا رگڑ
 وہ بھی میری ہے۔ یہ سے کوئی معصوم مستثنیٰ نہیں تھی ملک
 ہیکوئی میں بہت طاقت ہے کہ ایک حصہ ملک کا اس سے
 تمام جو جس کے کا حصہ کہ ہر رہے کہ وہ تھا ہی تھا اس
 زلزلہ سے کا نگراہ اور چھا گسٹو میں اس خواہ کبھی نہ کئی
 دو ہزار برس تک اس کی نظیر نہیں ملے گی کبھی رزلزلہ سے
 ایسا نقصان ہوئے ہے یا کبھی نگراہ معصوموں سے ہی ہیں
 گواہی دی ہے ہیں اس سورب میں میرے پوچھنے پر

مضامین ہری سب سے حقیقتہً دوسری صفت (۱۷۰-۱۵۹)

پس جہاں تک حضرت مسیح کی کار، اور مری درجوں کی شیوہوں
کا فسطوس کے ملک سے تعلق ہے، جیسا کہ عیسائی سمجھتے ہیں۔ ان
پیشگوئیوں کو کوئی خاص اہمیت نہیں دی جا سکتی۔ بلکہ عیسائی
حکماء سے قطع نظر ان پیشگوئیوں کا تعلق مسیح کی آمدنی
کے بعد ملک سے کھج جائے۔ تو پھر یہ پیشگوئیوں اہمیت
کا حامل کر لیں۔ اس زمانہ میں احمدیہ کے دعوتی مسیحا کی فرید
کی طرف سے یہ دعوت ہے کہ ہر مسلمان جو مسیح کی طرف سے
منصفہ سیکھ کر اپنی کتاب کستی نوح میں ان الفاظ میں اپنی
بائیداری پیش کرے۔

”اور یہ بھی یاد رکھو کہ قرآن شریف میں ملکہ تررات
کے بعد چھ صدوں میں بھی یہ چہرہ موجود ہے کہ مسیح فرود
کے وقت ہر خاتون کے لیے ملکہ ہر مسیح صلیب
پیش کرے۔ اس میں جبردی سے نہ کستی اور حقیقت
میں شفق مارا کہ صنف کا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کی طرفوں کے بارہ غی مسگوئی کی تائید میں کمال سے ہے۔ یہ
مسلمہ سلامت برن سے دیا بڑے کی مسگوئی کو
پیش کرنا مسیح موعود علیہ السلام
کے ذکر کے واسطے ہے۔ مسیح موعود علیہ السلام

در بعضی ماریہ کے مختلف کے میوں میں بوڑھے میں ہیں۔

جو کر بھٹیہا کا لایہ کے سب میں عہدے سے بڑھ کر

اسکے عہدے سے

۱۔ عہدے میں سے بھٹیہا کے عہدے کے لئے یہ عہدے کے لئے

دقت میں کسی قوم پر اس کے لئے یہ عہدے کے لئے

کا عہدے میں سے بھٹیہا کے عہدے کے لئے یہ عہدے کے لئے

در عہدے میں سے بھٹیہا کے عہدے کے لئے یہ عہدے کے لئے

یہ عہدے کے لئے یہ عہدے کے لئے یہ عہدے کے لئے

بھٹیہا کے لئے یہ عہدے کے لئے

اس کے لئے یہ عہدے کے لئے

اس کے لئے یہ عہدے کے لئے

اس کے لئے یہ عہدے کے لئے

اس کے لئے یہ عہدے کے لئے

اس کے لئے یہ عہدے کے لئے

اس کے لئے یہ عہدے کے لئے

اس کے لئے یہ عہدے کے لئے

اس کے لئے یہ عہدے کے لئے

اس کے لئے یہ عہدے کے لئے

اس کے لئے یہ عہدے کے لئے

اس کے لئے یہ عہدے کے لئے

اور جس سے لڑا ہے ؟

اُوہ معاذ اللہ کچھ زبردست ہے اس جڈھا ہر کر رہا ہے کہ شاکہ کا حد ہمارا
 نہاٹا دے فیہ جا سجاد بہ اگتے نہیں نہیں گئے چاہے کتنی گز میں بھی
 مسیح کے نام ہیں جو سنگوں اور آج ت اور پتھر کی زبانوں اور قسطوں
 مری ذخیرہ کا کر ہے، ان کا بھی اکٹھا ہوتا ہے وہیں ہیں۔ یہاں بھی یہ اکٹھے
 آئے بھی نہیں جس کا کہ دعوت سے ظاہر ہے ۔

لہٰذا **خونی ہمدی در لڑائی** | بے شک حضرت مسیح اور خود علیہ سلامتی ہی
 لکھا ہے کہ ۔

”میر عقیدہ کہ خونی ہمدی : کیا میں آئندہ نہیں۔ تمام
 مسلمانوں سے، الگ عقیدہ ہے ؟“ رکستہ جلد و عہدہ
 یزید بھی لکھی ہے ۔

میں کسی ایسے مسیح اور ہمدی کو میں بات : ظاہر دیکھ
 لڑائی لڑے گا : آئندہ مسلمانوں میں ہے ۔

میں جگہ دوسری عبارت میں بھی لڑائی لڑے دے مسیح اور ہمدی سے
 مرد خون ہمدی در مسیح ہی ہے : نظر لایا نہیں سے مراد چاہے لڑائی
 نہیں : خون ہمدی کے قصہ میں ۔ بات مسلمانوں کے عقیدہ میں میں ل
 ہوئی ہے کہ وہ اشاعت، سلام کے سے لڑائیاں لڑے گا یعنی جو اسلام
 قبول نہیں کہے گا اسے قتل کر دے گا اور اس کا ملانہ عقیدہ کو
 مسلمان مولوی آج بھی جائز سمجھتے ہیں : جب کہ احمدیوں کے عقول کے

تشدیدِ ضرورت سے ظاہر ہو چکا ہے۔ ۱۵۵۳ء میں بھی، اور ۱۵۵۴ء میں بھی نکاری رہی رہتے رہا ہے۔ احمدیوں کو وجیبِ اصل ہی شاہوں کے متبادل در علم سے ظاہر ہے۔ ان کے نزدیک احمدیوں کا بال بولٹ میں جائز ہے۔ اور ہر قسم کا تشددِ مذہبی ہے۔ درتوںِ مہدی کے لیے ایسی ہی سیریں لگائے بیٹھے ہیں کہ وہ کسی قسم کی جارحانہ مڑائیاں لڑے گا۔ اور کاروان سے اسلام کے سوا کچھ قبول نہیں کرے گا۔ مسلسل طعناں عقیدہ کا قرنِ کرم ہرگز ثبوت نہیں یہ عقیدہ دلائلِ کرامت کی اسدیت کی آپ کے خلاف خلاف ہے پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کشتِ نفاق کی روں ظاہر توں سے یہی مراد ہے کہ آپ کسی سے جو مہدی کے آگے کو میں راستے جو کہ فرد کے صل سے دیں کو بڑھا کر یہ ایک مسلم میں نہ آئے ہیں۔

یہاں کہ مہدی کوئی بھی نہیں
 بدکاروں کے ذہن میں کوٹھارے کا
 سے دونوں یہ باتیں سرخرو میں
 ہنسنا میں ہے شرمناک اور بے وقار ہیں
 یہاں جس شخص کو جس سے مسلمان علماء، اسی ہی عائد کارِ اہل
 کو بھی، یہی کچھ نہیں ہے، اسلامی جہاد دہشتہ میں حضرت خدس
 علیہ السلام نے اسے اسلامی جہاد نہیں جانا بلکہ اسلام کے چہرہ کو
 دہمہ کر دینے والا فعل جانا ہے۔ آپ کے نزدیک تہادنی مسیح شد
 مصورت ہاں اردوئے تعظیم قرآنی ہرگز براہی جہاد کے نہیں
 صحیح کساری کی حد میں یحضر دھرم کے کھٹانے اب نے سے ملوی کر

دیا ہے کیونکہ اس کی شرائط موجود نہ تھیں چہ پہنچے آپ فرماتے ہیں کہ

اسے دوستوں اور اچانک کا اب ٹھوڑا دوسرا

دین کے لئے حرام ہے بجا ہنگ اور قسطن

ب اچانک مسیح جو دس کا امام ہے

دین کے تمام شیعوں کا اب اعلیٰ ہے

اس استخدام کی تشریح میں آگے بک تشریح فرماتے ہیں کہ۔

فرما چکے ہیں مسیح کو غیر مصیبت
مسیحی شیعوں کا کردار عجا سوا

جب آئینہ و صلیح کو یہ مانتا دیکھا
خوش کے سلسلہ کو وہ کسرت شایع

پس تمام شیعوں کے ساتھ تشریح مصیبت مسیح کو دوسرے مقام

نئے شیعوں کے متواتر کے بعد سے فرمادہ ہے

بشیرہ و حبیب لا طہارہ و سورہ مرآۃ پر ششہ میں حضور کا

اقتباس جو آپ سے مترجم کی خاطر پیش کیا ہے و جس کے بعد اپنے

ابنک پیشگوئی کی گئی تھی کہ سحری ۔۔ میں ہر سہم احمد

ظہور کرے گا اور اب شخص مل رہا ہوگا جس کے درمیان

احمدی صفات ظہور میں آئیں گی و تمام لڑا سور کا حاکم

ہو جائے گا

مگر لہذا والی عبارتوں کا تمام لڑائیوں کے حاکم و ان سے عبارت سے کوئی

بغیر و تسانف نہیں ہے۔ کیونکہ حضورؐ کے خود شیعوں کے اعلیٰ مقام کی تشریح

میں انہی کا لفظ استعمال فرمایا ہے پس حاکم سے مراد ماری حاکم ہے۔

ہے، سب رذالت اور ختم پر عمل مشق ہے یہ، مطلقاً
بھی نقل کئے ہیں۔

”میں بے بسوں کو رہا ہوں، بعد میں تک کو نہیں
میری ہیں، نئے نئے جو جنگ اور حواری سے دور میں منکر
ہو کر گئے، وہ خدا کی طرف سے تھے۔“

میں بھر رہی تھی، تک و در حواری سے دیا میں تھا، یہ پا کر سے کے
میں تھا میں تھا، یہ رذالت میں نہیں تھا، یہ تھا میں تھا، یہ
جنگ عارض نہ ہی ہو سکتی ہے۔ پس میری تسبیح کو خود علیہ السلام کے
تہنیت آمدہ کو، تہنیت تسبیح میں، یہکا جو رہا، یہاں تک
کرے، مگر کوئی نقل تسبیح کے دعویٰ کے میں تھا، یہاں تک کہ توحید خدا کی طرف
سے نہیں ہوتا ہے، یہ تہنیت تسبیح کی تہنیت کے مکان و بی حدارتیں
میں، دست میں، یہ بھی دور سے، یہ کوئی ہنگامہ پر کرے، یہ تہنیت
تہنیت تسبیح میں، یہ تھا اور یہ بھی دوست ہے، یہ تہنیت تسبیح کو خود علیہ السلام
کے، یہاں تک کہ، یہ تہنیت تسبیح کے تہنیت تک کے تہنیت تسبیح میں ہے
یہ تہنیت تسبیح کے تہنیت تسبیح کے تہنیت تسبیح میں ہے، یہ تہنیت تسبیح کے
”یہ تہنیت میں، یہ تہنیت تسبیح کے تہنیت تسبیح میں، یہ تہنیت تسبیح کے“

میں، یہ تہنیت تسبیح کے تہنیت تسبیح کے تہنیت تسبیح میں، یہ تہنیت تسبیح کے
تہنیت تسبیح میں، یہ تہنیت تسبیح کے تہنیت تسبیح میں، یہ تہنیت تسبیح کے
تہنیت تسبیح میں، یہ تہنیت تسبیح کے تہنیت تسبیح میں، یہ تہنیت تسبیح کے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام ان بی عبادتوں میں کوئی ناقص نہیں
اور نہ ناقص کا نتیجہ اخذ کرنا میرا سرسریں کی طرح غلطی ہے۔

پس جماعت احمدیہ ہرگز اس بات کو یہ نہیں سمجھتی کہ اگر کوئی غیر مسلم
قوم جسے مسلمانوں کے ملک پر جو براہ راست ہاتھ پائی کرے اس کے
مذہب و مروجہ سب سے شہ کوئی سبب کہ مسلمانوں کو تو ایک حد تک ان پر
تسلیم مستم کیا جائے۔ اور ان کی حکومت ختم کر کے ان کو محکوم بنا لیا جائے
تو اس ملک کے مسلمانوں کے لئے فرض ہے کہ وہ متاثرہ کے لئے تلوار
نہ اٹھائیں۔

بلکہ طاقت احمدیہ کے نزدیک ایسے موقع پر مداخلت کرنا ضروری ہے۔
چنانکہ عملی طور پر بغیر کی جنگ میں جو میدانستان سے مستطی اور سرے
مسلمانوں کے ساتھ ہو کر در حکومت پاکستان سے پورا تعاون کرنے ہوئے
ساتھ ساتھ ہمارے بھائیوں و بھائیوں کی کوشش کی اور ہماری وجوہاتوں کی
ایک شاخیں درج ذیل خودی کے عام سبب پیدا ہوا۔ زامیں بھی تپتی حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کی عبادتوں سے آپ حضرات کی خدمت میں حاضر ہوا
میں۔ وہ باطل مطلق ہے۔ اور جو وقت احمدیہ کا ہم اور اس کی تردید کرنا
ہے۔ لہذا کسی قسمل مسیح کو براہ راست لڑائی یا بیٹے تو مسیح
موعود علیہ السلام کی کسی شہرہ کی رو سے یہ مسیح نہیں ہے۔

کیا حضرت مسیح موعود کے لئے مامور نہیں تھے، کے عنوان کے
تحت آپ نے قرآن مجید کی آیت ان الله تستقرى من المؤمنين

انفسهم و موالہم ہاں لہم الجنة یقاتون فی سبیل اللہ
 فیکفون ذلکون و عدا عنینہ حقاً فی الشراک و
 الانہین و بقرآن سے استدلال کیا ہے کہ حضرت علیؓ علیہ السلام
 بھی جہاد یا سیف کے لئے مامور تھے۔ کیا کیا، سعد بن مسعود
 کا درست کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ایسی عین حیات میں جہاد
 کرنا کی فریفت سی تھی۔ اگر وہ جہاد یا سیف کے لئے بالذات ہوا
 ہو نہ تو پھر یقیناً انہیں جہاد یا سیف کی ضرورت بھی پیش آتی، اور
 انہوں نے کبھی جہاد یا سیف کہا بھی ہوتا۔ لیکن جو نہ ایسی وجہ تھی
 جہاں آئی، اس لئے یہی تو خود علیہ السلام کا استدلال درست ہے
 کہ وہ جہاد یا سیف کے لئے مامور نہ تھے۔ بیت ہدایں اخیار کا ذکر یہی
 بلکہ دشمنوں کا ذکر ہے۔ در دشمنین کو خواہ وہ یہودی ہوں یا عیسائی
 یا مسلمان کبھی دنیا کی جنگ کی ضرورت نہیں سکتی تھی اس لئے توراۃ
 انجیل اور قرآن میں دنیا کی ضرورت کے لئے جنگ کی ضرورت پیش
 نہیں آئی۔ یہی وجہ ہے کہ جہاد یا سیف کا ذکر نہ آیا۔ ایسے وقت اگر وہ
 ہے، مگر اور جہاں میں خراج نہ کرے۔ تو یقیناً وہ بیت کے حقدار
 نہیں رہتے بلکہ حضرت مسیح اور ان کے دو ساتھی اور حواریوں کی حق
 و فاضل جنگ کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ یقیناً وہ جنگ کے بغیر ہی
 جیتی تھے۔

قرآن مجید سے ظاہر ہے کہ جہاد کا حکم تو وہی کہ یہی اللہ تعالیٰ کا حکم

مکرم بھی دیا گیا۔ اور مومنوں کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضرِ علم
مساو دی جانے والی آیت میں اللہ تعالیٰ سے سی کے درمیان مومنوں کو بھی
ترغیب دلائی۔ چنانچہ فرمایا۔

فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسُكَ
وَعِتْرَتُكَ الْمُؤْمِنِينَ غَضَى اللَّهُ عَنْكَ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا (نساء آیت ۷۴)

اے نبی تو اللہ کی راہ میں جنگ کر۔ تیرے نفس کے ہوا
اور کوئی اصل منگ نہیں اور مومنوں کو جنگ کے
بغیر بھاریا۔ قریب ہے کہ اللہ کافروں کی جنگ کو روک

دے گا

اس آیت میں جنگ کے لئے اصل منگت نور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کو قرار دیا گیا ہے۔ اور آپ کو یہ حکم بھی ہے کہ مومنوں کو جنگ کے
بغیر بھاریا۔ درست یہ ہے اس طرح قریب ہے کہ اللہ اس لڑائی
کو روک دے۔ مومنوں کے سرور کی جگہ ہیں کافروں کی طرف سے
جنگ شروع ہوئے۔ مومنوں کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کو بالذات جنگ کے لئے منگ قرار دیا ہے۔ اور مومنوں کو بالذات
منگ قرار دیا گیا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں کوئی
ایسی آیت نہیں ہے کہ ان کو جنگ کے لئے منگ قرار دیا گیا ہو۔ یہاں
آپ کو جہاد ہے آپ ہرگز کوئی ایسی آیت نہیں دیکھ سکتے۔ پس

ہیں ان کھٹ و خدوئوں میں سے دو خدوئوں میں اس بات کو بھی
موجودگی میں کسی وحدت میں بھی اختلاف ہو تو وہی تین نفس قرار دینا
درست نہیں ہوگا۔

دیکھئے ہر مومن نبی اور رسول نہیں ہوتا یکساں رتبہ اور منزل
مومن ضرور ہوتا ہے، یہ دو فرق ہیں جو اختلاف ہے وہ تین نفس کی
مشابہت نہیں اس لئے النساء اختلاف جائز ہے۔ مومن اور نبی و رسول
میں عزم خاص میں مطلق کاتھابین و تبدیل پایا جاتا ہے۔ یعنی مومن کا
مقام عام ہے، اور نبی اور رسول اس کے مقابل میں مفہوم رکھتے
ہیں مومن کی نفی کر دی جائے تو خاص کی نفی اور خود ہو جائے گی۔ لیکن
اس میں کئی نفی سے باہر کی نفی نہیں ہوگی۔ مثلاً یہ ہو سکتا ہے کہ ایک
شخص نبی و رسول تو ہو لیکن مومن ہو لیکن یہ کسی نہیں ہو سکتا۔
کہ ایک شخص مومن نہ ہو، اور خدا کا نبی اور رسول ہو۔ اگر دو مردوں
میں تعادل نہ ہو، یا بجا ہے جیسے مرد و سیاح میں تعادل ہے۔
مگر تین نفس تو درجنوں کا رافع ہو سکتا ہے یہی ہو سکتی ہے جسکے
ایک نفس ہو، جو سیاح بلکہ شریعت جوہر ایک ناقص میں، جب میں
ہو سکتا تھا جس کے عوالم میں سمجھتے وہ انوں میں سے ایک ہی شی
پائی جائے گی۔ اور دوسرے کی مادی جو بھی نہیں دنیا کی ضرورت کے حسب
آپہ میں کے عوالم سے نفس کر دیں تو نفس میں اس شخص کی نفس
ہر کی ممکن مگر اس بات اور نفس کی جہات کہیں ایک و ایک ہو جائیں۔

موجودہ جوں۔ اور وہ جہاں کے لئے مختلف ہیں۔ چپ مٹاں سر نہ مٹا رہا۔
 ہاتھیں۔ ہمارے سے دسوں کریم سے۔ مدعیہ و سہم کی کئی رہنمائی کا کردار
 جس میں سلسلہ میں اسوہ سے اور۔ ہر فی رہنمائی کا کردار بھی۔ اس سلسلہ میں
 علیہ السلام کی صاحب بن کریم سے۔ اس قدر دوسری ہر جہاں سے۔ ہر ایک
 میں کر سکتی اور اس کے۔ جو ہر۔ علیہ السلام ہر ایک سے جو تو ملت م
 جہاں سے اس کے بھی سو ہر۔ ہر ایک سے۔ ہر ایک سے

پس شگ سے ہر ایک سے۔ اس کی سر نہ مٹا رہا۔ اور یہ جوں۔ ہر ایک
 شگ سے ہر ایک سے۔ اس کی سر نہ مٹا رہا۔ ہر ایک سے

حضرت مسیح تو ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے
 شگ سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے

آپ سے اس کے تحقیق سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے
 میں اب اس کے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے

ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے
 ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے

متعین کرنا ضروری ہے۔ درحقیقت میں ان اصطلاحات کو تہ طور پر کہ جائے
 جو مسیح ہو کر علیہ السلام نے قائم کی ہیں۔ مسیح ہو کر علیہ السلام کی

تہذیب کردہ اصطلاح کی رہنمائی میں آنحضرت سے اندلیب و سلم سے پہلے
 گذرے ہوئے نبیاء و مستقل نبی تھے۔ غور۔ وہ تشریحی تھے جو وہ تشریحی

ہی تھے جو کسی تشریحی ہی کی تشریح کے باوجود تھے۔ تشریحی تشریحی

کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل امتی میں نہ آسکتے تھے۔
 جوت سول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل نہیں کی بلکہ وہ
 براہ راست عبید و سید پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی ماتے
 تھے لہذا چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل امتی ہمیں
 ہو سکتے اس لیے حاتم التیمی کے بعد ان کا احاطہ تھوڑا ہی حتم ہوتا
 کے مٹا ہی ہے۔ ان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے کے بعد
 سے آیت مشتاق لشبیب کے بعد تشریف لے گئے ہیں تو
 سب نہ ایک مدت تک ہی کہہ سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ ہمیں نبوت و سر
 سب، نبیاء و صالحین کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے
 وسیلے سے نہیں مل سکتی اس لیے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل
 امتی نہیں کہہ سکتے۔

اس حلقہ گرد کہ جانتے کہ حضرت غیبی علیہ وسلم اہل ثنائے
 بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے پر امتی ہی پائے جائیں گے
 نہ امتی ہی کا امکان بعد از خاتم النبیین کا تو قرر رہا یا نہ ختم نبوت
 کے مٹا ہی نہ رہا۔ ہذا کسی امتی کے لئے اس نہی بن جانا بھی ختم نبوت
 کے مٹا ہی نہ ہوگا۔ البتہ پھر مستحب یہ ہے جو حوائج کا نہ جو چاہے ہی ہی
 اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے سب ہی بن جاسکیں
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا کہاں ہوا۔ تو ایسی ہی بات ہوگی جیسے
 کوئی کہیں کہ سونے پر کوئی بولی ڈا اسکا سے آگ میں لگے کہ یہ کہتے

ارجی سونا بن گیا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مسوب القبۃ ہو کر آنا
اور ان کا بعد از آمد ثانی، کیا بننا کسی عالم دین کو مسلم نہیں، نقدیر
بالعرض مگر عرب نصیری، القسۃ ماری عیسیٰ میں کہہ سکا ہوت
مستقل، مبنی نبوت میں تبدیل ہو جائے گی۔ تو اس تقدیر سے نئی
قسم کی نبوت کا حدوث ہو گا۔ اور ایسی نبوت بھی حتم نبوت کے
مقابل نہ ہوگی تو ایک ایسی کہ ایسی نبوت ملنا ممکن ہوگا۔ در کس
اتنی کی نبوت حتم نبوت کے مقابل نہ ہوگی۔

لیکن اس تقریر، لا قوۃ کے مفروضہ کی صورت میں ایک مستقل
نئی چیز مبنی نہ ہوگا نزول کے وقت مستقل ہی کی آمد کا سامنا
اور یہ امر بوجہ حتم نبوت کے منافی جوئے کے محل ہوگا لہذا
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے ساتھ نازل ہونے کے بعد
بہرہ ریزی کر کے، اتنی نبوت میں تقدیر پانا ایک بدل، مگر مسترد ہوئے
کی وجہ سے، رہیں منہ موت سے منافی ہونے کی وجہ سے، باطل قرار
دینا پڑتا ہے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا الہ شان نزول میں
حتم نبوت کے سامنے ہے۔

مَعِيَارُ الْوَقُوفِ عَلَيْنَا بِقَضِ الْأَوْدِيَةِ

مگر یہ کہہ سکتے ہو کہ قیاساً بعض اوقات میں لاخذنا
مالہ میں شہ لاخذنا منہ الہ سین کو اپنی جرح اور سولات سے

اُنہی غرض غرضی وحی کے بعد پائے گئے اور جسے آپ کی معرفت
کی دلیل ضرور دینا ہے۔ دلیل کا مکمل استسماں گواہوں میں ہو لیکن اس دلیل
کی قوت کو ہر جہاں مام مانا ہوا ہے نہ کسی اور جہاں سے یہاں سے دیکھ
مردوں خاص کے لئے دلیل بن سکتی ہے۔ قطع و میں اس کی باتوں سے
ہو تب بھی وہ خدا کی طرف سے کبھی جا سکتی ہے۔ پس شمس مابہ ہست
اس آیت کی۔ دوسرے بطور معیار قرار دینا حضرت مرزاؑ، جب شیخ مرخورد
عظیمیہ سلام کی من گھڑت بات ہمیں بلکہ علماء اہل سنت و فقہاء ملت
کی مسلمہ بات ہے۔

سراج خفا نہ شفیقت پر لکھا ہے۔

ثَبَّانَ اتَّقِلْ كَجَرِّمٍ بِسَبْعِ اجْبَحِ عَصَا، رَامُوْنِي طَيْرِ
الْاِجْيَادِ حَقِّ مَنْ يُقْسِمُ اِنَّهُ يَصْتَرِي عِيْدَ تَمِّمَ بَعْضُهُ
تَلَاثًا و عَصْرِيْنِ سَلَفَ، یعنی عقل اس بات کو ناممکن قرار دیتی ہے
کہ یہ باتیں ایک غیر شبی میں جمع ہو جائیں اس شخص کے حق میں جس کے
مشرق خدا، جانتا ہے کہ وہ خدا پر اتر کر یہ لائے پھر اس کو ۲۰ سال کی
صلت دے۔

تفسیرت البیان میں آیت کے متعلق لکھا ہے کہ اس آیت میں مذکور ہے کہ اگر
ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرف سے کوئی بات کہتے یا ایک حرف دیا
یا کم کر کے اس وحی پر جو آپ پر نازل ہوئی کائنات، لَئِنْ زُهِدَ أَكْرَمُ
النَّاسِ إِلَى اللَّهِ ضَاظِلَتِ نَجْمُورَج تو خدا آپ کو سرا دیتا۔ پھر اگر

کوئی دوسرے میں پر قنار کرے تو اس کے متعلق تیرا کیا خیال ہے (یعنی تیرا
 بھی شرارت سے بچنے میں لگتا، (تفسیر روح البیان جلد ۴ ص ۱۱۸)
 آپ نے لکھا ہے ۔

۱۔ بات کا ثبوت کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ ڈاکہ خزانہ کی صورت میں ہم
 اس کو دیا ہے تاکہ اسے پکڑ لیتے ہیں اور اس کی رنگ گردن کاٹ دیتے ہیں۔
 اس معجزہ کو بیاں کرنے کے لئے کہیں ہیں کہ ایک سیاحی نے بتا دیا ہے کہ خزانہ
 نہیں کر لگتا۔ یہ ہے کہ کبھی بھی کسی بچے کو سنے یعنی اس شی سے بوشیاں
 کی طرف سے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے موت معانی پر خزانہ دہیں کیا۔
 یہ ہے کہ آپ کی صریح ہے یہی بات کرنا مقصود ہے کہ سچا ہی خزانہ
 علیٰ قلوب میں کیا کرنا۔ مگر اصل تو یہ ہے کہ اگر وہ خزانہ کرنا تو ہم
 اس کو دے دیں، تاکہ اسے پکڑ لیتے اس کی رنگ گردن کاٹ دیتے ہیں جس کی
 رنگ گردن کاٹ دیا ہے اسے سچا ہی دس کا صدق و مصدق ہونا تو اس
 اہمیت سے روڑ و شن کی طرح ثابت ہو گا۔

جو کہ حضرت مرر خدام احمد علیہ السلام کی رنگ گردن دہی کے نکلنے
 کے بعد قطع ہوئے سے سچا ہی لگتی۔ ہذا ثابت ہو گیا کہ وہ سچے ہستی نہیں ہیں۔
 مفتری مل لگتے نہیں۔ مگر بیس سال سے زیادہ دہی دہا ہمارے ملک
 کے ہاں ہوا ہے اس میں مفسر علی اللہ قرار دیا جائے تو پھر ایسا کرے دہا
 اس میں کہ جو بہت لوگوں نے علیہا بعض الایات میں لایا نامہ
 مایمین ثم لقطنا۔ مہ الوتیں کے ساتھ ہیں یا پھر یہ ہے کہ یہ

کی حد قات کرے کے لئے پیش کی گئی ہے مشکوک کرے کہ موجب ہوگا
پس مکرری مجلس احمد صاحب اس بحث میں آپ کی کوشش محض
تشکیک دہی ہے کوئی تمہیں نہیں۔ تتم لفظنا حصہ اربعین کی
رو سے مقتول علی، لہذا ہے دہلوی دہی، اہام کے بعد تیس سال کی
اسی جہالت میں ہو سکتا۔ یہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنی کے
اپنی حریمت سے یہی استدلال ہو سکتا ہے، آپ ہی کریم صلی اللہ علیہ
وسلمہ انہی غریبانا بھی میں یقین اسلام کے لئے جہالت قرار نہیں دے
سکتے تھے۔ کیونکہ آپ جہالت مرید علام احمد صاحب کے سچا شیخ مودود
ہوئے ہیں اس استدلال کے درست ہونے سے منکر ہیں۔

سے شک حضرت مسیح مودود اللہ علیہ السلام براہین احمدیہ کے ہمارے
میں بھی دعویٰ مسیح کو خود سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بیعت کے
قابل تھے لیکن بعد ازاں آپ خدا تعالیٰ کی اس وحی کی بدستنی میں کریم
ہی مریم رسول اللہ فوت ہو گیا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے
موفق قرار پایا ہے۔ لہذا وہ اہام صلی اللہ علیہ وسلم کے بدل پر اپنے
اسے جہالت کہ عقیدہ اوحیٰ میں لگتا۔ کرس و حدیب پر پیش کیا تو قرآن کریم
کی قطعید اہلال آیات اور نص میں صریح حدیث ہے یہی آپ پر یہ بات
کھلی گئی کہ وہ بھی مسیح ہیں مریم و ذات پائے ہیں۔ مگر پتہ اس اسلام
سے پہلے آپ بات مسیح کے بھی عقیدہ کے ہی قابل تھے۔ لہذا وہ اسلام
میں پہلے درست قرار دے کر جو لوگ خدا کے اسلام جانتے ہیں وہ غیر ملاتے

میں بولنے پر خیر محسوس نہیں سمجھتے اور بعد فرمائے کے کوئی دعویٰ نہیں کرتے
اور اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیل نہیں دے سکتے۔ میں وجہ سے ہمارے نبی
سے اللہ علیہ وسلم پر حسب ملک خداوند سے کی طرف سے بعض عادات اور

گھنے کے بارہ میں دیکھا میں ہمیں ہوتی تھی۔ اہل کتاب کی سب سے پہلے
قدم مارنا بہتر سمجھتے تھے۔ اور بدعت بر دلی دیکھا اور یہ بات اصل حقیقت
کے اس کو چھوڑ دیتے تھے۔ اسی کا طے اپنی طرف سے حضرت مسیح ابراہیم
کی سب سے پہلے اس بات میں کوئی بحث نہیں کی گئی تھی۔ اور وہ اس
مذہب کا طبع اور اس کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس
وہامت میں کسی تبدیلی میں۔ پہلی مدعی آپ نے یہ ثابت کیا ہے کہ
”اور صاحب کے زمانہ میں قرآن کریم اجماعاً بیٹھا اور
اجماع صحابہ کریم موجود تھے لیکن پھر بھی مرزا صاحب نے
صرف مہیوہ اور بعض اصل وراثتوں کو دیکھ کر اس کی تردید کی
لازم سمجھا۔“

اس کے جواب میں عرض ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح ابراہیم کی دعوت
کے متعلق صریح الہام ہونے سے پہلے سے شک آپ مسیح کی آمد ثانی کے بارے
میں پرستے۔ اور اس وقت آپ نے نہ روایت کی عجائبات میں کی ہوتی
تھی نہ قرآنی آیات میں ایسے تدبیر سے کام لیا تھا۔ جس تدبیر سے کام
پہلے دعوت مسیح کے متعلق الہام ہونے پر لیا۔ اسکی عقیدہ پر قائم رہنے
کی فصل کو آپ نے غور تسلیم کیا ہے مگر اس غلطی سے یہ قروں غلط ہے

کہ آپ کو فی حدیث سے آزاد نہیں تھے۔ کیونکہ براہین احمدیہ کے ساتھ میں ہی
آپ کو، اسلام میں غیسی قرار دیا گیا تھا۔ اور یہی تیار کیا گیا تھا کہ آپ کے
شخصی قدم و دعوے تھا لیکن آپ نے اس کی بناء پر مسیح موعود و مہر نے کا
دکڑی مہی کی کہ۔ بلکہ کسی عقیدہ کی تہ پر رہیں احمدیہ میں مسیح بن مریم
کی آمد کا عقیدہ رکھ دیا۔

موسیٰ! دوسرے غلطی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف
منسوب کر کے ہوئے آپ نے لکھا ہے: کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پر قرآن کیا گیا کہ آپ اپنی کتاب کی ایسی عبادات پر بھی عمل کرتے رہے
جس کو بعد میں مگر ہی اور مرد ٹھانے پر قرار قرار دیا گیا۔

اس کے جواب میں عرض ہے کہ یہ غلط جہ آپ نے حضرت مرزا
صاحب علیہ السلام کی طرف منسوب کئے ہیں جس کو بعد میں مگر ہی اور
حدیث سے پر قرار قرار دیا گیا ہے یہ خود آپ کا التزام ہے۔ حضرت
مرزا صاحب علیہ السلام سے یہ بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
طرف پر گز منسوب نہیں کی۔ یہ بات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی
نازل ہوئے سے پہلے اہل کتاب کے طریق بیکل فرستے تھے سو یہ بات
حدیث سے ثابت ہے جس میں بیان ہوا ہے کہ:

کان یحب موافقہ اهل کتاب فیما تعریفوا عن رسولہم
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کتاب سے موافقت پسند فرماتے تھے اس
بات میں جس کا آپ کو حکم نہیں دیا گیا تھا۔ بلکہ پہلے رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم سے ملنے کی زندگی میں عبادت میں اپنی کتاب میں سے یوں کا قبلہ
 اختیار کرنے رکھا۔ اور یہ تینہ مشرعیہ میں بحرب درماتے ہائیکے بعد آپ
 پر تحویل قبلہ کی وحی نازل ہوئی تو اس وقت آپ نے بیت المقدس کی
 طرف عبادت میں منہ کرنا ترک کر دیا اور سمت سے بھی ترک کر دیا۔
 یہ ایک کتاب کی صفت دوسرے کا ہی انتباہ تھا جسے بعد میں ترک کیا گیا۔
 بن حریص کے نزول کی پیشگوئی کی بہار ہمسماؤں میں یہ عقیدہ
 پیدا ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام خاک کی حیم کے ساتھ زندہ ہیں، وہ یہیں
 کا نزول اعلان ہو گا۔ میرا میں احمد یہ کہے رہا نہ میں محمد مصطفیٰ سے جس
 آپ کو عیسیٰ تر دیا۔ اور تب یا کہ آپ کا انا بھی حدی دھندہ کے مطابق
 ہے تو مسلمانوں کے، میں عقیدہ کو جو دراصل غلط تھا رسمی طور پر اس
 تحقیقی طور پر، سننے کی وجہ سے آپ نے مسلمانوں کے اس رسمی عقیدہ
 کا ذکر کر دیا۔ کہ حضرت عیسیٰ مسیح صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے لگے ہیں اس کے
 جتنے کرنے میں جس طرح دیکھنا دشواری غلطی میں مبتلا ہے اس کی طرح آپ صلی
 اللہ علیہ وسلم تھے اور اجتہاد کی غلطی میں انسان معذور سمجھا جاتا ہے مگر غلط
 اجتہاد سے بھی حدیث ہوئی کے مطابق اس سے ایک حدیث ہر ہی صاحب حدیث
 کے، غلط ہیں۔ فناں اصحاب جملہ احزاب و ان اخطاء قد
 دجرو، حدیث اگر عیسٰی کا اجتہاد درست ہو تو سے دو جرمیں گے
 اور اگر غلط ہو تو اس سے ایک ایرٹے گا، جب خدا تعالیٰ نے حضرت مرثیہ
 علیہ السلام پر اصل حدیث واضح فرمادی کہ عیسیٰ بن مریم دسویں قندوت

آگیا ہے، وہ آپ سے قرآن و حدیث کے مطابق برہنہ عقیدہ کو درست
 پایا۔ اور قرآن و حدیث سے اس کو پرزور دلائل سے ثابت کر دیا، تو
 اب مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف حمیدہ رکھنا، جسے رسول کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم سے حکم و عدل قرار دیا ہے، گمراہی میں تراء کر گیا ہے
 آپ تو اس عقیدہ کی جس قدر بھی مذمت کی جائے گمراہی
 آپ سے تسری علیٰ حضرت ہمارے لئے، علیہ وسلم کے متعلق
 مثال نہ دینے کی حیاں کی ہے۔ اگر حدیث سے ہی کہ ہم میں اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم، نبیوں و وحی الی کتاب کی سنن، ایسے کو اختیار کرنا، ایک حقیقت
 کامیاب ہو رہی ہے کہ مثال نہ دینا کوئی غلطی نہیں۔ ہم نے تو مثال
 بھی پیش کر دی جو یوں دلائل عقیدہ کی تکمیل کے متعلق ہے۔
 جو بھی غلطی آپ سے حضرت مرزا صاحب دینیہ اسلام کی طرف یہ
 سبب کی ہے کہ۔

”ہمیں کہہ دیا کہ غلط مذہب اختیار کیا وہ غیر ملکی
 میں ہوتے ہیں مرزا صاحب قرآن کے جو دوسرے دوسرے دور
 غلط ہوئے اور غیر سمجھا رہے ہیں سمجھتے اور غیر ملکی کے
 کوئی، غریبی میں کرتے اور اسی طرف سے کوئی دلیل نہیں
 کرتے۔ لیکن مرزا صاحب قرآن مجید سے غلط مطلب سمجھا
 اور بڑی دھیری سے اس کا اعلان کیا۔“

(جواب :- باقی کلام کے لحاظ سے حضرت ہانی سید احمدؒ کی یہی عبارت

کا مطلب یہ ہے کہ انہوں کو جب تک خدا تعالیٰ امام سے جو نہ کہ وہ کسی عقیدہ پر قائم رہے ہیں تو وہ ملت و ملت سے اسے جو بددعاؤں کے غلط ہونے کے درست اور صحیح بنایا کر رکھا ہو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن وحدیث کی بنا پر برائے حق میں مسیح کی حیات کو کہیں ثابت نہیں کیا۔ صرف اس کی بناء کے عقیدہ کو بیان کر دیا ہے اور خود یہ خدا کے امام کے درجہ کے لئے بغیر دلائل مسیح کے قائل ہوئے اور اسے نہیں مسیح موعود مانا بلکہ براہی احمد ہے کہ زمانہ میں آپ کو یحییٰ النبی متوفیہ امام میں آپ کو یحییٰ قرار دیا گیا تھا۔ مگر آپ نے دلیری اٹھایا کہ یہ نہ اس وقت مسیح موعود ہوتے کہ دھڑکی کیا نہ کوئی ایسا اعلان کیا۔ بلکہ ایسا اعلان اس امام کے بعد کیا جس میں کہا گیا تھا۔

مسیح بن مریم رسول اللہ نزلت بوجہ سے اور، کے رنگ میں جو کر محمد کے وعدہ کے مطابق تو آیا ہے (انامہ داس)

قرآن کریم کے روایت ہوا اذی ارسل رسولہ بالہدی و دین اہم لیظہرہ علی اسدی حلالہ سعادہ کے عقیدہ مسیح کا ہی ذکر کیا ہے کہ عیسیٰ سلام مسیح موعود کی آمد سے واسطہ ہے۔ اس آیت میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر مستثنیٰ ڈالے ہو جو کہ عہدہ حیات مسیح کے قائل تھے۔ آپ نے بھی اسی کے عقیدہ کے میں نظر عقیدہ سلام کو مسیح موعود کے زمانہ سے بہتہ قرار دیا۔ یہ مستنبط از لفظ

اور مدت بقا لیکن مسیح موعود کی شخصیت کے متعلق رسمی عقیدہ میں غلطی تھی جس کی بعد میں عدالتوں نے آپ پر وثقات مسیح کا ادھار کر کے صراحہ کر دی ہے۔ ایمین حصر میں کسی آئین سے آپ نے حیات مسیح پر مثال ہمیں کیا مسیح کی زندگی کا عقیدہ علماء کی سلسلہ عیسائی کے مطابق اس امت کی تاریخیں کہا ہے۔ یہی دانشمند حیات مسیح علیہ السلام پر برہنہ ہیں احمدیہ میں کوئی شکست نہیں کی۔ یہ آئین اپنے ظاہری الفاظ سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے اور اس میں یہی بول ہوئے ہے کہ آپ کی اہمیت سے آئین اسلام مقدس ہے۔ مگر علماء سے روایت کی بنا پر اس سلسلہ کو مسیح موعود کے زمانہ سے دو سلسلہ قرار دیا ہے۔ رسمی عقیدہ کا رد یہ ہے کہ اس حبیبینہ اسلام سے روایت ہے اور اس میں اس کی طرف سے بعد میں آپ کی اصل جگہ علماء کی یہ مسرت ہے کہ مسیح جس سے علماء اسلام وہاں سے وہ ہیں ہوں۔ حضرت علی علیہ السلام کی حیات اور امتدائی کا عقیدہ غلطی سے رسمی الفاظ سے سن کر غلط فہمیاں کیا تھا اس کے متعلق لی، برقعہ اپنی طرف سے کہ کی شکست میں کا تھی۔

حضرت علی علیہ السلام متنبی موسیٰ کی نسبت پہلے خیال کرتے تھے کہ وہ بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے لیکن حقیقت یہ ہے کہ بعد میں کھلی کہ قبیل موسیٰ کی آمد کی پیشگوئی میں ہمارے بھائیوں میں سے کے الفاظ ہیں اسرائیل کے متعلق میں نہ کہ بنی اسرائیل کے متعلق۔ یہاں سے بنی اسرائیل کو آپ نے فرما دیا خدا کی بادشاہت ہم سے ہے لی جائیگی۔ اور اس قوم کو دی جائے گی جو اس کا پہلا نبی

یہ خدا کی طرف سے ہوا اور ہمارے نظریوں میں عجیب ہے۔
 پس جس امر کو آپ پانچویں غلط سمجھ رہے ہیں اس کا جواب بھی ہمارے
 دہرے بیان میں آگیا ہے۔

آپ کا اس وجہ سے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو غم سے کرا اور
 عقل سے کورا قرار دینا کہ وہ پہلے حیات مسیح کے کسی عقیدہ پر قائم تھے
 اور بعد میں آیات قرآنیہ سے اور روایت صحیحہ سے اور اجماع صحابہ سے آپ
 پر وفات مسیح ثابت ہوئی محض گستاخی ہے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے الہامی وفات مسیح
 کے متعلق اس الحکاف سے پہلے کہ آپ مسیح کے دماغ میں خدا کے وعدہ کے
 برائے آئے ہیں۔ آپ اپنے آپ کو نبیل مسیح سمجھنے کے ساتھ ہی مسیح کی ثانی
 کے کسی عقیدہ کے بھی قائل تھے۔ چونکہ یہ عقیدہ منجہ پیشگوئوں کے ایک
 پیشگوئی تھا جس کی پوری حقیقت کا ظہور واقعہ کے وقوع پر ہی ہو سکتا
 تھا اور قبل از ظہور اس پیشگوئی کے مسیح کی آمد ثانی کا حقیقہ حقیقی
 کے نزدیک ایسی منشاءات کی تعمیل سے تھا جن کی حقیقت مفسرین الی اللہ
 ہوتی ہے۔ چنانچہ تفسیر خازن وغیرہ میں زیر آیت **وَأَخْرَجْنَا بِقَابِ**
قَوْسٍ دجالی اور نزول عیسیٰ بن مریم کو ایسے ہی امور قرار دیا گیا ہے کہ
 جن کی حقیقت مفسرین الی اللہ تھی۔ ہاں اکثر کلامان یہ تھا کہ حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، اور اصالۃ التنازل فانی کے، حضرت مرزا
 قاسم احمد علیہ السلام بھی رہنما انہیں کے ہم خیال تھے۔ پس آپ کے نزدیک

اگر یہ لوگ علم و عقل کی رو سے کور سے نہ تھے تو اسی عقیدے کی وجہ سے
 حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو اس بنیاد پر عقل و علم سے کورا قرار دینا
 کہ مسجد میں آپ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے وفات مسیح ادا اپنے مسیح
 موعود ہونے کو انکشاف ہو گیا۔ اور آپ نے وفات مسیح کے عقیدہ کی
 صحت کے دلائل آیات قرآنیہ احادیث صحیحہ اور اجماع صحابہ سے تلاش
 کر لئے تو آپ کا اس مسئلہ میں اجتہاد فی غلطی کی بناء پر مرزا غلام احمد
 علیہ السلام کو علم و عقل سے کورا قرار دینا محض تعصب و بدگمانی کا نتیجہ
 نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بدگمانی اور تعصب سے بچائے اور
 جس کو خدا تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے چنا ہے
 اس کی تکذیب سے دامن بچانے کی توفیق دے۔ ہم تو آپ کے
 لئے دعا ہی کر سکتے ہیں۔ اصل ہدایت خدا کی طرف سے ملتی ہے۔

آپ نے آیت فیہا تحیون و فیہا تموتون و منہا
 تخرجون سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس استدلال کا
 ذکر کیا ہے کہ ہر بشر اپنی زندگی زمیں پر ہی گزارے گا۔ آسمان پر جسم
 منہری کے ساتھ نہیں جائے گا۔ اس آیت میں فیہا کو مقدم رکھ کر
 مصریہ مضمون بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ مضمون درست ہے چونکہ قبل
 از انکشاف حقیقت حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی اس مضمون
 کی طرف پوری توجہ نہ تھی۔ اس لئے علماء کی موافقت میں آپ نے مذہبی
 عقیدہ کے طور پر ہی عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کا ذکر کیا ہے اور

